خصوصی شمارہ
''عصر حاضر کے سلگتے فتنے اور
مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل''
دینی
اصلاحی
فکری
علمی
ماہنامہ
شاہراہِ علم
جامعہ کا پیغام ملّتِ اسلامیہ کے نام
شعبان المعظم، رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ، جون، جولائی ۲۰۱۵ء
زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی
مدیر
حذیفہ مولانا غلام محمد صاحب وستانوی
نفسانی خواہشات کا فتنہ
مادّیت کا فتنہ
اہل کفر کا اہل اسلام پر غلبے کا فتنہ
کفار سے دوستی کا فتنہ
علما و مصلحین اور ان کے فتنے
اباحیت کا فتنہ
لسانیت، قومیت اور عصبیت کا فتنہ
نصوص قرآنی میں توجیہات کا فتنہ
دجالی فتنوں کا ظہور
انکار ائمہ و علما کا فتنہ
فتنہ دیندار انجمن
میڈیا، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا فتنہ
اسلامی چینلوں کا فتنہ
اغیار کے اطوار کا فتنہ
ذہنی ارتداد کا فتنہ
گلوبلائزیشن کا فتنہ
نیو ورلڈ آرڈر ایک خطرناک فتنہ
صیہونیت — دنیا کا سب سے عظیم فتنہ
فتنہ سوشلزم و کمیونزم
عیسائی مشنریوں کا فتنہ
فتنہ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں
فتنہ ارتداد اور ہماری ذمہ داریاں
استخفافِ دین و استہزائے احکامِ شریعت کا فتنہ
جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، نندوربار، مہاراشٹر ۴۲۵۴۱۵
1
Per Copy Rs. 34.00
Printed Matter

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ)

ماہنامہ

''شاہراہِ علم''

خصوصی شمارہ:

''عصر حاضر کے سلگتے فتنے اور مسلمانوں کے لیے لائحہ عمل''

(جامعہ کا پیغام ملتِ اسلامیہ کے نام)

زیر سرپرستی

حضرت مولانا غلام محمد صاحب وستانوی مدظلہ العالی

مدیر: حذیفہ مولانا غلام محمد وستانوی

جلد نمبر : ۴ شمارہ نمبر: ۶-۷

ماہ : شعبان، رمضان ۱۴۳۶ھ جون، جولائی ۲۰۱۵ء

زرتعاون: سالانہ ۲۰۰/روپے

ترسیل زر کا پتہ

''دفترِ شاہراہِ علم''

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، ضلع نندوربار، مہاراشٹر، ۴۲۵۴۱۵

فہرست مضامین

/	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
/	اداریہ: فتنے سے کیوں اور کیسے بچیں .... حذیفہ مولانا غلام محمد صاحب وستانوی	۷
/	فتنے کے دور کے لیے چند احکامات	۱۴
/	''فتنہ'' کے دور کی چار علامتیں	۱۶
/	فتنوں سے بچاؤ کے تین اہم ترین اقدام	۱۸
/	دجالی فتنوں سے بچنے کی تدابیر	۲۴
/	فتنے اور اس سے حفاظت کی تدابیر .... مولانا محمد مرشد قاسمی بیگوسرائے	۳۰
/	فتنہ کیا ہے؟ .... مولانا عبدالستار صاحب	۳۵
۞	**نفسانی خواہشات کا فتنہ ...... (ص:۴۱-۵۳)**	۴۰
/	گناہوں کا فتنہ .... ''دورِ حاضر کے فتنے'' از مولانا عبدالستار صاحب	۴۱
/	اولاد کا فتنہ .... ''دورِ حاضر کے فتنے'' از مولانا عبدالستار صاحب	۴۳
/	مال کا فتنہ .... ''دورِ حاضر کے فتنے'' از مولانا عبدالستار صاحب	۴۶
/	عورت کا فتنہ .... ''دورِ حاضر کے فتنے'' از مولانا عبدالستار صاحب	۴۹
۞	**ارتدادی فتنے .... (ص:۵۵-۷۹)**	۵۴
/	عیسائی مشنریوں کا فتنہ .... مولانا سید احمد ومیض ندوی	۵۵
/	فتنۂ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں .... مولانا سید احمد ومیض ندوی	۵۹
/	فتنۂ ارتداد اور ہماری ذمہ داریاں .... مولانا سید احمد ومیض ندوی	۶۵

نوٹ: ماہنامہ ''شاہراہ علم'' مدیر و ایڈیٹر مولانا محمد حذیفہ غلام محمد وستانوی صاحب رند یرا ''جامعہ کوارٹر جامعہ نگر اکل کوا'' نے ہمدم پریس مالیگاوں سے طبع کروا کر دفتر شاہراہ علم سے شائع کیا۔

(... کمپوزنگ وسیٹنگ: محمد سبحان ارریاوی اشاعتی / رفیق احمد اشاعتی کٹیہاری ......)

فہرست مضامین

فہرست مضامین

اداریہ:

فتنے سے کیوں اور کیسے بچیں

حذیفہ مولانا غلام محمد صاحب وستانوی

الحمدللہ اللہ کی توفیق وفضل خاص سے ادارہ کو وقتاً فوقتاً حالات حاضرہ کے تقاضے کے مطابق ''شاہراہ علم'' کے خصوصی شمارے شائع کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے؛ اس سے قبل مندرجہ ذیل موضوعات پر خصوصی شمارے شائع ہو چکے ہیں:

(۱)......دور حاضر کی تحریکات، فتنے فرقے، سازشیں اور ہمارا لائحہ عمل۔ (موجودہ شاہراہ کے ۵۵۰/صفحات)

(۲)......تعارف العلوم۔ (۵۵۰/صفحات)

(۳)......فقہ المناسبات۔ (۵۵۰/صفحات)

(۴)......جامعہ نمبر۔ (۲۳۰/صفحات)

(۶)......اسلام اور سائنس۔ (۱۵۰/صفحات)

(۶)......رمضان نمبر۔ (۳۰۰/صفحات)

(۷)......وقائع حبیب کبریا ﷺ۔ (۱۴۸/صفحات)

(۸)......تحفظ ناموس رسالت ﷺ۔ (۹۲/صفحات)

(۹)......علم سیرت ایک تعارف۔ (۱۴۰/صفحات)

(۱۰)......سیرت النبیا۔ (۱۸۴/صفحات)

(۱۱)......حالات حضرت مہدی ؒ اور علامات قیامت۔ (۸۸/صفحات)

(۱۲)......سیاست، جمہوریت، ووٹ اور اسلام۔ (۱۰۰/صفحات)

عام طور پر جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا ہے، بندے کے دل میں خصوصی شمارہ نکالنے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے؛ کیوں کہ مدارس وجامعاتِ اسلامیہ کی تعطیلات ہوتی ہے، اور شاہراہ کے خریدار میں بڑی تعداد جامعہ کے طلبہ کی ہوتی ہے؛ تو طلبہ تعطیلات میں خود بھی پڑھتے ہیں اور امت کو بھی صحیح پیغام پہنچاتے ہیں؛ ہر سال کی

طرح امسال بھی جب رمضان قریب آیا تو مولانا ہلال صاحب سے رائے مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ فتنے کے موضوع پر بنیادی اور ضروری مواد جمع کر دیا جائے؛ بندے کی کثرتِ مشاغل کی وجہ سے مولانا ہلال صاحب کو بندے نے کچھ اشارات دیدیئے؛ پس پھر کیا تھا کہ انہوں نے اس موضوع پر کتب خانہ جامعہ اکل کوا اور انٹرنیٹ سے کتابوں کو جمع کر کے مواد کھنگالنا شروع کیا اور وقفہ وقفہ سے بندے کو بتلاتے رہے اور مشورہ لیتے رہے۔ماشاء اللہ بڑی جاں فشانی سے رات دن ایک کر کے انتہائی وقیع مواد جمع کیا؛ اللہ انہیں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

جب مواد جمع ہو کر طباعت کے لیے تیار ہو گیا، تو کہا کہ اداریہ کس موضوع پر ہوگا؟ اور رائے دی کہ آپ بھی اس موضوع پر اداریہ تحریر فرما دیں، تو بہتر ہوگا؛ لہٰذا میں ''فتنے کیوں اور اس سے کیسے بچیں'' پر کچھ تحریر کرنے جارہا ہوں، اللہ صحیح لکھنے کی اور ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین

اصول دین تمام انبیا علیہم السلام کے دور میں ایک ہی رہے ہیں، جن میں تین چیزوں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت......رسالت......اور قیام قیامت......وآخرت۔

خاتم الانبیاﷺ کی بعثت قیام قیامت کی واضح علامت میں سے ہے، حدیث شریف میں ہے حضورﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا کہ میں اور قیامت یوں بھیجے گئے ہیں؛ سابقہ امتوں میں مبعوث ہر نبی اپنی قوم کو، جہاں آخرت کی مبارک فکر سے آراستہ کرتے رہے، وہاں وہ دجال کے فتنہ سے بھی اپنی قوم کو خبردار کرتے رہے۔

امت مسلمہ کے ہر فرد کے لیے یہ بات قابلِ فکر ہے کہ کہیں، وہ فتنۂ دجال کا شکار نہ ہو جائے اور کہیں وہ بے خبری میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لشکر میں شامل ہونے یا ان کی مدد سے محروم نہ رہ جائے؛ لیکن موجودہ دور کی غفلت کے پیشِ نظر یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ آج امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو دورِ جدید کی معلومات تو حیرت انگیز حد تک ہیں، لیکن حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد بھی بہت سے مسلمانوں کو یہ خبر ہی نہ ہوگی کہ دجال کے خلاف جہاد کی قیادت خود حضرت مہدی علیہ السلام فرما رہے ہیں، اس قیامت خیز دور میں بھی دجال کے خلاف عالمی جہاد کو لوگ اسی نظر سے دیکھ رہے ہوں گے، جس نظر سے میڈیا ان کو دکھا رہا ہوگا۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں یہ دجالیت کا دور ہے کہ دجال یونہی چند دنوں میں ظاہر نہ ہوگا، بلکہ احادیثِ مبارکہ میں اس کے جو مافوق العادات باتوں اور احوال کو ذکر فرمایا گیا ہے، ان کی تکمیل ضروری ہے اور موجودہ دور انہی باتوں اور احوال کی جلد از جلد تکمیل کا دور ہے۔آپ اندازہ فرمائیں کہ، جن تبدیلیوں کو پہلے

سالہا سال کا عرصہ لگتا تھا، اب وہ انقلابات چشم زدن میں رونما ہوتے دکھائی دیتے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہے کہ ہر آنے والا دن ہمیں قیامت اور اس کی ہلاکت خیزیوں کے قریب کررہا ہے۔

موجودہ دور میں دجالی نظام کو سمجھنے کے لیے صرف ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مثال ہی کافی ہے، ان کمپنیوں نے ساری انسانیت کو اپنے عفریت میں ایسا دبوچ رکھا ہے کہ اس سے آزادی کے لیے قیامت ہی کا منتظر رہنا پڑے گا؛ آج ملٹی نیشنل کمپنیاں ہر آدمی کی زندگی میں اس قدر دخیل ہوچکی ہیں کہ اقوام کے طرز زندگی اور سوچ کے زاویہ تک کو بدل کر رکھ دیتی ہیں؛ اس کی ایک جھلک دیکھیے کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام ہمیں طہارت و نظافت کی تعلیم دیتا ہے، جس میں مسواک مستقل اہمیت کا حامل ہے، جس میں منہ کی صفائی کے علاوہ اللہ کی رضا ہے، لیکن آپ جب چاہیں، جہاں چاہیں مسواک کی سنت پر عمل کرنے کے لیے تازہ مسواک نہیں خرید سکتے، جبکہ مغربی طرز کے ٹوتھ پیسٹ اور برش آپ کو دنیا بھر میں ہر جگہ مل جائیں گے، یہ دجالی نظام کی ایک جھلک ہے؛ آپ ہر جگہ ہر وقت پینے کا صاف پانی موجود نہیں پاتے، لیکن خوبصورت پیکنگ میں منرل واٹر آپ کو ہر جگہ مل سکتا ہے ؛ گویا مکمل نظام زندگی اور روزمرہ استعمال کی اشیا کی ڈور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہاتھ میں ہے، یہ سب دجال کے خروج کی تیاریاں ہیں۔

دوسری طرف عالم اسلام کی طرف دیکھا جائے، بڑے سے لیکر چھوٹے تک سب کے سب غلامی کی بدترین حالت میں مبتلا ہیں کہ، دنیا کی طاقتور قومیں علاقے فتح کیے بغیر لوگوں کو غلامی کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔

ہر ملک کی دو طرح کی سرحدیں ہوتی ہیں، ایک جغرافیائی اور دوسری ذہنی سرحدیں، جب قوم کی ذہنی سرحدیں دوسروں کے قبضہ میں آجائیں، تو پھر اس ملک کی جغرافیائی سرحدیں بے معنی ہوکر رہ جاتی ہیں، ذہنی غلامی کی شکار قومیں، نہ تو اپنی بصیرت اور دل و دماغ سے سوچتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں ؛ بلکہ طاقتور غاصب جس طرف ان کی سوچ کا دھارا موڑ دے، پھر وہ اسی راہ چل پڑتے ہیں اور پھر اس پر مزید ستم یہ ہے کہ غلام قوم یہی سوچتی رہ جاتی ہے کہ ہم تاہنوز آزاد ہیں۔

موجودہ دور میں ہماری اس ذہنی غلامی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم حالات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں نہیں سمجھتے، بلکہ خدا بیزار مغربی میڈیا کے تجربے اور تبصرے کی بنیاد پر اپنی سوچ کو استوار کرتے ہیں، آج اکثر پڑھے لکھے لوگوں کا اندازِ فکر مغربی اسٹائل کا ہے اور پوری امتِ مسلمہ من حیث القوم مغرب کی ذہنی غلامی کا شکار ہے۔

موجودہ حالات میں اس امر کی ضرورت کسی بھی صاحب بصیرت مسلمان سے مخفی نہیں کہ ہمیں قرآن

وحدیث کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل بنانے کی ضرورت ہے، اگر ہم یونہی مغربی میڈیا سے متاثر ہوتے چلے گئے، تو ہم حالات کا صحیح اندازہ کیے بغیر رہ جائیں گے اور قیامت ہمیں اپنی گرفت میں لے چکی ہوگی۔

قیامت اور اس کی علامت پر مبنی تمام جدید وقدیم کتب کا اصل مقصد یہی ہے کہ، پوری قوم خود کو خواب غفلت سے بیدار کرے اور پورے ہوش وحواس اور بیداری سے ہر آنے والے فتنے سے بچے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اسے قبر تک محفوظ لے جائے۔

فوت ہونے والے کی جدائی کا صدمہ اپنی جگہ، لیکن اس پہلو سے دیکھا جائے، تو یہ رحمت بھی ہے کہ فوت ہونے والا مسلمان دجال کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ گیا، اس لیے کہ فتنۂ دجال کے وقت بڑی بڑی قدآور شخصیات اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ (دنیا کا آخری حادثہ قیامت قریب آرہی ہے، ص ۵ تا ۷)

اس امت کو قیامت تک رہنا ہے، قیامت امت محمدیہ پر قائم ہوگی؛ اس لیے قیامت سے قبل جس خیر وشر کا ظہور ہونا ہے، امت محمدیہ کا ہی اس سے واسطہ پڑتا ہے۔

سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی آمد، سیدنا مسیح علیہ السلام کا نزول اور دجالِ لعین کے خروج سے امت کو پالا پڑنا ہے، خیر والقرون سے اس وقت تک علامات قیامت پر بہت کچھ لکھا گیا، اسے اگر جمع کیا جائے، تو اس سے ایک وقیع لائبریری کا ایک گوشہ تیار ہو سکتا ہے۔ (دنیا کا آخری حادثہ قیامت قریب آرہی ہے، ص ۸)

امام الانبیا نبی اکرم ﷺ نے قیامت کے حالات اور علامات کو نہایت اہتمام اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے؛ تاکہ آخرت کی فکر پیدا ہو اور امت کا ہر فرد اپنی اور اپنے اہل وعیال کی اصلاح کے ساتھ آنے والے فتنوں سے باخبر ہو کر حفاظت کا سامان کر سکے۔

آخرت کے یقین اور استحضار ہی سے ایک مومن صاحب کردار بنتا ہے، یہ عقیدہ پختہ ہو تو رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں معصیت کی دعوت کے باوجود انسان محفوظ ومامون رہتا ہے اور یہ عقیدہ کمزور ہو جائے، تو مسجد میں بھی نافرمانی کا صدور ہو جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ صحابہ کرامؓ میں جب کبھی معمولی سی دنیوی رغبت محسوس فرماتے، تو انہیں فوراً آخرت اور نعمہائے جنت کی طرف متوجہ فرما دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا '' كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل '' (دنیا میں ایسے رہو جیسے کوئی مسافر بلکہ راہ گزر رہتا ہے) آنحضرت ﷺ کے فیضِ صحبت وتربیت کا یہ

اثر تھا کہ دنیا کے تمام مشاغلِ ضروریہ کی انجام دہی کے باوجود حضرات صحابہ کرامؓ کی قلبی توجہ ہمیشہ آخرت کی طرف مبذول رہی؛ صحابہ رضی اللہ عنہم حضورﷺ کی تربیت کا شاہکار تھے، جس کی گواہی اعدائے اسلام نے بھی دی۔

تاریخ میں یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب مسلمان ایرانی آتش پرستوں کے خلاف صف آراء تھے، تو ایرانی افواج کے سپہ سالار رستم نے مسلمان فوج کے حالات معلوم کرنے کے لیے کچھ جاسوس بھیجے، وہ بھیس بدل کر مسلمانوں کے کیمپ میں کچھ دن حالات کا مشاہدہ کرتے رہے، واپس جا کر انہوں نے رستم کو یہ رپورٹ پیش کی کہ ''ھم رھبان باللیل وفرسان بالنھار'' کہ یہ عجیب لوگ ہیں، رات کو راہب نظر آتے ہیں اور دن میں شہ سوار ہیں۔ دنیا نے یہ چیزیں علیحدہ علیحدہ تو دیکھی تھیں؛ اس لیے کہ جو راہب ہوتے تھے، وہ دن کے وقت بھی، راہب ہوتے تھے اور رات کے وقت بھی؛ ان کے ہاتھ میں تلوار نظر نہیں آتی تھی؛ اسی طرح قیصر و کسریٰ کی افواج میں جو دن کا فوجی ہوتا تھا وہ رات کا بھی؛ لیکن فکرِ آخرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے دو متضاد چیزوں کو اکٹھا کر دیا ،اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت و کردار پر اس سے زیادہ جامع تبصرہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ''ھم رھبان باللیل وفرسان بالنھار'' کہ رات کو یہ راہب نظر آتے ہیں؛ اللہ کے حضور سربسجود ہیں، قیام کی حالت میں قرآن کی تلاوت ہو رہی ہے اور سجدہ گاہیں آنسوؤں سے تر ہیں؛ لیکن دن کے وقت یہی لوگ بہترین شہ سوار ہیں اور نہایت دلیری سے لڑتے ہیں۔

چوں کہ قیامت اور علامات قیامت کا تعلق ایمانیات سے ہے، اس لیے ہر دور کے علما و محدثین نے دیگر عقائد کی طرح اس موضوع پر بھی مستقل تصانیف قلم بند فرمائی ہیں؛ خاص طور پر قیامت کے قریب رونما ہونے والے فتنوں سے ہر مسلمان کا آگاہ ہونا ضروری ہے، تا کہ وہ بے خبری کی وجہ سے کہیں ان میں مبتلا نہ ہو جائے۔ (دنیا کا آخری حادثہ قیامت قریب آرہی ہے: ص ۹ تا ۱۰)

اسلام پر جتنے بھی امتحانات بڑھتے جا رہے ہیں، اہل اسلام ان امتحانات سے نکلنے کا راستہ یا راستے ڈھونڈ رہے ہیں۔

کبھی سنا جاتا ہے کہ مہدی نکل آئے ہیں، اور کبھی یہود و نصاریٰ کے درمیان عالمی جنگ کے قریب آنے کا سنا جاتا ہے، یا کبھی کسی علاقہ میں زمین کا دھنسنا سنا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

کچھ عرصہ قبل مجھے افریقہ جانا ہوا اور میں نے وہاں دیکھا کہ ان میں ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے کہ جو یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ مسیح عیسیٰ بن مریم ہے اور نازل ہوا ہے۔ (دنیا کا آخری حادثہ قیامت قریب آرہی ہے: ص ۳۱)

لہٰذا ایک مسلمان کو دورِ حاضر میں قیامت کی نشانیوں اور فتنوں سے واقف ہونا ضروری ہے، اس سے

قبل بھی ہمارا ادارہ ''حضرت مہدی'' پر ایک خصوصی شمارہ شائع کر چکا ہے، اور اب فتنوں پر یہ شمارہ حاضر ہے۔ میری علما، خطبا، ائمہ اور طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بیانات اور تقریروں میں اس سے فائدہ اٹھائیں اور جن کتابوں سے اس کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہے؛ مزید تفصیلات کے لیے ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق سے نوازے اور فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

علامات قیامت اور فتنوں سے واقف ہونا کیوں ضروری؟

انسان جس چیز پر بحث کرتا ہے ضروری ہے کہ اس بحث کا انجام ہونا چاہیے؛ کیا علامات قیامت کے متعلق بحث کرنا اور ان کو جاننا ہماری زندگی میں کوئی نافع ہے؟ یا صرف اور صرف قیامت کی علامات کے بارہ میں بحث کر کے اپنی معلومات میں اضافہ مقصود ہے؟ جبکہ اپنی اصلاح پیش نظر نہ ہو؟۔

جواب: قرآن وسنت میں قیامت کی علامات ذکر کی گئی ہیں اور ان کے بہت فوائد ہیں، جو انسان کو اپنی زندگی میں محسوس ہوتے ہیں، ان فوائد میں بعض یہ ہیں۔

۱- غیب پر ایمان کی پختگی، جو کہ ایمان کے چھ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ} (سورۂ بقرہ:۳۰) ''جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم ہوا کہ میں لوگوں کے ساتھ جنگ لڑوں حتیٰ کہ وہ کلمۂ توحید ''لا الہ الا اللہ'' پڑھ لیں، مجھ پر اور جو کچھ میں لایا، اس پر ایمان لے آئیں؛ اگر انہوں نے ایسا کر لیا، تو انہوں نے اپنی جان مال کو محفوظ کر لیا، سوائے اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ (بخاری ومسلم)

غیب پر ایمان یعنی ہر اس خبر پر ایمان لے آئیں، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائی ہو اور وہ مستند طریقے سے ہم تک پہنچی ہو اور ہم نے اپنے موجودہ حالات میں اس خبر کا مشاہدہ کیا ہو، یا وہ غیب میں سے ہو، جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے اور ہم جانتے ہیں کہ وہ حق اور سچی خبر ہے، ان غیب کی خبروں میں سے ہی علاماتِ قیامت کی خبر ہے؛ مثال کے طور پر دجال کا نکلنا، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، قوم یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ (جانور) کا نکلنا اور سورج کا غروب سے طلوع ہونا وغیرہ اور اس کے علاوہ، جن علامات کی خبر مستند طریقے سے ہم تک پہنچی ہے۔

۲- جو فائدہ ہمیں علامات قیامت کے جاننے کے بعد ہونا چاہیے، وہ یہ کہ ہم اپنے نفس کو اللہ

تعالیٰ کی اطاعت پر راغب کریں اور قیامت کے دن کے لیے تیاری کریں؛ کیوں کہ اس تیاری سے غافل لوگوں کا جاگنا ہے اور انہیں توبہ کے لیے برانگیختہ کرنا ہے اور دنیا کی رغبت کو کم کرنا ہے، اور ایسا ہی حضور ﷺ نے اپنے اردگرد کے لوگوں کے ساتھ معاملہ فرمایا، جب آپ کو قیامت کی علامات کے قرب کا علم ہوا۔

بخاری ومسلم میں ہے کہ آپ ﷺ نے رات کے کچھ حصہ میں قیام کیا اور فرمایا: اہل عرب ہلاک ہوگئے؛ کیوں کہ ان کے لیے ایک آفت آنے والی ہے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار میں سوراخ ہوگیا ہے۔

۳- قیامت کی علامات میں شرعی احکام اور فقہی مسائل کی تشریحات بھی ہیں؛ جیسا کہ دجال کے زمین پر کچھ عرصہ گزارنے میں آیا ہے کہ اس کا ایک دن سال کے برابر اور ایک دن ایک ماہ کے برابر ہوگا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے دجال کے زمین پر کچھ عرصہ رہنے کے دنوں کے متعلق پوچھا کہ کیا دجال کے زمانہ کے ایک دن میں ہمارے ان دنوں کی نمازیں کافی ہوں گی؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں؛ بلکہ اندازہ لگا کر نمازیں پڑھ لیں۔

تو اس حدیث میں علامات قیامت بھی ہیں اور فقہی مسئلہ کا بیان بھی ہے، جس سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو مسلمان ایسے ممالک میں رہتے ہیں؛ جہاں رات یا دن پورا پورا ماہ رہ جاتے ہوں؛ وہاں کے لوگ کس طریقے سے نمازیں ادا کریں گے۔

۴- حضور ﷺ کا علامات قیامت کا جاننا، جو کہ غیب کی چیزوں میں سے ہے، یہ حضور ﷺ کی سچائی کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا علمِ غیب جاننے والا کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: {عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا} (سورۃ الجن:۲۶،۲۷)

''وہی سارے بھید جاننے والا ہے، چنانچہ وہ اپنے بھید پر کسی کو مطلع نہیں کرتا؛ سوائے کسی پیغمبر کے جسے اس نے اس کام کے لیے پسند فرمایا ہو، ایسی صورت میں وہ اس پیغمبر کے آگے اور پیچھے کچھ محافظ لگا دیتا ہے۔

۵- قیامت کی علامات جاننے سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ، جب وہ علامات ظاہر ہوں گی، تو ہمیں ان علامات کے ساتھ شرعی معاملہ کرنے کی معلومات حاصل ہوگی؛ تاکہ ان علامات کے احوال ہمارے سامنے گڈمڈ نہ ہوجائیں؛ جیسا کہ دجال کی تفصیلی خبر ہمیں بتائی گئی ہے کہ کیسی اس کی آنکھ، پیشانی ہوگی اور جو چیزیں اس کے ساتھ ہوں گی؛ تاکہ اس کے فتنہ سے بچ سکیں اور اس کی پہچان کرسکیں کہ یہ دجال ہے۔

۶- قیامت کی علامات جاننے سے ہمیں مستقبل کے حالات آنے سے پہلے تیاری کی فرصت

مل سکتی ہے، بخلاف اس کے کہ قیامت کا دن اچانک آجائے۔

۷- قیامت کی علامات جاننے سے ہمارے سامنے امید کا دروازہ کھلتا ہے؛ کیوں کہ قیامت کی علامات میں سے یہ علامت بھی ہے کہ اسلام نصرت پاجائے گا اور یہ نصرت پوری زمین پر پھیل جائے گی اور یہود ونصاریٰ کے دین زائل ہوجائیں گے اور یہ بات اس بنا پر ہے، جو کہ ہمارے پیغمبر کو بشارت دی گئی ہے کہ ان کا اسلام پوری زمین پر پھیل کر رہے گا اور تمام ادیان پر ہمارا دین غالب ہوکر رہے گا؛ چاہے کفار کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

۸- انسانی فطرت ہے کہ وہ نئی چیز جاننے کی رغبت رکھتا ہے، نظروں سے غائب چیزیں اور مستقبل کے حالات جاننے سے یہ رغبت پوری ہوتی ہے اور ساتھ ساتھ ان غیبی خبروں کی تصدیق بھی شریعت میں موجود ہے۔

اگرچہ اسلام نے نجومی اور کاہن کی طرف راستے بند کیے ہیں، جو کہ غیب کی خبروں کا دعویٰ کرتے ہیں، تو اسلام نے بذاتِ خود ہی وحی کے ذریعے مستقبل کے حالات سے ہمیں آگاہ کردیا ہے، جو کہ قیامت کی علامات میں سے بھی ہیں۔ (دنیا کا آخری حادثہ قیامت قریب آرہی ہے بس ۳۳-۳۶)

آیئے! اب اخیر میں اکابرین سے منقول ''فتنوں سے بچنے کے طریقے'' بیان کیے جاتے ہیں۔

اس وقت سب سے بڑا فتنہ آپسی قتل وقتال کا ہے، ہر طرف فرقہ بندی ہے؛ ایسے وقت کیا کیا جائے؟

شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ''اسلام اور ہماری زندگی'' جلد ایک میں بیان کرتے ہیں:

''فتنہ'' کے دور کے لیے پہلا حکم

فتنہ کے دور میں ایک مسلمان کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟ اس کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے پہلا حکم یہ دیا: ((تلزم جماعة المسلمین و امامهم)) ''پہلا کام یہ کرو کہ، جمہور مسلمان اور ان کے امام کے ساتھ ہوجاؤ اور جو لوگ بغاوت کررہے ہیں، ان سے کنارہ کشی اختیار کرلو اور ان کو چھوڑدو۔''

ایک صحابی نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر مسلمانوں کی اکثریت والی جماعت اور امام نہ ہو، تو پھر آدمی کیا کرے؟ یعنی آپ نے جو حکم دیا وہ تو اس وقت ہے، جب مسلمانوں کی متفقہ جماعت موجود ہو، ان کا ایک سربراہ ہو جس پر سب متفق ہوں اور اس امام کی دیانت اور تقویٰ پر اعتماد ہو، تب تو اس کے ساتھ چلیں گے ؛لیکن اگر نہ جماعت ہو اور نہ متفقہ امام ہو تو، اس صورت میں ہم کیا کریں؟

جواب میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ایسی صورت میں ہر جماعت اور ہر پارٹی سے الگ ہوکر زندگی گزارو اور اپنے گھروں کی ٹاٹ بن جاؤ؛ مقصد یہ ہے کہ جس طرح گھر کا قالین اور فرش ہوتا ہے، جب ایک مرتبہ اس کو بچھادیا، تو اب بار بار اس کو اس کی جگہ سے نہیں اٹھاتے، اسی طرح تم بھی اپنے گھروں کے ٹاٹ اور فرش بن جاؤ، اور بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلو، اور ان جماعتوں کے ساتھ شمولیت اختیار مت کرو؛ بلکہ ان سے کنارہ کش ہوجاؤ، الگ ہوجاؤ؛ کسی کا ساتھ مت دو۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، صحیح مسلم کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعت المسلمین عند ظہور الفتن۔۔۔الخ)

اس سے زیادہ واضح بات اور کیا ہوسکتی ہے۔

''فتنہ'' کے دور کے لیے دوسرا حکم

ایک حدیث میں فرمایا کہ جس وقت تم لوگوں سے کنارہ کش ہوکر زندگی گزار رہے ہو، اس وقت اگر مسلمان آپس میں لڑ رہے ہوں اور ان کے درمیان قتل و غارت گری ہورہی ہو، تو ان کو تماشہ کے طور پر بھی مت دیکھو؛ اس لیے کہ جو شخص تماشہ کے طور پر ان فتنوں کی طرف جھانک کر دیکھے گا؛ وہ فتنہ اس کو بھی اپنی طرف کھینچ لیگا، اور اچک لے گا، اس لیے ایسے وقت میں تماشہ دیکھنے کے لیے بھی گھر سے باہر نہ نکلو اور اپنے گھر میں بیٹھے رہو۔

''فتنہ'' کے دور کے لیے تیسرا حکم

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ وہ فتنے ایسے ہوں گے کہ اس میں یہ صورت ہوگی: ((القائم فیھا خیر من الماشی، والقاعد فیھا خیر من القائم)) ''کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا۔ (صحیح البخاری، صحیح مسلم، سنن الترمذی)

مطلب یہ ہے کہ اس فتنے کے اندر کسی قسم کا حصہ مت لو، اس فتنے کی طرف چلنا بھی خطرناک ہے، چلنے سے بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہوجاؤ اور کھڑا ہونا بھی خطرناک ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ جاؤ اور بیٹھنا بھی خطرناک ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ لیٹ جاؤ؛ گویا اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنی ذاتی زندگی کو درست کرنے کی فکر کرو اور گھر سے باہر نکل کر اجتماعی مصیبت اور اجتماعی فتنے کو دعوت مت دو۔

''فتنہ'' کے دور کا بہترین مال

ایک اور حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشا فرمایا: کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس میں آدمی کا سب سے بہتر مال اس کی بکریاں ہوں گی، جن کو وہ لے کر پہاڑ کی چوٹی پر چلا جائے اور شہروں کی زندگی چھوڑ دے اور ان بکریوں پر اکتفا کر کے اپنی زندگی بسر کرے، ایسا شخص سب سے زیادہ محفوظ ہوگا، کیوں کہ شہروں میں اس کو ظاہری اور باطنی فتنے اچکنے کے لیے تیار ہوں گے۔ (صحیح البخاری،سنن النسائی، سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن)

''فتنہ'' کے دور کے لیے ایک اہم حکم

ان تمام احادیث کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ وہ وقت اجتماعی اور جماعتی کام کا نہیں ہوگا، کیوں کہ جماعتیں سب کی سب غیر معتبر ہوں گی، کسی بھی جماعت پر بھروسہ کرنا مشکل ہوگا، حق اور باطل کا پتہ نہیں چلے گا، اس لیے ایسے وقت میں اپنی ذات کو ان فتنوں سے بچا کر اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگا کر کسی طرح اپنے ایمان کو قبر تک لے جاؤ، ان فتنوں سے بچاؤ کا صرف یہی ایک راستہ ہے؛ جسے اس آیت میں بیان کیا ہے:

''اے ایمان والو! اپنی ذات کی خبر لو، اپنے آپ کو درست کرنے کی فکر کرو؛ اگر تم ہدایت پر آگئے، تو پھر جو لوگ گمراہی کی طرف جارہے ہیں، ان کی گمراہی تم کو کوئی نقصان نہیں پہچانے پائے گی؛ اگر تم نے اپنی اصلاح کی فکر کر لی''۔ روایت میں آتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت تو بتا رہی ہے کہ بس انسان صرف اپنی فکر کرے اور دوسرے کی فکر نہ کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص غلط راستے پر جارہا ہے، تو اس کو جانے دے، اس کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے، اس کو تبلیغ نہ کرے؛ جبکہ دوسری طرف یہ حکم آیا ہے کہ امر بالمعروف بھی کرنا چاہیے اور نہی عن المنکر بھی کرنا چاہیے اور دوسروں کو نیکی کی دعوت اور تبلیغ بھی کرنی چاہیے، تو ان دونوں میں کس طرح تطبیق دی جائے؟

''فتنہ'' کے دور کی چار علامتیں

جواب میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ وہ آیتیں بھی اپنی جگہ درست ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیے اور دعوت و تبلیغ کرنی چاہیے، لیکن ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس وقت انسان کے ذمے صرف اپنی اصلاح کی فکر باقی رہے گی اور یہ وہ زمانہ ہوگا، جس میں چار علامتیں ظاہر ہو جائیں۔

(۱)......پہلی علامت یہ ہے کہ اس زمانے میں انسان اپنے مال کی محبت کے جذبے کے پیچھے لگا ہوا

ہو اور اپنے جذبۂ بخل کی اطاعت کر رہا ہو؛ مال طلبی میں لگا ہوا ہو؛ صبح سے لے کر شام تک، بس ذہن پر ایک دھن سوار ہو کہ جس طرح بھی ہو پیسے زیادہ آ جائیں، دولت زیادہ ہو جائے، میری دنیا درست ہو جائے اور ہر کام مال و دولت کی محبت میں کر رہا ہو۔

(۲)......دوسری علامت یہ ہے کہ لوگ ہر وقت خواہشاتِ نفس کی پیروی میں لگے ہوئے ہوں، جس طرف انسان کی خواہش اس کو لے جا رہی ہو، وہ جا رہا ہو؛ یہ نہ دیکھ رہا ہو کہ یہ کام حلال ہے یا حرام ہے اور نہ یہ دیکھ رہا ہو کہ یہ جنت کا راستہ ہے یا جہنم کا راستہ ہے؛ یہ اللہ کی رضامندی کا راستہ ہے یا ناراضگی کا راستہ ہے، ان سب چیزوں کو بھول کر اپنی خواہشاتِ نفس کے پیچھے دوڑا جا رہا ہو، یہ دوسری علامت ہے۔

(۳)......تیسری علامت یہ ہے کہ جب دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جانے لگے۔ یعنی آخرت کی تو بالکل فکر نہ ہو، لیکن دنیا کی اتنی زیادہ فکر ہو کہ لاکھ سمجھایا جائے اور بتلایا جائے کہ آخرت آنے والی ہے، ایک دن مرنا ہے اور قبر میں جانا ہے، اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، ساری باتیں سمجھانے کے جواب میں، وہ کہے کہ کیا کریں زمانہ ہی ایسا ہے؛ ہمیں آخر اسی دنیا میں سب کے ساتھ رہنا ہے، اس لیے اس دنیا کی بھی فکر کرنی چاہیے؛ گویا کہ ساری نصیحتوں اور وعظوں کو ہوا ہی میں اڑا دے اور ان کی طرف کان نہ دھرے اور دنیا کمانے میں لگ جائے۔

(۴)......چوتھی علامت یہ ہے کہ ہر انسان اپنی رائے پر گھمنڈ میں مبتلا ہو، دوسرے کی سننے کو تیار ہی نہ ہو اور ہر انسان نے اپنا ایک موقف اختیار کر رکھا ہو؛ اسی طرح وہ مگن ہو کہ، جو میں کہہ رہا ہوں وہ درست ہے اور جو بات دوسرا کہہ رہا ہے، وہ غلط ہے؛ جیسے آج کل یہی منظر نظر آتا ہے کہ ہر انسان نے دین کے معاملے میں بھی اپنی ایک رائے متعین کر لی ہے کہ، اس کے نزدیک کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے؟ حالانکہ ساری عمر میں کبھی بھی ایک دن بھی قرآن و حدیث سمجھنے کے لیے خرچ نہیں کیا، لیکن جب اس کے سامنے شریعت کا کوئی حکم بیان کیا جائے، تو فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات صحیح نہیں ہے؛ فوراً اپنی رائے پیش کرنی شروع کر دیتا ہو؛ اسی کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ میں مبتلا ہوگا۔

بہر حال، جس زمانے میں یہ چار علامتیں ظاہر ہو جائیں، یعنی حب مال کی محبت کی اطاعت ہونے لگے، لوگ خواہشاتِ نفس کے پیچھے پڑ جائیں، دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جا رہی ہو اور ہر شخص اپنی رائے پر گھمنڈ میں مبتلا ہو؛ اس وقت اپنی ذات کو بچانے کی فکر کرو اور عام لوگوں کی فکر چھوڑ دو کہ عام لوگ کہاں جا رہے ہیں؛ اس

لیے کہ وہ ایک فتنہ ہے، اگر عام لوگوں کے لیے باہر نکلو گے، تو وہ عام لوگ تمہیں پکڑ لیں گے اور تمہیں بھی فتنے میں مبتلا کر دیں گے؛ اس لیے اپنی ذات کی فکر کرو اور اپنے آپ کو اصلاح کے راستے پر لانے کی کوشش کرو؛ گھر سے باہر نہ نکلو؛ گھر کے دروازے بند کر لو؛ گھر کی ٹاٹ بن جاؤ اور تماشہ دیکھنے کے لیے بھی گھر سے باہر مت جھانکو۔ فتنے کے زمانہ میں حضور اقدس ﷺ کی یہی تعلیم ہے۔

فتنوں سے بچاؤ کے تین اہم ترین اقدام

(حضرت مولانا عبدالستار صاحب کی کتاب سے کچھ اہم تلخیصات پیش خدمت ہیں)

اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسباب بتائے ہیں، اگر انہیں عمومی طور پر اختیار کر لیا جائے، تو ہر شخص ان تمام فتنوں سے (جن کا تذکرہ آگے آرہا ہے) محفوظ ہو جائے گا، اس لیے کہ انسان اس دنیا میں رہ رہا ہے اور اس دنیاوی زندگی میں اس کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ ایک طرف شیطان ہے اور دوسری طرف اس کا نفس ہے، شیطان اسے گمراہ کر رہا ہے، نفس اسے دھوکہ دے رہا ہے، خواہش اسے بھٹکا رہی ہے، کافر اس سے قتال کر رہا ہے، منافق اس کی ٹوہ میں لگا ہوا ہے کہ موقع ملے تو وار کروں، مسلمان اسے ایذا دے رہا ہے؛ دنیا کے اتنے سارے مسائل میں یہ گھرا ہوا ہے، تو ایسے مواقع کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اسباب، حل اور اقدامات تجویز فرمائے ہیں؛ جنہیں اختیار کر کے آدمی ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

فتنوں سے بچاؤ کا پہلا اقدام

ان میں پہلی چیز ہے (التعوذ والدعاء) یعنی اللہ کی پناہ مانگنا اور دعاؤں کا اہتمام کرنا؛ دعا اگر سچے دل سے مانگی جائے، تو تقدیر کو بھی بدل دیا کرتی ہے۔

دعا کے قبول ہونے کے لیے بھی تین چیزوں کا خیال رکھنا پڑتا ہے ۱۔ یا تو دعا ہی ٹھیک نہیں ہوتی کہ ایسی چیز کی دعا مانگ رہا ہے جو مانگنی ہی نہیں چاہیے ۲۔ یا پھر دعا تو ٹھیک مانگ رہا ہے، لیکن مانگنے والا ٹھیک نہیں ہے، زبان کچھ اور کہہ رہی ہے اور دل کہیں اور متوجہ ہے ۳۔ یا پھر دعا بھی ٹھیک، لیکن اس نے گناہوں کی اتنی بڑی دیوار بیچ میں کھڑی کر رکھی ہے کہ دعا نشانے پر لگ ہی نہیں رہی۔

تو اس بات کا اہتمام ہونا چاہیے کہ دعا بھی ٹھیک ہو، مانگنے والا بھی ڈھنگ سے مانگے اور ان ساری رکاوٹوں کو جو دعا کی قبولیت میں مانع ہیں، انہیں بھی دور کرے، اس لیے تو اللہ رب العزت نے فرمایا: لوگو مجھ

سے مانگو میں تمہیں دیتا ہوں۔{اُدْعُونِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ}(سورۃالمومن:۶۰) مجھ سے دعا کیا کرو میں قبول کروں گا۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: ''تعوذوا باللہ من الفتن ما ظہر منہا وما بطن''
(مشکوۃ المصابیح، باب اثبات عذاب القبر، ص۲۵)

اللہ تعالی سے ظاہری اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ مانگا کرو۔

فتنوں سے بچاؤ کا دوسرا اقدام

فتنوں سے محفوظ رہنے کے لیے دوسرا اقدام جو پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، وہ ہے {مصاحبة أهل العلم والصالحين} یعنی علما ربانیین کی صحبت، ان کے ساتھ مجالست، صلحا کے ساتھ تعلق، اچھی سوسائٹی اور اچھے دوست، جب تک آدمی اچھے ماحول کے ساتھ جڑا رہتا ہے، تو کسی بھیڑیے کو حملہ کرنے کا موقع نہیں ملتا، کوئی بے دین بھیڑیا، شیطان یا شیطان نما انسان کو، اس پر حملہ کرنے کا موقع نہیں ملتا؛ اس لیے کہ؛ جہاں کہیں اسے شبہات کا سامنا ہوتا ہے، تو وہ کسی عالم ربانی کی صحبت میں جا کر اپنا معاملہ صاف کر لیتا ہے یا ان علما کی صحبت میں مسلسل بیٹھنے سے دین کی اتنی باتیں اسے معلوم ہو جاتی ہیں کہ، پھر شبہات اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہوتے؛ اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی اہمیت بتائی ہے؛ اس لیے لازم ہے کہ آدمی صحبت اور سوسائٹی اچھی بنائے، دوست اچھے بنائے، علمائے ربانیین کی صحبت کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنائے؛ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے: {وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ} (الکہف)

''آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جوڑے رکھیں، جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں اور ان کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہے''۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے میری امت میں ایسے قیمتی لوگ پیدا فرمائے ہیں کہ جن کے ساتھ مجھے بھی اٹھنے بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ درحقیقت امت کے لیے تعلیم ہے؛ اس لیے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ بیٹھنا یہ خود اس کے اچھا ہونے کی علامت ہے؛ برے دوستوں کے ساتھ بری سوسائٹی میں بیٹھنے سے یا تو خود برا بن جائے گا اور اگر خود برا نہ بھی بنا، تب بھی اللہ کی طرف سے ان برے لوگوں پر جو لعنت برس رہی ہے، اس کا مستحق بن جائے گا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: {أُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ} (سورہ محمد:۲۳) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

مومنین کی صحبت اختیار کیجیے

اس لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ"۔ (ترمذی، کتاب الزہد، ج۲،ص ۶۵)

مومن (سچے ایمان والے) کے ساتھ مصاحبت (ہم نشینی) اختیار کرو اور (کوشش کرو کہ) تمہارا کھانا متقی (پرہیزگار) آدمی کھائے۔

انسان دوست سے پہچانا جاتا ہے

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "المرء علی دین خلیله فلینظر أحدكم من يخالل"۔ (ترمذی، کتاب الزہد، ج۲،ص ۶۳)

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس (دوست بنانے سے پہلے) دیکھ لیا کرو کہ، کسے دوست بنا رہے ہو۔

اگر دوست لہو ولعب کا عادی ہے تو یہ بھی کھلاڑی بن جائے گا، اگر دوست موسیقار ہے، تو یہ بھی موسیقار بن جائے گا، اگر دوست گندی عادتوں کے اندر مبتلا ہے تو یہ بھی انہی عادتوں میں مبتلا ہوجائے گا، اگر دوست تلاوت کا عادی ہے تو ان شاء اللہ اس کی دوستی کی برکت سے یہ بھی تلاوت کا شوقین بن جائے گا، اور اگر دوست نماز کا اہتمام کرتا ہے، تو یہ بھی اس کی برکت سے نمازی بن جائے گا؛ اس لیے فرمایا کہ پہلے دیکھ لو، پرکھ لو کہ کس کو دوست بنا رہے ہو؟

آج کے مسلمان کی سوچ

لیکن آج تو معاملہ ہی الٹ ہے؛ ہر ایک کی سوچ یہی ہے کہ میرا اٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں میں ہونا چاہیے، جو بڑے لوگ ہوں؛ تاکہ پتہ چلے یہ بھی بڑا آدمی ہے، حالانکہ اس کی تنخواہ سے مہینے کا خرچ بھی نہیں چلتا لیکن بیٹھتا ان لوگوں کے ساتھ ہے، جن کی آمدنی لاکھوں میں ہے؛ تاکہ پتہ چلے کہ یہ بھی بڑا آدمی ہے؛ اپنا لباس، ظاہری شکل وصورت، سواری ایسی بنائے گا، جیسی لاکھوں کروڑوں کمانے والے کی ہوگی اور اس کے لیے اتنی کوشش کرے کا بینک کا مقروض ہوجائے گا، لیکن چوں کہ بڑوں کے ساتھ رہنا ہے، اس لیے یہ سب کرتا رہے گا؛ کلبوں میں ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے گا، جو دنیا کے اعتبار سے اونچے ہیں؛ تاکہ دوسروں کے

سامنے یہ ظاہر ہو کہ یہ بھی بڑے لوگوں میں سے ہے۔

محفوظ قلعے

اچھا ماحول، اچھی محافل، اچھی مجالس یہ محفوظ قلعوں کی مانند ہیں، جن کی بدولت انسان کے ایمان کا سرمایہ محفوظ رہتا ہے، اور یہ ہر قسم کے فتنوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرات صحابہؓ میں ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے اپنا ماحول خود بنایا تھا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی کو دین پر چلنے میں مشکل پیش نہیں آتی تھی، کسی کو اشکال بھی نہیں پیدا ہوتا تھا کہ یہ کیوں ہے؟ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے صحابہ کی پوری زندگی میں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ کوئی حکم اترا ہو یا کوئی طریقہ آیا ہو اور کسی نے پوچھا ہو کہ یہ کیوں ہے؟ ایسا کیوں ہے؟ اس لیے کہ انہوں نے ماحول ہی ایسا ترتیب دیا تھا کہ جو بھی طریقہ آتا وہ ان کی زندگی کا حصہ بن جاتا تھا، بلکہ انہوں نے تو ماحول اور سوسائٹی ایسی پاکیزہ بنائی تھی کہ اس سوسائٹی میں آنے والا ہر شخص متاثر ہو جاتا تھا اور مانوس ہو جاتا تھا اور اسے بڑا آسان سمجھتا تھا؛ یہ ماحول انہوں نے خود بنایا تھا، جس کے نتیجے میں دین پر چلنا ان کی طبیعت اور مزاج بن گیا تھا؛ اس کے خلاف چلنا ان کے لیے مشکل ہوتا تھا۔

نیکوکاروں سے محبت کیجیے

اگرچہ ہم نیک نہیں ہیں مگر نیکوں سے محبت تو کر سکتے ہیں؛ اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ کل قیامت میں اللہ ہمارا معاملہ انہی کے ساتھ کر دے گا؛ یہ ایک مضبوط قلعہ ہے فتنوں سے بچنے کا کہ صحبت اچھی اختیار کی جائے، اچھی مجالس میں شامل ہوا جائے، علما کے پاس اٹھنا بیٹھنا ہو۔

فتنوں سے بچاؤ کا تیسرا اقدام

فتنوں سے بچاؤ کی تیسری صورت ہے دین کا صحیح علم نصیب ہو جانا، دین کی صحیح سمجھ کا حاصل ہو جانا، اس لیے فرمایا کہ ایک فقیہ (دین کی سمجھ رکھنے والا/ دین کا صحیح علم رکھنے والا) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی، ابواب العلم، ج ۱، ص ۹۷)

صرف عبادت کرنے والا کسی وقت بھی شیطان کے جال میں آ سکتا ہے، کسی بدعت کا شکار ہو سکتا ہے، کسی گناہ کے اندر جا سکتا ہے، کوئی بھی غلط نظریہ اپنا سکتا ہے؛ لیکن اگر اللہ فقاہت (دین کا صحیح علم) نصیب فرما دے تو بندہ شیطان کے مکر و فریب سے بھی واقف ہو جاتا ہے کہ کس طریقے سے بیدار کر سکتا ہے۔

اس لیے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جب دنیا کے اندر مبعوث فرمایا تو آپ کا ایک فریضہ یہ مقرر کیا کہ آپ لوگوں کو کتاب اللہ کی تعلیم دیں، صحیح علم سکھائیں۔ امام شافعیؒ فرمایا کرتے تھے:

''طلب العلم خیر من الصلوۃ النافلۃ'' (جامع بیان العلم وفضلہ) علم سیکھنا نفل نماز سے بدرجہا بہتر ہے۔

اسی لیے اللہ کریم نے فرمایا: {یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات}۔ (المجادلۃ: ۱۱)

''اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں اور حاملینِ علم افراد کے درجات بلند فرماتے ہیں''۔

دین کا کتنا علم سیکھنا ضروری ہے؟

اس کی مختلف صورتیں ہیں: ایک درجہ تو فرضِ عین کا ہے کہ آدمی پر دین کا اتنا علم سیکھنا فرض ہے کہ وہ چوبیس (۲۴) گھنٹے کی زندگی دین کے مطابق گزار سکے؛ اگر تاجر ہے، تو تجارت کے بنیادی مسائل سیکھے، مالدار ہے تو زکوۃ کے بنیادی مسائل سیکھے، باپ ہے تو اولاد کی تربیت کے بنیادی مسائل سیکھے، شوہر ہے تو بیوی کے ساتھ زندگی گزارنے کے ضروری مسائل سیکھے؛ ایسا نہ ہو کہ زبان سے ایسا لفظ نکل گیا ہو کہ جس سے طلاق ہوگئی ہو اور اسے پتہ ہی نہ ہو، اس لیے اتنے مسائل سے واقفیت ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ دین پر صحیح چل سکے، یہ تو فرضِ عین ہے؛ جیسے نماز فرضِ عین ہے، زکوۃ فرضِ عین ہے، روزے فرضِ عین ہیں۔

دوسرا درجہ فرضِ کفایہ کا ہے کہ اگر بستی میں ایسا عالم دین (جو اس بستی والوں کی دینی ضروریات پوری کر رہا ہو) موجود ہے، تو سارے بستی والے اس فریضے سے سبکدوش ہوجائیں گے اور سب علم کے حاصل نہ کرنے کے گناہ سے بچ جائیں گے؛ اگر ایسا عالمِ دین موجود نہیں ہے، تو سارے بستی والے گناہ گار رہیں؛ جب تک کہ اس فرضِ کفایہ کے درجے کو پورا نہ کردیں۔

تیسرا درجہ مستحب کا ہے کہ علوم کے اندر خوب گہرائی پیدا کی جائے؛ یہ بہتر اور مستحب ہے کہ علوم دینیہ کے حصول میں خوب محنت اور کوشش کی جائے۔

اب یہ دین کہاں سے سیکھا جائے، تو اللہ رب العزت نے اس بارے میں رہنمائی فرمائی ہے:

{فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون} (سورۃ النحل: ۴۳)

''اگر تم دین کے بارے میں نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھو''۔

دین اہلِ علم حضرات سے سیکھو، دین کے بارے میں اہلِ قرآن حضرات سے پوچھو، اس لیے کہ آیت کریمہ میں ذکر سے مراد قرآن کریم ہے؛ اس بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

{إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ} (سورۃ الحجر:۴۳) ''بے شک ہم نے ذکر (قرآن) نازل کیا''۔

اس لیے اگر تم نہیں جانتے، تو قرآن والوں، قرآن کا گہرا علم رکھنے والوں اور دین کا گہرا علم رکھنے والوں سے پوچھو۔

دین صحبت سے حاصل ہوتا ہے

دین کتابوں سے نہیں بلکہ صحبت سے حاصل ہوتا ہے؛ جبرئیل امین علیہ السلام نے دین اللہ پاک سے سیکھا، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دین جبرئیل امین علیہ السلام سے حاصل کیا اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے دین پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے دین سیکھا تابعین رحمہم اللہ نے، تو دین کتابوں سے نہیں؛ بلکہ صحبت سے آیا ہے۔

صحیح عالم سے دین سیکھنے کے فوائد

اسی طرح جب دین کا علم کسی صاحب سے سیکھا جائے گا، تو اس کے بہت سے فوائد ہوں گے۔

پہلا فائدہ: تو یہ ہے کہ علم کے ساتھ ساتھ اس عالم ربانی کی زندگی بھی اس کے اندر منتقل ہوگی، اس کے اخلاق، اس کی عبادات، اس کا کردار، اس کا انداز، اس کا مزاج بھی منتقل ہوگا۔

دوسرا فائدہ: یہ ہوگا کہ خالص علم حاصل ہوگا، جس سے اسے کھرے کھوٹے کی پہچان ہوگی۔

تیسرا فائدہ: یہ ہوگا کہ جب جب اس کے سامنے علم سیکھے گا، تو اسے اپنے سے بڑا اور زیادہ علم والا پائے گا، اس لیے عجب کے مرض کے اندر مبتلا نہیں ہوگا، بڑائی نہیں آئے گی کہ جب بھی اس کے پاس جائے گا، تو سمجھے گا کہ مجھے تو کچھ بھی نہیں آتا، اس کے پاس تو بہت علم ہے؛ ورنہ جو لوگ عموماً کتابوں سے مطالعہ کر کے محقق بن جاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے؛ حالانکہ ان سے بڑا جاہل کوئی نہیں ہوتا۔ پہلے جاہل تھا نہ جاننے کی وجہ سے اور اب دگنا جاہل ہے کہ جانتا بھی نہیں ہے اور اپنی کم علمی اور جہالت کو کم علمی اور جہالت بھی نہیں سمجھتا۔

اہلِ علم کی صحبت، فتنوں سے نجات

اس لیے فرمایا کہ اہلِ علم سے صحبت رکھو اور ان سے دین سیکھو، فتنوں سے بچ جاؤ گے؛ اللہ رب العزت

نے یہی بتایا ہے اور یہی طریقہ ہے فرمایا: {کونوا ربانیین} (ال عمران:۷۹) ''اللہ والوں سے علم حاصل کرو''۔تو اس طریقے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت تک دین پہنچایا اور راستہ بتادیا کہ اس طریقے سے دین سیکھا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کتابوں سے علم سیکھا جائے؛ لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ کسی عالم ربانی سے پوچھ کر کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اور جہاں کسی حوالے سے کوئی کمی یا تشنگی محسوس ہو یا کوئی بات سمجھ میں نہ آئے، تو فوراً اس عالم سے پوچھ لیا جائے کہ اب مجھے کون سی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

دجالی فتنوں سے بچنے کی تدابیر

اس دور میں دجال کے چیلوں نے ہر طرف فتنہ بپا کر رکھا ہے، ان سے بچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا ہے، لیکن اسلام ایسا مذہب ہے، جس میں ہر حل موجود ہے؛ لہٰذا مسلمانوں کے لیے یہ کوئی ناممکن نہیں؛ بس تھوڑی ہمت کی ضرورت ہے؛ یہاں مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب کی کتاب ''دجال 2'' سے چند اہم تدابیر پیشِ خدمت ہے مفتی صاحب لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، دنیا میں کوئی فتنہ دجال کے فتنے سے بڑا نہیں ہوا اور اللہ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم بہترین امت (اس لیے) وہ ضرور تمہارے ہی اندر نکلے گا''۔ (ابن ماجہ، ابو داؤد وغیرہ)

اس عظیم فتنے سے بچنے کے لیے قرآن وسنت اور نصوص شریعت کی عصری تطبیق سے اخذ کردہ روحانی وعملی تدابیر ملاحظہ فرمائیں۔

روحانی تدابیر:

۱)...... ہر قسم کے گناہوں سے سچی توبہ اور نیک اعمال کی پابندی۔

۲)...... اللہ تعالیٰ پر یقین اور اس سے تعلق کو مضبوط کرنا اور دین کے لیے فدائیت (قربان ہونے) اور فنائیت (مر مٹنے) کا جذبہ پیدا کرنا۔

۳)...... آخری زمانے کے فتنوں اور حادثات کے بارے میں جاننا اور ان سے بچنے کے لیے نبوی ہدایات سیکھنا اور ان پر عمل کرنا۔
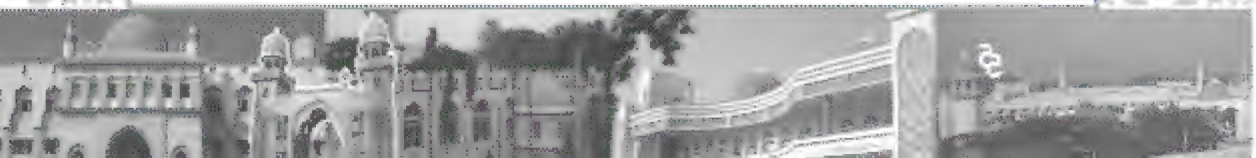
۴)...... دل کی گہرائیوں سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں کا شکار ہونے سے بچائے اور حق کی مدد کے وقت باطل کے ساتھ کھڑے ہونے کی بدبختی اور اس کے وبال و عذاب سے محفوظ رکھے۔ اس دعا کا اہتمام کرنا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَھَرَ وَمَا بَطَنَ، اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ''۔

۵)...... ان تمام گروہوں اور نت نئی پیدا شدہ جماعتوں سے علیحدہ رہنا، جو علمائے حق اور مشائخ عظام کے متفقہ اور معروف طریقے کے خلاف ہیں اور اپنی جہالت یا خود پسندی کی وجہ سے کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا ہیں۔

۶)...... امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے گناہوں بھرے شہروں کے بجائے حرمین شریفین، ارض شام، بیت المقدس وغیرہ میں رہنے کی کوشش کرنا، خونی معرکوں میں زمین کے یہ خطے مومنوں کی جائے پناہ ہیں اور دجال ان میں داخل نہ ہو سکے گا۔ ایسا ممکن نہ ہو تو اپنے شہروں میں رہتے ہوئے جید علمائے کرام سے جڑے رہنا۔

۷)...... پابندی سے تسبیح و تحمید اور تہلیل و تکبیر (آسانی کے لیے تیسرا اور چوتھا کلمہ کہہ لیں) کی عادت ڈالی جائے۔ دجال کے فتنے کے عروج کے دنوں میں جب وہ مخالفین پر غذائی پابندی لگائے گا، ان دنوں ذکر و تسبیح غذا کا کام دے گی، لہٰذا ہر مسلمان صبح و شام مسنون تسبیحات (درود شریف، تیسرا یا چوتھا کلمہ) اور استغفار کی عادت ڈالے؛ ابھی سے تہجد کی عادت ڈالے۔)

۸)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے اور خروجِ دجال کے بعد واپس زمین پر آکر دجال اور اس کے پیروکار یہودیوں کا خاتمہ کرنے (جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں دیں) پر یقین رکھے کہ یہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

۹)...... جب حضرت مہدی کا ظہور ہو اور علمائے کرام ان کو صحیح احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق پائیں، تو ہر مسلمان ان کی بیعت میں جلدی کرے؛ باطل پرست اور گمراہ و بے دین لوگ دجالی قوتوں کے جن نمائندوں کو فرضی روحانی شخصیات کہہ کر (مہدی موعود یا مسیح موعود) اور ان کی تشہیر کرتے ہیں، ان سے دور رہنا اور ان کے خلاف کلمۂ حق کہنے والے علمائے حق کا ساتھ دینا۔

۱۰)...... جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنا، اس کی ابتدائی اور آخری دس آیات کو حفظ کرلینا

اور صبح وشام ان کو دہرانا۔ایک مشہور حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دجال کے فتنے سے جو محفوظ رہنا چاہتا ہے، اس کو چاہیے کہ سورۂ کہف کی ابتدائی یا آخری دس آیتوں کی تلاوت کرے۔

ان میں کچھ ایسی تاثیر اور برکت ہے کہ جب ساری دنیا دجال کی دھوکہ بازیوں اور شعبدہ بازیوں سے متاثر ہوکر نعوذ باللہ اس کی خدائی تک تسلیم کرچکی ہوگی، اس سورت یا ان آیات کی تلاوت کرنے والا اللہ کی طرف سے خصوصی حصار میں ہوگا اور دجالی فتنہ اس کے دل ودماغ کو متاثر نہ کرسکے گا،لہٰذا ہر مسلمان پوری سورۂ کہف یا کم از کم شروع یا آخر کی دس آیتوں کو زبانی یاد کرے اور ان کا دور کرتا رہے۔

عملی تدابیر:

۱- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ملکوتی اخلاق پھیلانا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی تین صفات ہیں، جنہیں اپنانے والے ہی مستقبل قریب میں برپا ہونے والے عظیم رحمانی انقلاب کے لیے کارآمد عنصر ثابت ہوسکیں گے:

پہلی صفت: صحابہ کرام کے دل باطنی بیماریوں اور روحانی آلائشوں یعنی تکبر، حسد، ریا، لالچ، بخل، بغض وغیرہ سے بالکل پاک وصاف اور خالص ومخلص تھے،لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ سچے اللہ والے، متبع سنت بزرگ کی خدمت میں اپنے آپ کو پامال کرے اور ان کی اصلاحی تربیت کے ذریعہ ان مہلک روحانی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

دوسری صفت: وہ علم کے اعتبار سے اس عالم امکان میں علمیت اور حقیقت شناسی کی آخری حدوں تک پہنچ گئے تھے، جہاں تک ان سے پہلے انبیا کو چھوڑ کر نہ کوئی انسان پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکتا ہے،لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ روحانی اور رحمانی علم کی جستجو کرے؛ یہ علم اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور اس علم کے بغیر کائنات اور اس میں موجود اشیا وحوادث کی حقیقت سمجھ میں نہیں آسکتی۔

تیسری صفت: وہ روئے زمین پر سب سے کم تکلف کے حامل بننے میں کامیاب ہوگئے؛ ہر مسلمان بے تکلفی، سادگی اور جفاکشی اختیار کرے، مغرب کی ایجاد کردہ طرح طرح کی سہولیات اور عیش وعشرت کے اسباب سے سختی کے ساتھ بچے، ہر طرح کے حالات میں رہنے، کھانے، پینے اور پہننے کی عادت ڈالے (تیز قدموں سے) پیدل چلنے، تیراکی کرنے، گھڑسواری، نشانہ بازی اور ورزشوں کے ذریعے خود کو چاق وچوبند رکھنے کا اہتمام کرے۔

۲- دہشت گردی کے خلاف جہاد

(آج پوری دنیا میں پروپیگنڈہ کے ذریعہ اس فریضہ اسلام کو اس قدر بدنام اور وحشت ناک باور

کرا دیا گیا ہے، کہ لوگ اس لفظ سے وحشت کھاتے ہیں، اس کا تلفظ کرنا گوارا نہیں کرتے، یہ بھی ایک فتنہ ہے کہ مغرب نے اس مقدس لفظ کو اپنی شر انگیزی اور فتنہ پردازی سے عوام کے ذہنوں میں مغلظ کر دیا ہے اور اسے صرف دہشت گردی ہی سے نہیں جوڑا، بلکہ دہشت گردی کو جہاد کا نام دے دیا؛ جہاد تو وہ عمل ہے، جو سب سے پہلے دہشت کا سر کچلتا ہے، ظلم کو مٹاتا ہے، انصاف دلاتا ہے، امن وامان قائم کرتا ہے؛ غرض بدامنی ظلم، ناانصافی، دہشت گردی کو مٹانے والے عملِ خیر کو جہاد کہتے ہیں، جہاد یہ وہی عمل ہے، جو مسلمانوں کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ مل کر کرنا ہے، اور دجال اور اس کے ساتھیوں کے ظلم سے اس عالم کو نجات دلانا ہے۔)

مسلمانوں کی بقا وفلاح اس میں ہے کہ اپنی نئی نسل میں جذبۂ جہاد کی روح پھونک کر اس دنیا سے جائیں اور اپنے اہل وعیال اور متعلقین کا اللہ کے راستے میں جان ومال قربان کرنے کا ذہن بنائیں۔

۳- فتنہ مال واولاد سے حفاظت:

فتنہ دجال دراصل ہے ہی مال کی محبت اور مادیت پرستی کا فتنہ، اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان حلال وحرام کا علم حاصل کرے، ہر طرح کے حرام سے بالکل اجتناب کرے، صرف اور صرف حلال مال کمائے اور پھر اس میں سے خود بھی فی سبیل اللہ خرچ کرے، اور بچوں سے بھی اللہ کے راستے میں خرچ کروا کر اس کی عادت ڈالے؛ اولاد کی دینی تربیت کرے اور ان کی محبت کو دینی کاموں اور جہاد فی سبیل اللہ میں رکاوٹ نہ بننے دے۔

۴- فتنہ جنس سے حفاظت:

(۱)　مرد وعورت کا مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ماحول میں رہنا جو شرعی پردے کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔

(۲)　عورتوں کو زیادہ سے زیادہ شرعی مراعات دینا اور ان کی مخصوص ذمہ داریوں کے علاوہ، دیگر ذمہ داریوں سے انہیں سبکدوش کرنا، جو ان کی فطرت اور شریعت کے خلاف ہے۔

(۳)　بالغ ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں کی شادی میں دیر نہ کرنا۔

(۴)　نکاح کو زیادہ سے زیادہ آسان بنانا اور فسخ نکاح کو زیادہ سے زیادہ منضبط بنانا۔

(۵)　کسی بھی عمر میں جنسی ونفسیاتی محرومی کو کم سے کم واقع ہونے دینا، لہٰذا بڑی عمروں کے مردوں اور عورتوں کو بھی پاکیزہ گھریلو زندگی گزارنے کے لیے نکاح ثانی کی آسانی فراہم کرنا۔

(۶)　کثرت نکاح اور کثرت اولاد کو رواج دینا، ورنہ امت سکڑتے سکڑتے دجالی فتنے کے آگے سرنگوں ہو جائے گی۔

(۷)　مردوں کی ایک سے زیادہ شادی، دوسری شادی ترجیحاً بیوہ، مطلقہ، خلع یافتہ یا بے سہارا

عورت سے کی جائے۔

(۸) بیوہ ومطلقہ عورتوں کی جلد شادی۔

(۹) شادی کوخرچ کے اعتبار سے آسان تر بنانا اور نکاح ثانی اور بیوہ ومطلقہ سے شادی پر ہر طرح کی معاشرتی پابندیوں کا خاتمہ کرنا۔

(۱۰) معاشرے میں آسان ومسنون نکاح کی ہمت افزائی کرنا اور مشکل نکاح سے (جس سے غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی پر مشتمل رواج ہوتے ہیں) ناپسندیدگی کا اظہار کرنا۔

(۱۱) ماہر اور تجربہ کار دائیوں کی زیر نگرانی گھر میں ولادت کا انتظام کرنا اور زچگی کے آپریشن سے حتی الوسع اجتناب کرنا۔

۵- فتنۂ غذا سے حفاظت:

فتنۂ دجال اکبر کے سامنے سب سے زیادہ آسان شکار حلال وطیب کے بجائے حرام مال اور خبیث غذا سے پروردہ جسم ہوتا ہے، لہٰذا جن چیزوں کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے، ان سے اپنے آپ کو سختی سے بچایا جائے۔ حرام لقمہ، حرام گھونٹ اور حرام لباس سے خود کو آلودہ نہ ہونے دیا جائے۔ مصنوعی طور پر Hybridization اور Croos-Polination کے ذریعہ پیدا کردہ غذاؤں، نیز ڈبہ بند غذائی اشیا اور جینیاتی وکیمیائی طور پر تیار کردہ غذاؤں سے سختی سے پرہیز کیا جائے۔

۶- فتنۂ میڈیا سے حفاظت:

(۱) دجالی قوتوں کا سب سے اہم ہتھیار ''دجل'' ہے یعنی جھوٹ اور مکروفریب، جھوٹا پروپیگنڈہ جھوٹی افواہیں، جھوٹے الزامات، جھوٹے دعوے، جھوٹا رعب، جھوٹی دھمکیاں، مصدقہ جھوٹی خبریں جو غلط کو صحیح بتائیں اور مبینہ جھوٹی رپورٹیں جو سچ کو جھوٹ میں چھپادیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز باوقار شخصیات کے جھوٹ میں ملفوف بیانات، جادو بیان، اینکر پرسن کے ذریعے پھیلائے گئے زہر یلے خیالات ونظریات .... یہ سب کچھ اور اس جیسا اور بہت کچھ دجال کے ہرکاروں کے مخصوص حربے ہیں؛ اس دور کے انسانوں پر لازم ہے کہ جدید ذرائع ابلاغ کے فتنے سے خود کو بچائیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ (صبح شام) سورۂ کہف کی ابتدائی وآخری آیات پڑھ کر، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ انہیں حق وباطل میں اور اصل ودجل میں تمیز کی صلاحیت عطا کرے۔

(۲) اس دعا کے ساتھ ہر طرح کے گناہوں سے بچیں اور ظاہر وباطن میں تقویٰ کا اہتمام کریں کہ اس کی برکت سے اہل ایمان کو ''فرقان'' عطا ہوتا ہے، یعنی ایسی فہم وفراست جس سے صحیح اور غلط، سچ اور

جھوٹ میں فرق کی صلاحیت پیدا ہوجائے ۔

(۳) میڈیا پر انحصار کرنے کے بجائے حقیقت حال معلوم کرنے کے نجی طریقے استعمال میں لائے جائیں۔

(۴) اگر جدید میڈیا سے خبریں سننی ہی پڑ جائیں، تو ان کی رو میں بہہ جانے کے بجائے، ان کا تجزیہ کیا جائے؛ جن اسلامی ممالک، دینی افراد، نظریاتی تعلیمات، جہادی تحریکات یا دینی اداروں کے متعلق افواہی خبریں فراہم کی جارہی ہیں، ان سے متعلق تحقیق کی جائے، اگر تضاد یا تعارض دکھائی دے، تو اہل علم وصلاح کی بات پر اعتماد کیا جائے، نہ کہ جھوٹی خبریں بیچ کر دجل پھیلانے والوں کے اصرار پر۔

(۵) دین ومذہب اور ملک وملت کے مفاد کے خلاف کسی بات کو آگے نہ پھیلایا جائے کسی نیک نیت شخصیت یا ادارے، تحریک وتنظیم کے خلاف مہم میں شریک ہونے، بننے کے بجائے خیر کی بات پھیلائی جائے اور حسن ظن پر مبنی تبصرہ دوٹوک انداز میں بیان کیا جائے؛ افواہوں کا آسان شکار بننے کے بجائے مؤمنانہ فراست کا اظہار کیا جائے۔

۷- فتنۂ شیطانیت سے حفاظت:

شیطان نے جنت سے نکالے جانے کے وقت قسم کھائی تھی کہ وہ آدم کی اولاد کو گمراہ کرنے کا ہر وہ جتن کرے گا، جس کے ذریعہ وہ اسے جنت میں داخلے سے روک سکے اور اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑے گا؛ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار چونکہ دجال ہے، اس لیے شیطان کی پوجا اور دجال کی جھوٹی خدائی کو تسلیم کرنا، دونوں ہم معنی باتیں ہیں؛ ان دونوں چیزوں یعنی شیطانیت اور دجالیت کی تعظیم وتشہیر کے لیے آج کل کچھ شیطانی علامات اور دجالی نشانات دنیا بھر میں باقاعدہ منصوبے کے تحت پھیلائے جارہے ہیں اور ان کو فروغ دے کر عنقریب ظہور کرنے والے ''ایک چشم شیطان'' سے لوگوں کو مانوس کیا جارہا ہے؛ اپنے گردوپیش میں پھیلی ہوئی ان علامات کو پہچاننا اور ان کی نحوست سے خود کو اور دوسروں کو بچانا اور ان کے پیچھے چھپے ہوئے خفیہ شیطانی پیغام کو مسترد کرکے رحمان کے مبارک پیغامات کو پھیلانا، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ دو شیطانی کاموں سے بچنے کی کوشش، جو شیطان کی پوجا کرنے والوں اور دجال کی راہ ہموار کرنے والوں کا سب سے آزمودہ گر ہیں۔

(۱) فحاشی یعنی جنسی بے راہ روی، جس کی کوئی انتہا نہیں اور یہ انسان کو حیوانیت (کتے، بلی) کی سطح تک لے جاتی ہے۔ یعنی ''اسفل السافلین'' تک جہاں وہ بآسانی دجال کا غلام اور شیطان کا پجاری بن جاتا ہے۔

(۲) جادوگر: شیطان کو خوش کر کے دنیاوی فوائد (دولت، شہرت، جنسی تسکین) لوٹنے اور مافوق الفطرت قوتوں سے یہ مدد حاصل کرنے کے لیے آج کل جادو کو سائنٹفک طریقے سے فروغ دینے کے لیے شیطان کے چیلے جدید ترین انداز اختیار کر رہے ہیں، اس شیطانی دجال سے بچیے، جس میں پھنسنے والا ایمان سے ہاتھ دھو کر دھوکے اور سراب میں پڑا رہتا ہے؛ یہاں تک کہ اسے موت کے سکرات آن گھیرتے ہیں۔

(دجال ۲/ ۱۷۸-۱۸۵)

فتنے اور اس سے حفاظت کی تدابیر

مولانا محمد مرشد قاسمی بیگوسرائے

{أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ}۔ (العنکبوت)

ترجمہ: کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے، وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا، اور ہم نے ان لوگوں کو بھی آزمایا جو ان سے پہلے گزر چکے، سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہیں گے، جو ایمان کے دعوے میں سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہیں گے۔

تذکیر و فوائد: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے جتنی دوری ہوتی جائے گی، امت میں فتنے بڑھتے جائیں گے، آج کا دور بھی فتنوں کی کثرت کا ہے، نہ جانے کیسے کیسے فتنے صبح وشام نمودار ہوتے چلے جا رہے ہیں؛ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ صبح میں مومن ہوں گے اور شام کو کافر ہو جائیں گے، اسی طرح مختلف موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فتنوں سے ڈرایا۔

ارشاد فرمایا: ستكون من بعدي فتن كقطع الليل المظلم عنقریب میرے بعد تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح فتنے ہوں گے، تاریک رات کے ساتھ شدتِ تاریکی میں تشبیہ دی گئی کہ جس طرح رات شدید تاریک ہوتی ہے اور فضا کو بالکل سیاہ کر دیتی ہے، وہ فتنے بھی ایسے ہوں گے؛ جو مبتلیٰ بہ شخص کے دلوں کو

سیاہ کردیں گے۔تاریک رات سے تشبیہ دینے میں ایک نکتہ او رسمجھ میں آتا ہے، جس طرح رات کی تاریکی میں مضر چیزیں نظر نہیں آتی، سانپ بچھو نظر نہیں آتے، ایسے وہ فتنے بھی ایسے شدید ہوں گے کہ ان کا فتنہ ہونا اور مضر ہونا سمجھ میں نہیں آئے گا؛ آج ہم دیکھ رہے ہیں دنیا میں کتنے فتنے رونما ہورہے ہیں اور مسلمان اسے خوشی سے قبول کر لے رہے ہیں، اس کا فتنہ ہونا اور مہلک ہونا ان کو سمجھ میں نہیں آتا۔

اگر امت میں فتنوں کی کثرت ہوجائے، خباثتیں بڑھ جائیں، تو صالحین کی موجودگی بھی فائدہ نہ دے گی، صالحین کے ہوتے ہوئے ہم پر عذاب آسکتا ہے۔حضرت زینب بنت جحشؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے میرے مکان میں داخل ہوئے اور فرمایا:''ویل للعرب من شر قد اقترب''، عرب کے لیے ہلاکت ہے، اس شر اور فتنے کے سبب جو قریب آچکا ہے، پھر سبابہ اور ابہام والی انگلیوں سے گول دائرہ بنا کر ارشاد فرمایا: قد فتح من ردم یاجوج وماجوج مثل هذا، یاجوج وماجوج کی دیوار اتنی کھول دی گئی، حضرت زینب بنت جحشؓ نے سوال کیا أنهلك وفينا الصالحون اے اللہ! کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا صالحین کے ہوتے ہوئے ہم ہلاک ہوجائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نعم إذا كثر الخبث، (متفق علیہ) ہاں جب خباثتوں کی کثرت ہوجائے۔معلوم ہوا کہ جب امت میں خباثتیں، معصیتیں زیادہ ہوجائیں، تو صالحین بھی کام نہ آئیں گے؛ بلکہ ایسا بھی ہوگا کہ اگر ایسے حالات میں ان صالحین نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا ہو اور رشد وہدایت والے عمل سے اپنے کو علیحدہ کرلیا ہو، تو صالحین بھی گرفتار عذاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً (الانفال) ''لوگو! اس عذاب سے بچو جو تم میں سے خاص طور پر ظالم ہی کو نہیں پہنچے گا''، یعنی وہ عذاب جہاں ظالمین کو پہنچے گا؛ وہیں صالحین بھی اس میں مبتلا ہوں گے۔شروع کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر زمانے میں ایمان والوں کی آزمائش ہوئی، لہٰذا امت کے آخری طبقے کی بھی نئے نئے فتنوں اور مصیبتوں سے آزمائش ہوتی رہے گی، تاکہ کھرے کھوٹے کا امتیاز ہوجائے، صادق وکاذب جدا جدا ہوجائیں، قوی اور ضعیف کو پرکھا جائے۔

فتنوں سے حفاظت کی تدابیر

(۱) علم دین اور عقائد حقہ کا سیکھنا:

جس قدر آج کا مسلم معاشرہ علم دین اور صحیح عقائد کے سیکھنے کا اہتمام کرے گا، اسی قدر فتنوں سے

حفاظت ہوگی۔ حضرات علمائے کرام اور مشائخِ عظام کا تجربہ ہے، کہ جہاں کہیں لوگ کسی قدیم وجدید فتنے میں مبتلا ہورہے ہیں، وہ درحقیقت علم دین سے دوری اور عقائدِ حقہ سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کا زمانہ دورِ جاہلیت کہلاتا ہے، جس میں ہر طرح کی برائی، وبا اور فتنے عام تھے، ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور چیز کا حکم نہ دے کر سب سے پہلے اقرا باسم ربک کا حکم دیا، ''پڑھیے! اپنے رب کے نام سے'' یعنی علم سیکھنے کا حکم دیا، اور وہ بھی ایسا علم جو کہ رب کے نام سے شروع ہو، وہ صرف اور صرف دینی اور قرآنی تعلیم ہے۔

(۲) علما اور صالحین کی صحبت:

آج مسلم معاشرہ اور افراد جس قدر علما سے جڑے رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی فتنوں سے حفاظت فرمائیں گے؛ علما سے مربوط رہنے میں ہمارے دین اور مذہب اسلام کی تقویت ہے، اس لیے آج دشمنانِ اسلام اور یورپین ممالک کی پوری کوشش ہے کہ مسلمانوں کو علما سے اور دینی مدارس سے متنفر اور بیزار کردیا جائے، علما اور عوام کا ربط ختم کردیا جائے، جان لیں! علما کی صحبت اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے، ''ھم قوم لا یشقی جلیسھم'' کے صحیح مصداق ہیں؛ یہ ایسے حضرات ہیں، جن کے پاس بیٹھنے والا شقی بدبخت اور نامراد نہیں ہوسکتا، اسی طرح صالحین کی نگاہ کی بھی ایک تاثیر ہوتی ہے، ہر بیٹھنے والا اپنے اپنے ظرف اور طلب کے مطابق ضرور اثر لیتا ہے، اگر صالحین کی صحبت مفید نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ ان کی صحبت اور رفاقت کا حکم نہ دیتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔ (التوبہ)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''۔ ایک ولی کی نگاہِ کرم سے دل کی دنیا بدل جاتی ہے، ایک نورِ بصیرت عطا ہوتی ہے، جس سے حق وباطل کا امتیاز ہوجاتا ہے۔ ایک ولی کامل کی نگاہ پڑنے سے ایک کتا جب تمام کتوں کا امیر بن سکتا ہے کہ سارے کتے اسی کے پیچھے پھرنے لگیں، ایک ولی کامل ابراہیم بن ادہمؒ کی نگاہ شفقت سے شرابی کی زندگی بدل سکتی ہے اور آناً فاناً ولایت کے اعلیٰ مقام، قطب وابدال تک پہنچ سکتا ہے، تو صلحا کی صحبت ہماری زندگی کو فتنوں سے کیوں نہ بچائے گی۔ (ضرور بچائے گی ان شاء اللہ العزیز)

(۳) دعوت وتبلیغ کی عظیم محنت سے جڑے رہنا:

یہ عظیم محنت کسفینۃ نوح من رکبھا نجا، کا صحیح مصداق ہے، یعنی دعوت وتبلیغ کی محنت، نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے، جو سوار ہوجائے نجات پاجائے گا۔ آج اس فتنے کے دور میں جب ہم اس مبارک

محنت سے جڑیں گے، تو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہمارا ایمان (انشاء اللہ) ہر فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ تجربہ یہی ہے جو داعی ہوگا وہ کسی کا مدعو نہیں ہوسکتا، اس کو کوئی دوسرا غلط مشن، غلط عقیدے اور فتنے کی دعوت نہیں دے سکتا۔ آج دیکھا جا رہا ہے کہ وہی لوگ باطل کے ہاتھ لگ رہے ہیں، جو دین، دین کی محنت، اہل علم کی صحبت سے دور ہیں۔

(۴) صحیح دوست کا انتخاب:

فتنوں سے بچنے کا ایک اہم نسخہ یہ ہے کہ آدمی صحیح المزاج اور صحیح العقیدہ دوست کا انتخاب کرے۔ اللہ تعالیٰ نے گمراہ لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ (حٰم سجدہ)، ان کے لیے ہم نے ایسے دوستوں کو ساتھ لگا دیا، جو ان کے آگے اور پیچھے کی چیزوں کو بنا سنوار کر پیش کرتے ہیں، یہ دوست گرچہ شیاطین ہیں، لیکن شیاطین انسان اور جن دونوں میں سے ہوتے ہیں۔

اگر انسان کا دوست برا ہو تو دھیرے دھیرے اس کے گندے جراثیم، گندے خیالات فاسد عقیدے اس میں بھی سرایت کرتے چلے جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو صحیح دوست کے انتخاب کی تاکید فرمائی، ارشاد ہے: "الرجل علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل" (ابوداؤد) انسان اپنے دوستوں کے دین پر ہوتا ہے، تو ہر ایک سوچ لیا کرے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

انسان کی طبیعت ومزاج میں سرقہ کی صفت ہے، صوفیا کہتے ہیں الطباع تسرق من طباع اخری، طبیعتیں دوسری طبیعتوں سے صفات ونظریات کو چراتی ہیں مزید برآں کہ وہ خیر کے بنسبت شر اور فساد کو زیادہ چراتی ہیں، چونکہ انسان کے نفس کی اصل "نفس امارہ" ہے، اس لیے وہ برائیوں اور فاسد نظریوں کا اثر جلد قبول کرتا ہے۔

(۵) والدین کا اپنی اولاد کی تئیں چوکنا اور فکر مند رہنا:

اللہ تعالیٰ نے والدین پر جہاں جسمانی تربیت کی ذمہ داری رکھی ہے، وہیں روحانی تربیت کی بھی عظیم ذمہ داری رکھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ما نحل والد ولدا من نحل افضل من ادب حسن"، (سنن ترمذی) کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھے ادب وخصلت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا، اس لیے والدین ہمیشہ اولاد کے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کی فکر کریں، جس ایمان اور عقیدے کی بنیاد پر ہمیشہ کی جنت اور ابدی راحت ملے گی، جہنم اور اس کے خوفناک عذاب سے چھٹکارا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا

اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا (تحریم) "اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور متعلقین کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"۔

حضرت یعقوب علیہ السلام ایک پایہ درجہ کے پیغمبر ہیں، کتنے انبیا اور رسل ان کے خاندان میں ہوئے، ان کے زمانے میں صلاح اور خیر کا غلبہ ہے، پھر بھی ان کو اپنے بعد اپنی اولاد کی فکر تھی اور ایک مرتبہ اولاد کو جمع کر کے فرماتے ہیں: مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِي قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ آبَائِكَ. (البقرہ) تم میرے بعد کس کی پرستش کروگے، بچوں نے کہا ہم آپ اور آپ کے آباء واجداد کے معبود (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کریں گے۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے ایمان، عقائد، نظریات کی حفاظت کی فکر رکھیں، دینی تعلیم دلائیں، عصری تعلیم دلانے کے لیے صحیح کالج کا انتخاب کریں، آزاد ماحول والے کالج سے بچوں کو دور رکھیں، ایسے کالج کا انتخاب کریں، جہاں دین کا رنگ غالب ہو، تا کہ دینی رنگ چڑھے، جامعہ اکل کوا کے ماتحت چلنے والے یا ایسے کالج کا انتخاب کریں، جہاں طلبہ کو دین کے رنگ میں رنگنے کی زیادہ کوشش کی جاتی ہے، ایک بچہ جب جامعہ کالج واسکول سے فارغ ہوکر جاتا ہے، تو وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ ہم نے یہاں دنیوی تعلیم کے ساتھ نماز، قرآن اور دینی تعلیم کا ایک بڑا حصہ سیکھا اور عملی زندگی میں آگے بڑھے اور حضرت وستانوی کا یہ جملہ مکمل فٹ آتا ہے کہ ہم ان کالجوں سے ماسٹر اور ڈاکٹر کو عالم اور داعی بنانا چاہ رہے ہیں۔

(۶) دعاؤں کا اہتمام:

دعا مومن کا ہتھیار ہے، ہر باطل سے مقابلے کے لیے بہترین ہتھیار اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع ہونا ہے، دعا ایسی چیز ہے کہ جسے اختیار کر کے کبھی کوئی نامراد نہیں ہوا، شیطان نے کہا تھا لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ أَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَائِلِهِمْ (الاعراف) کہ ہم انسانوں کے پاس آگے پیچھے دائیں بائیں سے آکر گمراہ کریں گے، شیطان نے چار ہی سمت ذکر کی، وہ دو سمت اوپر نیچے بھول گیا، لہٰذا یہی دو سمت حفاظت کے ہیں، جہاں شیطان گمراہ کرنا چاہے؛ سجدے میں گر پڑے اور اللہ کی طرف رجوع کر لے یا اوپر کی سمت یعنی دعا کے لیے ہاتھ اٹھالے، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فتنوں سے بچنے کی دعا سکھائی، ہم ان نبوی دعاؤں کا اہتمام کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ سے دعا کرتے تھے: اللهم إني أعوذبك من فتنة المحيا والممات، اے اللہ میں آپ سے زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ چاہتا ہوں، کبھی دعا فرماتے: اللهم إني
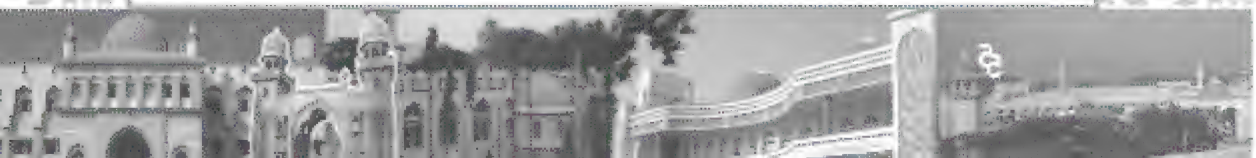
اعوذبک من فتنة المسيح الدجال ۔اے اللہ میں مسیح دجال کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں۔دجال گرچہ بعد میں ظاہر ہوگا،لیکن دجالی فتنے ہر زمانے میں رونما ہوتے رہیں گے،اس لیے ہم دعاؤں کا اہتمام رکھیں اور فتنوں سے بچنے کے لیے مذکورہ تمام نسخوں اور تدابیر پر عمل کی کوشش کریں۔

۞...۞...۞

فتنہ کیا ہے؟

مولانا عبدالستار صاحب

فتنہ درحقیقت عربی زبان کا لفظ ہے،مگر اردو زبان میں بھی عام استعمال کیا جاتا ہے،اس کے مختلف معانی ہیں ،قرآن کریم میں بھی فتنہ کے لفظ کو مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے،عمومی طور پر اس کے معنی: امتحان،جانچنا،پرکھنا اور آزمائش کرنا کے آتے ہیں۔

قرآن پاک کی مختلف آیات اور حضور ﷺ کی بے شمار احادیث وارشادات میں فتنوں کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے،اس کے ساتھ ساتھ ان فتنوں سے نمٹنے کا طریقہ اور ان سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔

فتنہ کا معنی:

فتنہ کا لفظ اردو زبان میں بھی مستعمل ہے اور اسے روزمرہ کی عام بول چال میں بھی استعمال کیا جاتا ہے،جیسے: کہا جاتا ہے کہ یہ فتنہ کا دور ہے،جب بھی کوئی مشکل آتی ہے،پریشانی آتی ہے،تو کہتے ہیں کہ بڑا فتنے کا دور ہے؛عربی زبان کے اندر یہ فتنہ کا لفظ بہت وسیع معنی رکھتا ہے۔

عربی زبان میں فتنہ کے معنی آتے ہیں امتحان،جانچنا،پرکھنا اور آزمائش کرنا قرآن کریم میں ارشاد ہے:{ونبلوكم بالشر والخير فتنه} سورہ الانبیاء(۳۵)

ہم تمہیں خیر (بھلائی) اور شر (برائی) سے فتنے (آزمائش) کے طور پر آزماتے ہیں۔جب سونے کو بھٹی میں ڈال کر اس کا خالص پن اور کھوٹ معلوم کیا جاتا ہے،تو اس عمل کے لئے بھی فتنہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے،اس لیے کہ اسے بھٹی میں ڈال کر انتہائی گرم آگ میں پگھلا کر اس کی اصل حقیقت معلوم کی جاتی ہے؛اسی طرح فتنہ کے ذریعے مومن اور منافق کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے،صبر کرنے والے اور بے صبری کرنے والے کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے،شکر کرنے والے اور ناشکری کرنے والے کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے،اللہ کی

رضا پر راضی رہنے والے اور شکوے شکایت کرنے والے کے درمیان فرق معلوم ہوتا ہے، اس فتنہ کے ذریعے اللہ پاک مختلف طریقوں سے بندوں کی آزمائش کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ ہم کبھی دولت دے کر آزماتے ہیں اور کبھی فقیر بنا کر آزماتے ہیں، کبھی صحت دے کر آزماتے اور کبھی بیمار بنا کر آزماتے ہیں، کبھی ماتحت رکھ کر آزماتے ہیں اور کبھی حاکم بنا کر آزماتے ہیں، کبھی اچھے حالات میں رکھ کر آزماتے ہیں اور کبھی برے ناسازگار حالات کے ذریعے آزماتے ہیں۔

فتنوں کا ایک وسیع باب ہے، جس کے متعلق حضور ﷺ نے بے شمار ارشادات فرمائے ہیں، وہ اس لئے کہ عموماً جب آدمی آزمائش کے اندر پڑتا ہے، تو اس میں کامیابی کے لئے اسے بہت بڑا حوصلہ درکار رہتا ہے اور بڑے حوصلے والا ہی ان فتنوں کے اندر کامیاب ہوتا ہے؛ ورنہ بڑے بڑے لوگ ناکام ہو جایا کرتے ہیں شکست کھا جایا کرتے ہیں؛ اگر اللہ کچھ دے رہا ہو تو سب ہی کہتے ہیں: الحمد اللہ اور جب اللہ تعالیٰ کچھ لے رہا ہو تو اس وقت حالت بدلی ہوئی ہوتی ہے، اس وقت الحمد اللہ کہنا بڑے دل گردے کی بات ہے۔

اس لئے بڑی بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے کہ آزمائش کے اندر بھی مولیٰ کا در نہ چھوٹے؛ ہم تو بڑے بے صبرے ہیں، ذرا سی پریشانی آجائے تو ایسا لگتا ہے کہ دنیا کی آزمائشیں سمٹ کر ہمارے اوپر ہی آگئی ہیں؛ حالاں کہ عین اس آزمائش کے اندر ہوتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالیٰ کی ہزاروں، لاکھوں نعمتیں استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ کے سر میں شدید درد تھا، کسی نے کہا کہ حضرت آپ کو تکلیف ہے، آپ نے فرمایا: "الحمد للّٰہ علی کل حال" اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ہے کہ کھانے کا راستہ تو سلامت ہے، قضائے حاجت کا راستہ بھی سلامت ہے، دماغ بھی الحمد اللہ سلامت ہے، صرف ذرا سا سر میں درد ہے۔ سوچ کا ایک انداز یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ کا شکریہ ادا کیا جائے۔

چونکہ آزمائش کے اندر رہ کر مولیٰ کو راضی کرنا اور مولیٰ کا بن کر رہنا دل گردے کی بات ہے' اس میں بڑے بڑے لوگ پھسل جایا کرتے ہیں' ہمت ہار جایا کرتے ہیں' حوصلہ چھوڑ دیا کرتے ہیں' اس لئے پیارے رسول ﷺ نے اس موضوع پر تفصیل سے احکام بیان فرمائے ہیں' مکمل تفصیل سے ارشادات فرمائے ہیں اور امت کو راہنمائی فراہم کی ہے؛ تاکہ امت فتنوں اور آزمائشوں کے مواقع پر حوصلہ نہ ہار بیٹھے اور اس کے قدم ڈگمگا نہ جائیں۔

بسا اوقات اللہ تعالیٰ کسی آزمائش اور امتحان کے ذریعے آدمی کو بہت اونچا مقام عطا کرنا چاہتے ہیں؛ ایسے موقع پر جب بندہ ناشکری کرتا ہے اور رب کے فیصلہ پر راضی نہیں ہوتا، تو آزمائش پھر بھی جاری رہتی

ہے؛لیکن یہ بندہ اجر وثواب سے محروم ہوجاتا ہے،بیماری تو پھر بھی آکر رہتی ہے،وہ تو اپنے وقت پر جاتی ہے؛ لیکن اس کی ناشکری کی وجہ سے یہ ہوتا ہے کہ بیماری تو باقی رہتی ہے اور یہ شخص اس پر ملنے والے اجر وثواب سے محروم ہوجاتا ہے۔اور اگر یہی بندہ آزمائش آنے پر اپنے مولی کو راضی کرلے تو اسے دوہرا فائدہ حاصل ہوتا ہے،ایک تو آزمائش ہلکی ہوجاتی ہے اور دوسرے اللہ تعالیٰ بندے کو اس پر بہت سے انعامات عطاء کردیتے ہیں ۔

قرآن میں فتنہ کے معانی:

قرآن مجید میں بھی فتنہ کا لفظ کئی بار استعمال ہوا ہے اور ہر مقام پر سیاق وسباق اور استعمال کے لحاظ سے اس کا معنی علیحدہ علیحدہ ہے۔

فتنہ بمعنی شرک:

{وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ} (البقرة۔۱۹۳)

ان کافروں سے (مشرکوں سے) قتال کرو! یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے(شرک باقی نہ رہے)اور دین خالص اللہ کے لئے ہوجائے۔

یہاں فتنہ کے معنی ''شرک'' کے ہیں۔

فتنہ بمعنی کفر:

{فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ} (آل عمران:۷)

جن لوگوں کے دلوں کے اندر کجی ہوتی ہے،تو وہ مشتبہ چیزوں میں سے فتنہ(کفر)تلاش کرتے ہیں۔

اس آیت میں فتنہ کا لفظ ''کفر'' کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فتنہ بمعنی آزمائش:

{أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ} (سورہ عنکبوت:۲)

''کیا ایمان والوں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ صرف یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے (چھوٹ جائیں گے)اور ان کی آزمائش نہیں ہوگی۔''اگر ایمان والے ایسا سوچتے ہیں تو ان کی یہ سوچ اور خیال درست نہیں ہے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعے خبیث کو اچھے سے الگ کردیں گے،کھرے اور کھوٹے کی پہچان تو ہوگی مخلص اور منافق کا پتا تو چلے گا۔اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے کہ:

{لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ} (سورہ انفال:۳۷)

"تا کہ جدا کردے اللہ تعالی، ناپاک کو پاک سے۔"

یہ آیت اس وقت اتری تھی جب کافروں نے حضرات صحابہ ﷺ پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھادیے تھے اور پہاڑوں جیسا مضبوط ایمان رکھنے والے یہ لوگ (صحابہ کرام ﷺ) بھی لرزنے اور کانپنے لگے تھے اور انہوں نے حضور ﷺ پوچھا تھا کہ یہ سلسلہ کب ختم ہوگا؟ اس کے جواب میں یہ آیت اتری تھی کہ ایمان کے بعد پھر آزمائش تو ہوگی۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم پر تو کچھ آزمائش بھی نہیں ہے، پچھلی امتوں میں جو لوگ صاحب ایمان ہوتے تھے ان کی آزمائش تو اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہوتی تھی۔ ان امتوں میں صاحب ایمان آدمی کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا اور اسے اس گھڑے میں زندہ گاڑ کر اس کے سر پر آری رکھدی جاتی تھی اور پھر اس سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے دین سے دستبردار ہوجاؤ، اگر وہ صاحب ایمان آدمی انکار کردیتا تو آری سے دو ٹکڑے کردیا جاتا تھا اور بسا اوقات تو زندہ حالت میں اسکی کھال کھنچوادی جاتی تھی۔

وہ تو مضبوط ایمان والے تھے جو اتنی بڑی آزمائشوں سے گزر گئے، ہم تو کمزور ہیں، اللہ سے ہمیشہ عافیت مانگتے ہیں، ہم آزمائشوں کے قابل نہیں ہیں لیکن ہر شخص کا جتنا ظرف ہوتا ہے اسکے مطابق اسکی آزمائش ہوتی رہتی ہے۔

قرآن کریم کی آیت ہے: {وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ} (سورۃ البقرہ: ۱۵۵)

اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر (خوف) اور بھوک اور مالوں اور جانوروں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (آپ) صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ایمان والوں سے خطاب کیا ہے کہ ہم تمہاری آزمائش کریں گے تھوڑا سا دشمن کا خوف دیکر کہ اگر دین پر چلو گے تو دشمن تمہیں ختم کردیں گے، حلال کھاؤ گے تو کچھ تنگی آئے گی، حلال کھانے میں آمدنی کم ہوجائے گی، دین کے راستے پر چلو گے تو مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوگا اور آزمائش کی ان گھڑیوں میں جو ثابت قدم رہیں گے اور صبر کریں گے ان کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ پاک نے اس کے بدلے بہت کچھ تیار کر رکھا ہے۔

تو فتنہ کے ایک معنی "آزمائش" کے ہیں قرآن کریم میں یہ اس معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔

فتنہ بمعنی عذاب:

جیسے فرمان باری ہے: {ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا} (سورۃ النحل ۱۱۰)

''وہ لوگ جنہوں نے مصیبت (عذاب) میں گرفتار ہونے کے بعد ہجرت کی۔''

تو یہاں فتنہ کے معنی عذاب کے ہیں۔اسی طرح ایک دوسری جگہ آیا ہے:

{وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ}: (سورۃ العنکبوت:۱۰)

''اور لوگوں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ایمان لائے، پھر جب ان کو اللہ کی راہ میں ایذا پہنچنے لگی، تو وہ (لوگوں کے تنگ کرنے اور ایذا دینے کو) اللہ کا عذاب سمجھنے لگے۔''

فتنہ بمعنی گناہ:

{اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا} (سورۃ التوبہ ۴۹)

''خبردار وہ فتنے (گناہوں) میں گر پڑے (ڈوب گئے)''

یعنی کافر لوگ گناہوں کے اندر جا پڑے؛ تو یہاں فتنہ گناہ کے معنی میں ہے۔

فتنہ بمعنی آگ میں جلانا:

{ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ}۔ (سورۃ الذاریات:۱۴)

اپنی شرارت کا مزا چکھو (آگ میں جلنے کا مزہ چکھو) یہ ہے (وہ چیز) جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے۔

یہاں فتنہ کے معنی ''آگ میں جلانا'' ہے۔

فتنہ بمعنی قتل و ہلاکت:

{وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا}(سورۃ النساء:۱۰۱)

''اور جب تم زمین میں سفر کرو، تو تم پر گناہ نہیں کہ نماز میں سے کچھ کم کر دو، اگر تمھیں اس بات کا خوف ہو کہ کافر تم کو ستائیں گے'' تم سفر اور دشمن کے مقابلہ کے دوران نماز میں قصر کر لیا کرو؛ جب دشمن کی طرف سے فتنہ یعنی قتل و ہلاکت کا خطرہ ہو۔یہاں فتنہ کے معنی ''قتل اور ہلاکت'' کے ہیں۔

فتنہ بمعنی ظالموں کا تسلط:

{وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً} (سورۃ الانفال:۲۵)

اور اس فتنہ (فساد) سے بچتے رہو، جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی پڑے گا۔

فرمایا گیا ہے کہ ڈرو! اس فتنے سے جو صرف ظالموں پر نہیں آئے گا؛ بل کہ جب ظلم عام ہو جائے گا،

معاشرے کے اندر گندگی عام ہو جائے گی، تو پھر آنے والے ظالم حکمران سب پر مسلط ہوں گے، نیکوکار بھی ان کے ماتحت آجائیں گے۔ یہاں فتنہ کے معنی ظالم حکمران کے ہیں۔

یہ فتنہ کے چند مختلف معانی ہیں، جن کا قرآن میں تذکرہ ہوا ہے اور مختلف مقامات پر انہیں استعمال کیا گیا ہے۔

۞......۞......۞

نفسانی خواہشات کا فتنہ

(۱)......گناہوں کا فتنہ

(۲)......اولاد کا فتنہ

(۳)......مال کا فتنہ

(۴)......عورت کا فتنہ

ملخص: ''دورۂ حاضر کے فتنے'' از مولانا عبدالستار صاحب

(۱)......گناہوں کا فتنہ

فتنوں میں سب سے پہلا فتنہ گناہوں کا ہے، اب چاہے ان گناہوں کا تعلق دل سے ہو، یا جسم سے، چاہے گناہ وہ ہوں جو اللہ کے حقوق میں کوتاہی کے سبب سرزد ہورہے ہوں، یا پھر اس قسم کے گناہ ہوں، جن میں اللہ کی مخلوق کے حقوق کی حق تلفی ہورہی ہو؛ گناہ کی کوئی بھی قسم ہو، وہ اس فتنے کے تحت داخل ہے۔

جب یہ گناہ (ظاہری، جسمانی، دلی، مخلوق کی حق تلفی اور خالق کے حقوق میں کوتاہی کے) کثرت کے ساتھ ہونے لگتے ہیں، تو اللہ پاک کی طرف سے جو عذاب آتا ہے، وہ ظالم حکمرانوں کے تسلط کی صورت میں آتا ہے، بددین لوگوں کے کنٹرول کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مالک بن دینارؒ نے نقل کیا ہے کہ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ:

''انا اللّٰہ مالک الملوک قلوب الملوک بیدی فمن اطاعنی جعلتھم علیہ رحمۃ ومن عصانی جعلتھم علیہ نقمۃ''۔ (ابن حبان، ج۳/ص۷۶)

میں اللہ ہوں، بادشاہوں کا بادشاہ، بادشاہوں کے دل میری قدرت میں ہیں، میرے کنٹرول میں ہیں، جو میری اطاعت کرتا ہے، تو میں ان حکمرانوں کو اس پر مہربان بنادیتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے، تو میں اس پر ظالم حکمرانوں کو مسلط کردیتا ہوں۔

پھر فرمایا: ''فلا تشغلوا انفسکم بسب الملوک لکن توبوا الیّ'' (حوالہ بالا)

تو صرف حکمرانوں کو گالم گلوچ کرکے اپنے آپ کو مصروف نہ رکھو؛ بلکہ میری طرف بھی رجوع کرو (اپنے گناہوں کی معافی بھی مانگو، اپنے ماضی پر ندامت کے اشک بھی بہاؤ)۔

"اعطفہم علیکم" (حوالہ بالا) تا کہ میں تم پر ان حکمرانوں کا مہربان کردوں۔

ظالموں سے نجات کا راستہ:

اس حدیث قدسی میں یہ بات سمجھائی گئی ہے کہ جس طریقے سے ظالموں سے نجات کے لیے اسباب اختیار کئے جاتے ہیں، جیسے ان سے برأت کا اظہار کرنا، ان سے بیزاری کا اعلان کرنا، تو جہاں یہ اسباب اختیار کئے جاتے ہیں، وہاں مسلمانوں کو ان ظالموں سے نجات کے لیے ایک اور اعلیٰ اور بہترین سبب بھی اختیار کرنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جائے، اور استغفار کیا جائے، اپنی زندگی کو بدلا جائے؛ جب ایک طرف سے اپنے گناہوں سے توبہ اور دوسری طرف سے مادی طور پر اسباب اور ذرائع کو اختیار کرتے ہوئے ان سے چھٹکارا پانے کی کوشش عمل پایا جائے گا تو پھر ان سے نجات ملے گی۔

آج سب کی زبان پر یہ شکوہ ہے کہ حالات بہت خراب ہیں؛ لیکن کیا کبھی کسی نے یہ سوچا کہ میں نے آج صبح سے لیکر شام تک اللہ پاک کو کتنا ناراض کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ امن و امان ختم ہو چکا ہے؛ ارے! یہ نہیں سوچتے کہ ہم مخلوق کے کتنے حقوق ضائع کر رہے ہیں، ہم اللہ پاک کے کتنے حقوق ضائع کر رہے ہیں؛ جنہیں پورا کرنا ہمارے بس میں ہے؛ اس بات کی کسی کو فکر نہیں ہے۔

گناہوں کی زندگی سے نجات کا لائحہ عمل:

گناہوں کی زندگی سے نجات حاصل کرنے کے لیے چند چیزیں انتہائی اہم ہیں۔

❁......پہلی چیز یہ ہے کہ آدمی اس بات کا تصور کرے کہ اللہ بڑا مہربان ہے اور جس چیز سے اللہ کی مہربان ذات نے روکا ہے، یقیناً اس کے اندر گندگی اور خرابی ہوگی، اس کے اندر کوئی نقصان ہوگا، وہ موذی ہوگی، جب ہی تو اس مہربان نے روکا ہے۔

❁......دوسری چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حیا آئے۔ بندے کو اپنے بڑے بھائی سے بھی حیا آتی ہے کہ اس کے سامنے کوئی ناشائستہ حرکت نہیں کرتا؛ لیکن اللہ سے حیا نہیں آتی، اللہ سے حیا ختم ہوگئی ہے، جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، وہی کام اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کی حالت میں کر رہا ہے، اس لیے اللہ پاک سے حیا آنی چاہیے۔

❁...... تیسری چیز یہ ہے کہ اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں کا استحضار (دھیان) کرے اور ان نعمتوں کے دوام (ہمیشہ برقرار رہنے) کی کوشش میں لگا رہے، اس لیے کہ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، گناہوں کا راستہ اختیار کیا، تو یہ نعمتیں چھن جانے کا اندیشہ ہے۔ بندہ جب بھی کوئی گناہ کرتا ہے، تو جس نوعیت کا گناہ ہوتا ہے، اسی نوعیت کی نعمت اللہ تعالیٰ اس سے چھین لیتا ہے؛ لہٰذا اس بات کا دھیان ہونا چاہیے کہ

اللہ تعالیٰ نے نعمتیں دی ہیں، تو ان نعمتوں کو بچا کے بھی رکھنا ہے، کیوں کہ گناہ نعمتوں کے لیے آگ ہے۔

......چوتھی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور اللہ کا خوف بھی ایسا ہو کہ اس میں عظمت کا پہلو ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

{إنما يخشى الله من عباده العلماءُ} (سورۂ فاطر:۲۸)

بے شک علما ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ (ڈرنے کا حق ادا کرتے ہیں)

اگر یہ چیزیں نصیب ہوجائیں کہ اللہ کے مہربان ہونے کا دھیان پیدا ہوجائے، اللہ تعالیٰ سے حیا آجائے، نعمتوں کے چھن جانے کا خوف پیدا ہوجائے، تو اس کے نتیجہ میں انسان کو گناہوں سے بچنے کے لیے ہمت کرنا آسان ہوجائے گا۔

(۲)......اولاد کا فتنہ

نفسانی خواہشات کے فتنوں میں سے دوسرا بڑا فتنہ اولاد کا ہے، اولاد بھی آزمائش ہے، یہ انسان پر منحصر ہے کہ اس کو اپنے حق میں رحمت بنالے یا زحمت بنالے۔ اللہ رب العزت انسان کو اولاد دیتا ہے اور اس سے اس کی آزمائش کرتا ہے، اب انسان اس اولاد پر جس انداز کی محنت کرے گا، جیسا ماحول اسے فراہم کرے گا، جیسی اس کی تربیت کرے گا؛ ویسے ہی اس کے نتائج مرتب ہوں گے۔

اولاد، ایک آزمائش:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: {انما اموالکم و اولادکم فتنة} (الانفال:۲۸)

بے شک تمہارا مال اور تمہاری اولاد (تمہارے لیے) فتنہ (آزمائش) ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

{یاایھا الذین آمنوا ان من ازواجکم و اولادکم عدوا لکم فاحذروھم}

(سورۃ التغابن:۱۴)

اے ایمان والو! بے شک تمہاری بیوی اور اولاد میں سے (بعض) تمہارے دشمن ہیں، سوتم ان سے بچتے رہو۔

اللہ نے مومنین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بسا اوقات یہ اولاد بھی دشمنی کا باعث بنتی ہے، یعنی زحمت بنتی ہے {فاحذروھم} اس لیے خیال کرنا، بچ کے رہنا۔ تو اولاد کے ذریعے بھی آزمائش ہوتی ہے، بسا

اوقات یہی اولاد انسان کو گناہ والی زندگی میں لے جاتی ہے، کہ ان کے لیے رزق کمانے کے واسطے گناہ کرتا ہے، انہیں خوش کرنے کے لیے گناہ کرتا ہے؛ بعض اوقات یہ اولاد جب غلط ماحول کے اندر پرورش پا کر جوان ہوتی ہے، تو اس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے ماں باپ بھی گناہوں والی زندگی کا شکار ہوجاتے ہیں؛ اس لیے قرآن مجید میں ایک جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

{واما الغلام فکان ابواہ مومنین فخشینا ان یرھقھما طغیانا و کفرا} (الکھف: ۸۰)

اور جو لڑکا تھا تو اس کے ماں باپ مومن تھے، تو ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ انہیں سرکشی اور کفر سے عاجز کردے گا۔

اولاد کے فتنے:

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''الولد محزنۃ مجبنۃ مجھلۃ مبخلۃ''

(الطبرانی فی معجمہ الکبیر، جلد ۲۴، ص ۲۴۱)

اولاد حزن (غم) کا باعث ہے: بیمار ہوگیا، کند ذہن ہے، پڑھتا نہیں ہے، ملازمت نہیں کررہا۔

اولاد بزدلی کا سبب ہے: اللہ کی خاطر جان دینے کا کہو، تو کہتا ہے میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔

اولاد جہالت کا ذریعہ ہے: اگر کہا جائے کہ بھائی دین سیکھ لو تو کہتا ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، ان کی روزی روٹی کی فکر ہے؛ دین سیکھنے کے لیے وقت کیسے نکالوں؟ اولاد کی خاطر کمانے میں مصروف ہونے کی بنا پر دین نہیں سیکھتا، جاہل رہتا ہے، تو اولاد جہالت کا ذریعہ بھی ہے۔

اولاد بخل کا ذریعہ ہے: اگر کہا جائے کہ بھائی اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کردیا کرو، تو کہتا ہے کہ میرے اپنے اخراجات ہی بہت ہیں، اللہ کے راستے میں کیا خرچ کروں؟

تو اولاد ان خرابیوں کا باعث بنتی ہے؛ اسی لیے بسا اوقات اللہ رب العزت جب ناراض ہوجاتے ہیں، تو اولاد کے ذریعے دنیا کے اندر عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔

{اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا} (سورۃ التوبۃ)

اللہ چاہتا ہے کہ ان کافروں کو ان کی اولاد اور ان کے مال کے ذریعہ دنیا ہی میں عذاب دے۔ بسا اوقات یہ اولاد چھٹی انگلی کی سی حیثیت اختیار کرلیتی ہے؛ جیسے آدمی کی چھٹی انگلی ہو تو آدمی نہ اس کو کاٹ سکتا ہے، اور نہ اس کا دل اسے رکھنے کو چاہتا ہے، اسی طرح اولاد بھی بسا اوقات ایسا ستاتی ہے کہ نہ چھپا سکتا ہے اور نہ کسی کو

بتاسکتا ہے؛ ایسی نافرمان اولاد کے ستانے کے سبب ماں باپ یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ نہ ہوتی تو اچھا تھا۔ تو یہ باعث عذاب بنتی ہے۔

اولاد کے رحمت بننے کی تجاویز

پہلی تجویز: پہلی چیز ہے اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر انتہائی عاجزی اورانکساری کے ساتھ ان کی اصلاح کے لیے دعا کی جائے کہ {رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ} (الفرقان)

اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اوراولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمادے۔

دوسری تجویز: اولاد کے فتنے سے محفوظ رہنے کے لیے دوسری چیز یہ اختیار کی جائے کہ اس اولاد کے لیے نیک ماں تلاش کی جائے؛ پہلا انتخاب ہی نیکی والا ہونا چاہیے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو پھر اسے نیک بنانے کی فکر کرنی چاہیے؛ وہ اس لیے کہ اس کے نیک بننے سے اولاد بھی نیک بن جائے گی۔ نبی ﷺ نے عورت کو منکوحہ بنانے سے پہلے یہ حکم دیا کہ ایسی عورت کو ڈھونڈنا اوراختیار کرنا جو دین والی ہو، دین سے محبت کرتی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''فاظفر بذات الدین تربت یداک'' (مشکوۃ المصابیح، ص ۲۶۷، حقانیہ)

اپنی ازدواجی زندگی میں دین کو اہمیت دینا، تیرے ہاتھ ٹھنڈے ہوں یعنی تجھے مبارک ہو۔

بدقسمتی سے آج کے نوجوان کا انتخاب ظاہری شکل وصورت کی بنیاد پر ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ ازدواجی زندگی کے لیے کوئی پائیدار چیز نہیں، اس لیے کہ شکل وصورت تو ڈھل جاتی ہے، اس بنیاد پر جو ازدواجی رشتہ ہوگا وہ بھی بڑا کمزور ہوگا؛ لیکن اگر ازدواجی زندگی کی بنیاد سیرت پر ہوگی، کردار پر ہوگی، تقویٰ پر ہوگی، نیکی پر ہوگی تو ازدواجی زندگی بڑی مضبوط اور پائیدار ہوگی؛ ورنہ ظاہری شکل وصورت تو وقت کے ساتھ ساتھ ڈھلتی رہتی ہے۔

تیسری تجویز: اولاد کو نیک بنانے کے لیے تیسری چیز ان کی ایمانی تربیت کا انتظام کرنا ہے؛ اولاد کو ایسا ماحول فراہم کیا جائے، جس میں اس کی ایمانی تربیت ہو، اس کی نشوونما اچھی ہو۔

تین چیزیں ہیں: بچہ یا تو گھر میں ہوگا یا دوستوں میں ہوگا یا کسی تعلیمی ادارے میں ہوگا، تو ان تینوں چیزوں (گھر، دوستوں اور تعلیمی ادارے) کی رعایت رکھی جائے کہ گھر کا ماحول کیسا ہے؟ اس کے دوست کیسے ہیں؟ اور جس تعلیمی ادارے کے اندر یہ تعلیم حاصل کررہا ہے، اس کا ماحول کیسا ہے؟

چوتھی تجویز: چوتھی چیز ہے (تقویۃ الایمان فی نفوس الآباء والامھات) یعنی ماں باپ میں ایمان کا
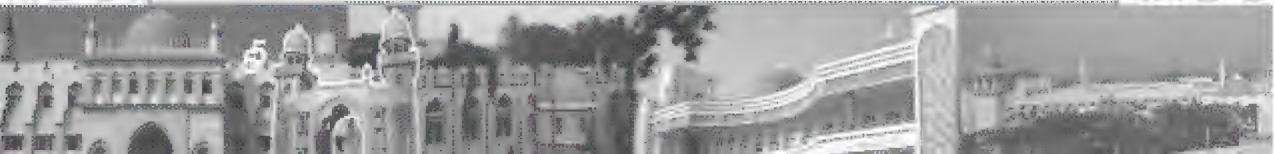
راسخ اور مضبوط ہونا؛ جتنا ماں باپ کا ایمان بڑھیا ہوگا، اللہ سے تعلق مضبوط ہوگا، اتنے ہی اچھے اثرات اللہ تعالیٰ اولاد پر مرتب کرے گا۔

تو قارئین ! اولاد کو رحمت بنائیں ،نعمت بنائیں ،صدقہ جاریہ بنائیں ،اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں؛اوراس کے لیے ان چار اسباب کا اہتمام کریں:

۱۔دعاؤں کا اہتمام ۲۔نیک رفیقۂ حیات کا انتخاب ۳۔دینی اور ایمانی ماحول کی فراہمی ۴۔اپنی تربیت کی فکر۔

۞...۞...۞

(۳)......مال کا فتنہ

حبِ مال:

نفسانی خواہشات کے فتنوں میں سے تیسرا بڑا فتنہ مال کا فتنہ ہے؛ مال اللہ کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت بھی ہے، مال اللہ تعالیٰ کا فضل بھی ہے، مال کو قرآن نے حسنہ سے بھی تعبیر کیا ہے:

{رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً}(البقرۃ:۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں خوبی (اچھائی) عطا فرما۔

مال صحیح انداز میں حاصل کیا اور خرچ کیا جائے، تو حسنہ بھی بن سکتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:{وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ} (الجمعۃ:۱۰)اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔

تو مال ایک لحاظ سے فضل بھی بن سکتا ہے۔ایک اور مقام پر اللہ کا فرمان ہے:

{وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ}(العادیات:۸)اور آدمی مال کی محبت میں بڑے سخت ہیں۔

مال خیر بھی ہے اور شر بھی ہے، آپ چاہیں تو اس مال کو اپنے لیے نعمت بنالیں ،مولیٰ کا فضل بنالیں، آخرت سنوارنے کا ذریعہ بنالیں، آخرت بنانے کا وسیلہ بنالیں اور چاہیں تو اس مال کو فتنے کا ذریعہ بنالیں؛ اب یہ آپ کی طبیعت پر منحصر ہے کہ آپ کیا طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں، جیسا طرزِ عمل اختیار کریں گے، مال ویسی ہی صورت اختیار کرے گا؛ لہٰذا طرزِ عمل کی بنیاد پر مال سانپ بھی بن سکتا ہے اور نجات دہندہ بھی بن سکتا ہے۔

دنیا کی محبت فساد کی جڑ

اس دنیا (مردار) کی محبت دل میں نہ ہو، حرص نہ ہوتو بھائی بہن بھی اکٹھے، رشتہ دار بھی اکٹھے اور خاندان بھی اکٹھے رہتے ہیں۔

مگر جب دنیا اور مال کی محبت دل میں آجاتی ہے، تو آپس کی محبت، رشتہ داری اور تعلقات، سب ختم ہوجاتے ہیں؛ بظاہر تو اوپر سے بڑی محبت ہوتی ہے، مگر اندر نفرتیں بھری ہوتی ہیں۔ عدالتوں میں جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ بھائی آپس میں لڑرہے ہیں، زمین پر کیس ہورہا ہے، بہن نے بھائی پر کیس کیا ہوا ہے، کہ وراثت میں بھائی نے میرا حصہ نہیں دیا، بھائی بہت بڑا تاجر ہے، اس نے گھر بڑا بنالیا ہے، پیسے اکٹھے کرلیے ہیں، سب کچھ کرلیا ہے، لیکن میرا حق، میرا مال دبا کے بیٹھا ہوا ہے؛ تو یہ مال کی حرص اور محبت جب آتی ہے، تو پھر نفرتیں آتی ہیں، پھر اختلافات پیدا ہوتے ہیں، پھر قتل وغارت گری ہوتی ہے، پھر سارے برے کام ہوتے ہیں، لوگ اغوا کئے جاتے ہیں، دوسروں کی جان سے کھیلا جاتا ہے، اپنی جان کی بھی فکر نہیں رہتی؛ یہ سب کچھ مال کی محبت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حرص کی نحوست

جب انسان کے دل میں دنیا کی حرص آجاتی ہے، تو اس حرص کی بنا پر وہ یہ سوچتا ہے کہ میرا پیٹ بھرجائے، میرے گھر میں دولت آجائے، میرا اسٹیٹس بہتر ہوجائے، میری اولاد کی تعلیم اچھی ہوجائے اور اس کی ان کوششوں کی وجہ سے کسی دوسرے کی زندگی خراب ہوتی ہے، تو ہوجائے؛ دوسروں کا گھر برباد ہوتا ہے، تو ہوجائے، چاہے بھائی کا گھر ہی کیوں نہ ہو، چاہے بہن کا گھر ہی کیوں نہ ہو؛ بس میرا پیٹ بھرنا چاہیے، میری زندگی بننی چاہیے۔

ایسی فضا اور ماحول میں ماتحت اپنے مالکوں کے دشمن بنیں گے، مالک اپنے ماتحتوں کے دشمن بنیں گے، مالک کہے گا کہ میرا پیٹ بھرے، ماتحت کہے گا میرا پیٹ بھرے، پھر اسی بنیاد پر دشمنیاں پیدا ہوں گی، نفرتیں پھیلیں گی ، مزدور مالک سے جھگڑا کرے گا، مالک مزدور سے جھگڑا کرے گا، بھائی بھائی سے جھگڑا کرے گا، ہر طرف سے بے اتفاقی اور نفرت پھیل جائے گی، یوں رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق معاشرہ کے اندر مال کی حرص فتنہ بن کر داخل ہوجائے گی۔

حب مال سے بچاؤ کے لیے پہلی چیز:

۞ ......حب مال کے فتنے سے بچاؤ کے لیے پہلی چیز یہ ہے کہ انسان مال و دولت کمانے میں ایسا مشغول

نہ ہوجائے کہ اللہ کی یاد سے ہی غافل ہوجائے، اللہ کو ہی بھول جائے، اسے اللہ یاد ہی نہ رہے؛ اگر اس سے کہا جائے کہ بھائی نماز پڑھ لو، تو وہ کہتا ہے کہ یار ٹائم نہیں ہے، ارے! تم پیدا کس لیے ہوئے ہو؟ کمانے کے لیے؟ کہتا ہے میں پاک نہیں ہوں، اس لیے نماز پڑھنے سے معذور رہوں؛ ارے! اگر اس ناپاکی کی حالت میں تیری موت آگئی تو تیرا کیا ہوگا؟ فرشتے تیرے قریب بھی نہیں آئیں گے، ہاں شیاطین ضرور آجائیں گے؛ کلمہ بھی نصیب نہ ہوگا۔

دوسری چیز:

۞......دوسری چیز یہ ہے کہ بندے کے مال میں اللہ تعالیٰ کا جو حق ہے، وہ ادا کیا جائے، مال میں مخلوق کا بھی حق ہے، خالق کا بھی حق ہے، جب اس کی ادائیگی میں کوتاہی اور سستی ہوگی تو یہ مال وبال بنے گا، فتنہ بنے گا، نعمت نہیں بنے گا۔

تیسری چیز:

۞......تیسری چیز یہ ہے کہ جب تمہیں مال مل رہا ہو، تو قارون کی زبان نہ بولا کرو کہ، یہ تو میرا اپنا کمال ہے، میری اپنی محنت ہے۔ قارون کے پاس جب خوب دولت جمع ہوگئی تو کہنے لگا کہ {انما اوتیتہ علی علم عندی} (سورۃ القصص: ۷۸) یہ مال تو مجھے اپنے ایک ہنر (کے ذریعے) سے ملا ہے، جو میرے پاس ہے۔

چوتھی چیز:

۞......چوتھی چیز یہ کہ مال اس وقت وبال بنتا ہے کہ جب بندہ قیمتی اوقات کو بھی اس مال ہی کے اندر لگاتا ہے (یعنی مال کمانے کے اندر) یہ تو ٹھیک ہے کہ کچھ وقت مال کمائے، کاروبار کرے؛ ۸ / گھنٹے، ۱۲ / گھنٹے ٹھیک ہے، لیکن اللہ کے بندو! کچھ وقت گھر کو بھی دو، کچھ وقت اللہ کے دین کو بھی دو، اللہ کی عبادت کے لیے بھی دو، یہ نہیں کہ ۱۲ / گھنٹے وہاں لگا کر آئے اور باقی ۱۲ / گھنٹے گھر کے اندر بھی اسی میں لگے ہوئے ہیں؛ نہ بچوں کے حق کا خیال، نہ بیوی کے حق کا خیال، نہ اپنے جسم کے حق کا خیال، نہ خدا کے حق کا خیال اور نہ ہی عبادت کا خیال، تو اس صورت میں بھی مال وبال بن جاتا ہے، فتنہ بن جاتا ہے۔

پانچویں چیز:

۞......پانچویں چیز یہ ہے کہ مال کے اندر قناعت اختیار کرے، قناعت کا مطلب یہ ہے کہ لاکھ ہوں، تو ان کو بھی کافی سمجھے، کروڑ ہوں تو ان کو بھی کافی سمجھے۔

چھٹی چیز:

۞......چھٹی چیز یہ ہے کہ مال کماتے ہوئے اپنی نیت ٹھیک کرے کہ مال اس لیے کمارہا ہوں، کہ اللہ اور اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرسکوں؛ بیوی بچوں کے میرے اوپر جو حقوق ہیں، میری ذات کے مجھ پر جو حقوق ہیں، اللہ پاک کے جو حقوق ہیں، ان حقوق کی ادائیگی کے لیے مال کمارہا ہوں؛ صحیح نیت سے کمائے کہ اللہ کے دین پر خرچ کروں گا، صحیح نیت کریں گے تو پھر یہ مال نعمت بن جائے گا، فضل بن جائے گا، عبادت بن جائے گا اور اگر یہ مال ریا کاری، شہرت واہ واہ یا دکھلاوے کے لیے کمایا ہو تو پھر چاہے حلال راستے سے ہی کیوں نہ کمایا ہو تب بھی یہ مال فتنہ بنے گا؛ اس لیے کہ نیت غلط ہے۔

اگر اس طریقہ سے اہتمام ہوگا تو ان شاء اللہ مال کے فتنہ سے حفاظت ہوگی۔

(۴)......عورت کا فتنہ

نفسانی خواہشات کے فتنوں میں چوتھا بڑا فتنہ (فتنۃ النساء) عورتوں کا فتنہ ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں شہوت کے فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے عورت کے فتنے کو ایک بڑا فتنہ قرار دیا ہے۔

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا: ''ماترکت بعدی فتنۃ اضر علی الرجال من النساء''
(مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص ۲۶۷، حقانیہ)

میں نے اپنے بعد مردوں پر عورتوں کے فتنے سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

ایک اور جگہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''النساء حبائل الشیطان'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ص ۴۴۴)

عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

یہ عورتیں درحقیقت شیطان کا جال ہیں اور شیطان ان کے ذریعے مردوں کو شکار کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے ایک اور جگہ یوں بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ'' (مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، ص ۲۶۶)

یہ دنیا ایک سامان ہے (استعمال کی چیز ہے) اور نیک خاتون بہترین دنیاوی متاع ہے۔

نیک عورت، قوم کا سرمایہ

عورت کی ذات میں خیر و شر دونوں پہلو ہیں، اگر یہ عورت سنور جائے، بن جائے، اس کی تربیت ہوجائے، نیک ہوجائے، پارسا ہوجائے، پاکدامن ہوجائے، باحیا ہوجائے؛ تو یہ قوم کا سرمایہ ہے اور اگر یہ

بگڑ جائے، تو پھر اس سے بری کوئی اور چیز نہیں ہے۔

سوسائٹی مثل ہے عورتوں کے بننے سے، ملک سنورا کرتا ہے، ماؤں کے سنورنے سے، قومیں اس وقت اچھی ہوا کرتی ہیں، جب ماؤں کی تربیت کا انداز اچھا ہوا کرتا ہے؛ اچھی مائیں جس قوم کو مل جائیں، تو وہ قوم کامیابی کی راہ پر چل پڑتی ہے، وہ معاشرہ کامیاب معاشرہ بن جاتا ہے؛ لیکن اگر یہ عورت ہی سیدھی راہ سے ہٹ جائے اور اسلام کی عطا کردہ خوبصورت ہدایات سے محروم ہو جائے، تو پھر معاشرے کی بربادی کے لیے کوئی اور چیز درکار نہیں ہوگی۔

دشمنوں کا فارمولا

ایک یہودی مستشرق، جس نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے (مستشرقین سے مراد وہ مغربی لوگ ہیں، جو اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں) اس نے لکھا ہے کہ امتِ محمدیہ پر اتنی ہلاکت اور بربادی ایک ہزار حملے کرنے سے بھی نہیں آئے گی؛ جتنی ہلاکت اس کے اندر عریانیت اور موسیقی کے عام ہونے سے آئے گی۔ عریانیت، فحاشی اور موسیقی کا حملہ ہزار حملوں سے بھی زیادہ خطرناک حملہ ہے، جس کا سب سے بڑا شکار اس وقت مسلمان ہے۔

دشمن کی چال

اسی مقصد کے حصول کے لیے آج کل اگر وہ کچھ تعاون کرتے ہیں، کچھ قرضہ بھی دیتے ہیں، تو پہلے پوچھتے ہیں کہ تمہیں قرضہ تو دے رہے ہیں؛ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا نظامِ تعلیم کیسا ہوگا؟ اگر نظامِ تعلیم کے اندر ان کے مقاصد کے مطابق بے حیائی والے تقاضے پورے ہو رہے ہیں، تو قبول ہے۔ سب شرطیں پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ یہ نظام ہو، ایسا نصاب ہو، تعلیم دینے کا یہ طریقہ کار ہو، تب تمہیں اتنا قرضہ ملے گا، اتنا تعاون ہوگا؛ انہیں پتہ ہے کہ ہم قرض بھی دے رہے ہیں اور ان کی نسلوں کو برباد بھی کر رہے ہیں؛ تعلیم کے نام سے، رفاہی کاموں کے نام سے، این جی اوز کے نام سے اور نہ جانے کن کن طریقوں سے وہ امتِ مسلمہ کو شکار کرنے میں لگے ہوئے ہیں؛ ان سب کے نتیجے میں مستقبل میں اس امت پر ایسی بربادی آئے گی کہ پھر یہ امت صحیح سلامت کھڑی نہیں رہ سکی گی؛ کیا عرب اور کیا عجم! کیا مشرق اور کیا مغرب! آج ہر جگہ اور ہر خطے کا مسلمان اسی وبا کا شکار ہے۔

نوجوان نسل کی سوچ

آج کے نوجوان سے پوچھو؛ تو اس کی خواہش ہے کہ پیٹ بھر جائے اور شہوت پوری ہو جائے، اس

کے علاوہ کوئی سوچ ہی نہیں ہے۔ سفید چمڑی نے آج کے نوجوانوں کو ایسا اغوا کیا ہے کہ اس کے دل کے اندر ماں باپ کا احترام بھی ختم ہوگیا ہے؛ جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں مانتا تو ماں باپ، خاندان، بڑے بزرگ اور اسلامی روایات کس کھاتے میں ہیں؟ پھر اسے کسی چیز کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔

معاشرے کو فساد سے بچانے کا راستہ

آقائے مدنی ﷺ نے چودہ صدیاں پہلے اپنی امت کو سمجھایا تھا کہ اپنے معاشرے کو فساد سے بچانے کا راستہ یہی ہے کہ اپنے گھروں میں اپنی سوسائٹی میں، اپنے بازاروں میں اسلامی معاشرت (جس میں حیا ہے، جس میں پاکدامنی ہے، جس میں عزت نفس ہے، جس میں غیرت ہے) زندہ کرو!! اس کے زندہ کرنے سے تم خود بھی بچ جاؤ گے، تمہاری نسلیں بھی بچ جائیں گی، اولادیں بھی بچ جائیں گے، بیٹیاں بھی بچ جائیں گی، ان کے گھر آباد ہوجائیں گے اور نوجوانوں کا شباب بھی بچ جائے گا۔

اسی لیے تو آقائے مدنی ﷺ نے فرمایا: ''فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ'' (صحیح مسلم: ج۲ص ۳۵۲)

دنیا (کی محبت) سے بچنا اور عورتوں (کے فتنے) سے بچنا (ڈرتے رہنا)

اور پھر عجیب بات فرمائی کہ ''فان اول فتنة بني اسرائيل كانت في النساء'' (حوالہ بالا)

بنی اسرائیل کی قوم کے اندر بھی سب سے پہلا فتنہ عورتوں کا تھا۔

قارئین! میں عرض یہ کررہا ہوں کہ عورت اگر اسلامی روایات پر عمل کرے تو امت، انسانیت اور معاشرے کا قیمتی سرمایہ ہے۔ قومیں اسی سے بنتی ہیں، اسی سے سنورتی ہیں، اگر اس کے اندر سے اسلامی روایات نکل جائیں، اسلامی زندگی نکل جائے، اسلامی معاشرت نکل جائے، حیا نکل جائے؛ تو پھر اس سے بڑا کوئی فتنہ نہیں ہے؛ بڑے بڑوں کی عقلیں اس فتنے میں ماؤف ہوجاتی ہیں، اچھے اچھوں کے دل بھی اس فتنے کا شکار ہوجاتے ہیں۔

آج دیکھ لیجئے کہ دفتروں میں، فیکٹریوں میں، کاروباری جگہوں پر ہر طرف عورتیں ہی عورتیں بھری پڑی ہیں؛ عجیب بدقسمتی ہے کہ نوجوان بے روزگار ہیں اور عورتیں کام کررہی ہیں؛ بعض جگہ تو شوہر بے روزگار ہے اور بیوی کام کررہی ہے۔

فتنۂ نساء سے بچاؤ کی قرآنی ہدایات

قرآن وحدیث میں اس فتنے سے بچاؤ کے لیے بھی بہت سی ہدایات دی گئی ہیں؛ تاکہ عورت معاشرے کے لیے فساد نہ بنے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی معاشرتی زندگی سدھارنے کے لیے بہت سی

ہدایات دی ہیں۔

پہلی ہدایت

پہلی چیز اور پہلی ہدایت جو قرآن کریم نے اس فتنے سے بچاؤ کے لیے دی، وہ اسلامی معاشرے کے لیے سب سے زیادہ بنیادی بات ہے، اور وہ پردے کا اہتمام ہے۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت اتری کہ {ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن} (سورۃ النور:۳۱)

''اورڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے گریبانوں پر'' تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے مہاجرات پر کہ اس آیت کے اترنے کے بعد وہ ایسا لباس پہنتی تھیں، ایسی اوڑھنی اوڑھتی تھیں کہ سوائے ایک آنکھ کے ان کے جسم کا کوئی اور حصہ نظر نہیں آتا تھا۔

پردے کا مسئلہ

آج کل بہت فتنے ہیں، ایک بڑا فتنہ یہ ہے کہ جی پردے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ ہماری کزن ہی تو ہے، یہ ہماری خالہ کی بیٹی ہی تو ہے؛ بھئی پردہ کیسے ہوسکتا ہے! اس نے دنیا میں پڑھنے بھی تو جانا ہے، ٹیوشن بھی جانا ہے، بیٹی کو یونیورسٹی بھی جانا ہے، کالج بھی جانا ہے؛ تو یہ بات ذہن میں رکھیں یہ اللہ کے قرآن کی آیات ہیں اور اللہ ماؤں سے زیادہ مہربان ذات ہے، اس سے زیادہ انسانیت پر شفقت اور مہربانی کرنے والا کوئی نہیں ، انسانیت کی فلاح اسی کے اندر ہے۔ مہربان مولیٰ کا حکم ہے کہ اے نبی! خواتین کو کہہ دو کہ پردہ کی خاطر اپنے چہرے پر چادر ڈال لیا کریں: {قل لازواجک وبناتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلا بیبھن} (سورۃ الاحزاب:۵۹)

اے نبی! آپ اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی چادروں کو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں۔

آواز کا پردہ بھی ضروری ہے

عورت کی آواز کے اندر بھی کشش ہوتی ہے، تب ہی تو اللہ کے کلام نے سختی سے بات کرنے کا اہتمام کرایا ہے؛ اللہ نے آسمان سے ہدایات بھیجی ہیں کہ عورت کی آواز میں بھی فتنہ ہے۔ آج جب بات چلتی ہے، ٹیلی فون پر، نہ اس نے اس کو دیکھا ہوتا ہے، اور نہ اس نے اس کو دیکھا ہوتا ہے؛ لیکن ٹیلی فون کے رابطے سے ہی دونوں پر جادو ہوجاتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے عشق میں (جو حقیقت میں فسق ہے) مبتلا ہوجاتے ہیں۔

ایک دوسرے کو دیکھا نہیں ہوتا؛ لیکن بن دیکھے ہی انٹرنیٹ، ٹیلی فون اور موبائل فون کے ذریعے ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔

دوسری ہدایت

دوسری چیز اور ہدایت جو قرآن کریم نے اس فتنہ سے بچاؤ کے لیے بتائی ہے، وہ گھر میں سکون کے ساتھ رہنا کہ حتی الامکان عورت گھر میں رہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: {وقرن في بيوتكن} (سورۃ الاحزاب: ۳۳)

اور قرار پکڑو (رہو) اپنے گھروں میں۔

اللہ کو اس کائنات کا نظام چلانا ہے اور اللہ حکیم بھی ہے، انسانی نفسیات سے واقف بھی ہے، اس کی کمزوریوں کو اللہ سے بڑھ کر کوئی نہیں جانتا، اسی رب ذوالجلال نے عورت اور مرد دونوں کے اندر کچھ خصوصی اور ایک دوسرے سے الگ صلاحیتیں رکھی ہیں، جن کی بنا پر دونوں کی صلاحیتوں میں بڑا فرق آ جاتا ہے، اور اسی بنیاد پر اللہ پاک نے دونوں کا دائرۂ کار اور کام کرنے کی جگہیں بھی علیحدہ علیحدہ رکھی ہیں۔

یہ عورت ہی کا دل گردہ ہے کہ وہ رات میں دس مرتبہ اولاد کی گندگی صاف کرتی ہے، پھر بھی اسے اپنے سینے سے لگا کر سلاتی ہے، مرد ایسا نہیں کرسکتا؛ یہ عورت ہی کی ہمت ہے کہ بچہ چاہے کتنا ہی چڑچڑے پن والا ہی کیوں نہ ہو، کتنا ہی رونے والا اور تنگ کرنے والا کیوں نہ ہو، مگر وہ دل کا ٹکڑا سمجھتی ہے، اور اسے کھلاتی ہے، پلاتی ہے، پاس بٹھاتی ہے، سب کچھ کرتی ہے، یہ عورت ہی کا کام ہے؛ مرد کے اندر وہ شفقت ہے ہی نہیں، جو اللہ نے عورت کے اندر رکھی ہے، ہر ایک کی صلاحیتیں الگ الگ ہیں، کچھ صلاحیتیں مرد کے اندر ہیں، کچھ عورت کے اندر ہیں۔

تیسری ہدایت

اس فتنے سے بچنے کے لیے شریعت نے ایک اور چیز کی تعلیم دی ہے، اور وہ غیرت ہے۔ غیرت مومن کا سرمایہ ہے، مومن کے لیے ضروری ہے کہ اپنے گھر کے معاملات کی بنیاد غیرت پر رکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''ثلاثة لا يدخلون الجنة العاق لوالديه والديوث والرجلة''

(الترغیب والترہیب، ج ۳ ص ۳۲۷، دارالفکر)

تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) والدین کا نافرمان (۲) دیوث یعنی وہ شخص جسے اپنی ماں بیٹی کے اندر حیا کی فکر نہ ہو۔ (۳) بناؤ سنگار کرکے معاشرے میں بے حیائی پھیلانے والی عورت۔

یہ تینوں اشخاص اللہ پاک کی رحمت سے محروم ہوں گے اور جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

عورت کا فتنہ، خون کے اندر

عورتوں کا فتنہ آج ہمارے اندر خون کی طرح سرایت کر رہا ہے، اس کی فکر کرنی ہے، تب ہی ایمان بچے گا

؛اس لیے کہ نمازی، حاجی، تہجد گزار سب کے سب عورت کے فتنے میں سر سے لیکر پاؤں تک غرق ہیں۔ یاد رکھیں! آقا مدنی ﷺ نے فرمایا ہے: ''الحیاءُ والایمانُ قرنا جمیعاً فاذا رفع احدھما رفع الآخر''۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، ج ۳/ص ۵۲)

ایمان اور حیا دونوں ساتھ ساتھ رہتے ہیں (چلتے ہیں)؛ جہاں سے حیا اٹھ (ختم ہو) جاتی ہے؛ وہاں سے ایمان بھی اٹھ (ختم ہو) جایا کرتا ہے۔

اس لیے اس کی فکر ہو کہ کس طریقے سے اپنے گھروں، محلوں، سوسائٹیوں، دفتروں اور فیکٹریوں میں ہم حیا والے ماحول کو کتنا قائم کر سکتے ہیں، ہم اس کے ذمہ دار ہیں؛ جتنا ہم کر سکتے ہیں، اتنا تو کریں؛ اگر ہم نے اس میں کوئی کوتاہی کی، تو بے حیائی اور فتنے کے فروغ میں ہم بھی برابر کے حصہ دار رہوں گے۔

۞......۞......۞

ارتدادی فتنے

عیسائی مشنریوں کا فتنہ

فتنۂ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں

فتنۂ ارتداد اور ہماری ذمہ داریاں

استخفافِ دین واستہزائے احکامِ شریعت کا فتنہ

عیسائی مشنریوں کا فتنہ

مولانا سید احمد ومیض ندوی

اس دنیا میں حضرت انسان پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں، لیکن ان ساری نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایمان ہے اور اس نعمت سے صرف مسلمان ہی بہرہ ور ہیں؛ آسمانی کتابوں سے محروم قوموں کا تو ایمان سے کوئی واسطہ ہی نہیں، لیکن مسلمانوں کے علاوہ دیگر آسمانی کتابوں کی حامل قومیں بھی ایمان سے محروم ہیں، اس لیے کہ آخری نبی ﷺ کی بعثت کے بعد ساری انسانیت کے لیے آپ ﷺ کو آپ کی شریعت کو ماننا ضروری ہے۔

خاتم الانبیاء ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو اس زمانے کے یہود ونصاریٰ کو یقین تھا کہ آپ ﷺ خدا کے برحق نبی ہیں، یہودی بار بار اس کا حوالہ بھی دیا کرتے تھے، لیکن جب مدینہ کے یہودیوں کو معلوم ہوا کہ آخری نبی ﷺ بنی اسرائیل کے بجائے بنی اسماعیل میں مبعوث ہو چکے ہیں تو خاندانی تعصب کی وجہ سے آخری نبی ﷺ اور ان پر ایمان لانے والے مسلمانوں کے وہ سخت دشمن ہو گئے، اس طرح یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمنی اسلام کے ابتدائی دور سے چلی آرہی ہے۔

یہود ونصاریٰ کو مسلمانوں کے سلسلے میں جو چیز سب سے زیادہ پریشان کرتی ہے، وہ مسلمانوں کے پاس پائے جانے والا ایمان کا سرمایہ ہے، اس ایمان کے سرمائے کی قیمت کا انہیں اچھی طرح اندازہ ہے؛ اس

لیے شروع ہی سے یہود ونصاریٰ کی کوشش رہی ہے کہ مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو ایمان کے سرمائے سے محروم کیا جائے ،ان کی اس شدید تمنا کا ذکر قرآن ان الفاظ میں کرتا ہے :{ود کثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ماتبین لھم الحق} (البقرۃ) بہت سے اہل کتاب کا دل چاہتا ہے کہ کسی طرح تم کو پھیر کر مسلمان ہونے کے بعد کافر بنادیں یہ سب اپنے دلی حسد کے ،بعد اس کے کہ ان پر حق واضح ہو چکا۔

آیت میں صاف بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو مرتد کرنا اورانہیں ایمان سے محروم کرنا یہود ونصاریٰ کی دلی تمنا ہے۔حضور ﷺ کے زمانے میں بعض یہودیوں کی طرف سے جب مسلمانوں کو ایمان سے پھیرنے کی خفیہ تدبیریں کی جانے لگیں،توفوراً اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعہ متنبہ فرمایا؛ یہ صورتحال جس طرح اسلام کے ابتدائی دور میں تھی موجودہ دور میں عالمگیر سطح پر پائی جارہی ہے۔

چنانچہ مسلمانوں کو ایمان سے محروم کرنے کے لیے یہود ونصاریٰ کی جانب سے منصوبہ بند کوششیں ہورہی ہیں؛ گذشتہ چند برسوں سے یہودیوں کی جانب سے تحریفِ قرآن کی ناپاک کوشش کی جارہی ہے ،انٹرنیٹ پر من گھڑت سورتیں پیش کی گئیں ،اس سے قبل تحریف شدہ قرآنی نسخوں کو بڑی تعداد میں چھپوا کر عام کرنے کی سازش بھی کی گئی۔مسلمانوں کو ایمان سے محروم کرنے کی سازش دو محاذوں سے کی جارہی ہے: پہلا عمومی محاذ ایمان کو کمزور کرنے کا ہے،جس کے لیے بے حیائی اور فحاشی کا حربہ استعمال کیا جارہا ہے؛چوں کہ بے حیائی سے ایمان کمزور پڑ جاتا ہے،اس لیے مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ہر گھر کو فحاشی کا اڈہ بنایا جارہا ہے؛ دوسرا محاذ پورے طور پر ایمان سے محروم کرنے کا ہے،جس کے لیے عیسائی مشنریاں پوری طرح سرگرم ہیں ،سارے عالم میں عیسائی مشنریوں کا جال پھیلا دیا گیا ہے۔

عیسائی مشنریوں کی سرگرمیوں کا کچھ اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے،جو گذشتہ دنوں روزنامہ منصف کے نقوش سپلیمنٹ میں شائع ہوئی ہے،جس کے مطابق پوری دنیا میں عیسائی تنظیموں کی تعداد 23300 تک پہنچ گئی ہے،ان میں سے 4500 تنظیموں کا کام عیسائی سازوں کو مختلف ملکوں میں بھیجنا ہے۔3100 تنظیمیں ماہنامے اور سہ ماہی رسالے نکالتی اور ایک لاکھ چالیس ہزار اسکولوں کی نگرانی کرتی ہیں؛جہاں چھ ملین مسلمان طلبہ زیر تعلیم ہیں۔عیسائی سازوں کو تعلیم وتربیت دینے کے لیے پانچ سو یونیورسٹیاں اور 1490 الہیاتی اسکول کام کررہے ہیں اور 4450 سے زائد آڈیو ویڈیو تبشیری چینل کام کررہے ہیں؛وہ ہر سال چار سو سینتالیس

ملین گھنٹے عیسائیت کا پرچار کر رہے ہیں، یہ کام چونسٹھ سے زائد زبانوں میں ہو رہا ہے، اس کے سامعین اور شکار ہونے والوں کی تعداد 619 ملین انسانوں تک پہنچ گئی ہے۔ (روزنامہ منصف ۱۷/۱۱ اکتوبر ۲۰۱۴ء)

یہ تو عیسائی مشنریوں کی عالمی سرگرمیوں کا جائزہ ہے، اس طرح کی رپورٹیں جب ہمارے سامنے آتی ہیں تو ہم یہ کہہ کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ چلو یہ سب دوسرے ملکوں میں ہو رہا ہے، ہم تو اس سے محفوظ ہیں، جب کہ خود ہندوستانی مسلمانوں کے لیے بھی عیسائیت کا شدید خطرہ درپیش ہے، جس سے ہم چشم پوشی کئے جا رہے ہیں۔ ارتداد کا یہ فتنہ اب ہمارے دروازوں کو دستک دیتا نظر آ رہا ہے؛ نہ صرف یہ کہ اس فتنہ سے خستہ حال دیہاتی مسلمان متاثر ہو رہے ہیں، بلکہ شہری مسلمان بھی اس کی لپیٹ میں آ رہے ہیں، اس وقت ہندوستان میں ارتداد کی دو تحریکیں سرگرم ہیں: ایک عیسائی مشنریاں اور دوسرے قادیانی حضرات، جنہیں یہود و نصاریٰ کی شروع سے سرپرستی حاصل ہے۔ آندھرا پردیش کے مختلف شہروں سے اب یہ خبریں بار بار سننے میں آ رہی ہیں کہ وہاں عیسائی مشنریاں مذہب کو مخفی رکھ کر رفاہی کاموں اور قرض کی اسکیموں کی شکل میں خواتین کو رجھانے میں مصروف ہیں۔ نظام آباد میں یہ فتنہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے، شیر مولا نامی تنظیم عورتوں کو معمولی قرض فراہم کر کے انہیں عیسائیت سے قریب کر رہی ہے، اس سلسلہ میں گدوال کے مولانا محمد حسین نے کرنول اور اس کے مضافات میں پیش آئے حالات کی مشاہداتی رپورٹ مجلس علمیہ کے ترجمان ماہنامہ ''ضیاء علم'' میں شائع کی ہے، جس میں وہ شیر مولا تنظیم کے طریقہ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس تنظیم کے کارکن مسلمان محلوں میں برائے نام سود پر قرض کی پیشکش کرتے ہیں، جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ پانچ پانچ عورتوں کا ایک گروپ بنا کر ان میں ایک ذمہ دار بناتے ہیں، ان پانچوں کو فی کس پانچ یا چھ سات ہزار روپے بطور قرض دیتے ہیں، جس کو قسطوں میں ادا کرنا پڑتا ہے۔

قرض دینے سے پہلے پندرہ دن تک ان کا ایک نمائندہ مخصوص مقامات پر آتا ہے، اس کے آنے سے پہلے خواتین جمع ہو جاتی ہیں، اس کے آنے کے بعد اس کے لیے احتراماً کھڑا ہونا ضروری ہے؛ اس کے بعد وہ ایک عہد نامہ تلگو میں یاد کراتا ہے، جس کا مضمون تقریباً یہ ہوتا ہے کہ ''ہم یہ روپیہ لے کر اپنے گھر کی ترقی اور اپنی زندگی کی ترقی اور اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ کریں گے، ہماری اس بات کا خدا گواہ ہے'' جتنی عورتیں قرض لیتی ہیں، ان سب کو یہ عہد نامہ یاد کرایا جاتا ہے، اور انہیں انگریزی میں دستخط کرنی سکھائی جاتی ہے، اس میں سوائے خواتین کے اور کسی کو چاہے شوہر یا بچہ ہو آنے کی اجازت نہیں، اس کے بعد اقرار نامہ پر دستخط کئے جاتے ہیں، اور اس کے بعد شوہر اور بیوی کی مشترکہ تصویریں دینا ضروری ہوتا ہے؛ اقرار نامہ پر خاص باتیں یہ درج ہیں

:(۱) ہم ہر ہفتہ میٹنگ میں پابندی سے حاضر ہو کر قرض کی رقم ضرور ادا کریں گے؛ یہ پہلی شرط انتہائی اہم ہے ؛میٹنگ دراصل اپنی تعلیمات کے مطابق ذہن سازی کرانے کا ہفتہ واری اجتماع ہوتا ہے، اس میں مذہب کا نام لیے بغیر اخلاقی باتیں ذہن نشیں کرائی جاتی ہیں، اس عمل پر ہر ہفتہ آدھا ایک گھنٹہ لگتا ہے، غالباً قرض کی اس اسکیم چلانے کا مقصد خواتین سے ہر ہفتہ پابندی سے وقت لینا ہے۔(۲) آئندہ SML کے طریقے بدل جائیں تو ہم ان کو سمجھ کر ان کے مطابق عمل کریں گے، یہ SML اس ادارے کے نام کا مخفف ہے، اس کے کچھ ابتدائی طریقے بتائے جاتے ہیں اور آئندہ طریقوں کی تبدیل پر عمل آوری کا اقرار لیا جاتا ہے۔(۳) ہم اسٹاف کا احترام کریں گے اور ان کے ساتھ عزت سے پیش آئیں گے۔(۴) ممبر خاتون کا شوہر یا کوئی اور اسٹاف سے بد تہذیبی سے پیش آئے تو ہم اسٹاف کی طرف داری کریں گے، ان دو اقراروں میں اسٹاف کی طرفداری کا اقرار لیا جاتا ہے۔

(ماہنامہ ''ضیائے علم'' ستمبر ۲۰۰۴ء)

مذکورہ رپورٹ کرنول اور اس کے مضافات کے حالات کے پس منظر میں مرتب کی گئی ہے، یہ حالت نظام آباد اور دیگر علاقوں کا بھی ہے۔(اور راجمنڈری، وجے واڑہ، ایسٹ گداوری، وشاکھاپٹنم وغیرہ کے حالات تو انتہائی ابتر ہیں) عیسائی مشنریوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے سلسلے میں امت مسلمہ خواب غفلت کا شکار ہے ،اس طرح کی رپورٹوں کو سن کر بہت سے مسلمان یوں کہہ کر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ایسی باتیں تو ہوتی رہتی ہیں ،اس سے کچھ نہیں ہوگا؛ بعض مسلمانوں کا یہ مغالطہ ہے کہ عیسائی مشنریوں کا شکار صرف ہریجن اور آدیواسی طبقہ ہو رہا ہے؛ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف دیہاتوں کے غریب مسلمان عیسائیت کا شکار ہو رہے ہیں، بلکہ دین کی جانکاری رکھنے والے مسلمان بھی ان کے جال میں پھنس رہے ہیں؛ عیسائی مبلغین بڑے ہی شاطرانہ انداز میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں، جس سے بہت سے مسلمان غیر شعوری طور پر عیسائیت سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ مثلاً دیدہ زیب عیسائی کتابوں پر مسجد یا مینار یا رحل وقرآن کی تصویر ہوتی ہے، نیز مصنف کتاب اور ادارے کا نام بھی مسلمانوں جیسا ہوتا ہے، جن کو پڑھ کر عام مسلمان اسلامی کتابیں خیال کرنے لگتا ہے۔ان کی چند اردو کتابوں کے نام اس طرح ہیں: ہم دعا کیسے کریں؟ نصرۃ الحق قرآن شریف اور انجیل شریف میں صلیب ،زندگی کا نصب العین وغیرہ؛ ان کتابوں کو دیکھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو اسلامی کتابوں کا گمان ہونے لگتا ہے۔

عیسائی مشنریاں کس قدر سرگرم ہیں، اس پر روشنی ڈالتے ہوئے احمد دیدات لکھتے ہیں: ''اب تک اسلام کے خلاف عیسائی مبلغین کی ساٹھ ہزار سے زیادہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں؛ افریقہ کی ۱۰۷ زبانوں میں

مکمل بائبل کی اشاعت ہوئی ہے، افریقہ میں انہوں نے بائبل کے آٹھ لاکھ نسخے صرف ایک سال میں تقسیم کئے ،دنیا بھر میں ستر ہزار ایسے عیسائی مبلغین کام کر رہے ہیں جو عام لوگوں کے بھیس میں ہیں۔

اسی طرح عیسائی حضرات اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے گرجا گھروں کے بجائے اسکولوں اور اسپتالوں کو استعمال کرتے ہیں؛ چنانچہ مختلف مقامات پر مشن اسکول اور ہسپتال کھول دئے گئے ہیں؛ جہاں ہر قسم کا آدمی پہنچ جاتا ہے اور تعلیم اور علاج کی راہ سے اسے بتدریج عیسائیت کے قریب لایا جاتا ہے،اس کے علاوہ مبلغین اپنی کتابوں میں قرآن اور حدیث کے حوالے بھی پیش کرتے ہیں اور آیات واحادیث سے غلط استدلال کرکے عیسائیت کی حقانیت ثابت کی جاتی ہے اور اس طرح کا لٹریچر مختلف اسلامی زبانوں میں گھر گھر پہنچایا جاتا ہے؛ عام جلسوں میں تقسیم کیا جاتا ہے،مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے عیسائی مبلغین مسلمانوں جیسے نام اور ان جیسا لباس اختیار کرتے ہیں؛ بعض تو اپنے آپ کو عالم و فاضل اور بڑے اسلامی مدرسوں کے سند یافتہ بھی بتاتے ہیں؛ جبکہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

فتنۂ قادیانیت اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا سید احمد ومیض ندوی

اللہ تعالی نے انسانوں کی ہدایت کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ شروع فرمایا؛ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کا ایک طویل سلسلہ چلا، جب جب انسانیت اپنے خالق حقیقی کو فراموش کر کے گمراہی کا شکار ہوئی، اللہ رسولوں کی شکل میں راہ دکھانے والی ہستیوں کو بھیجتا رہا، پچھلی قوموں میں مختلف علاقوں میں بیک وقت کئی کئی رسول مبعوث کیے جاتے تھے اور ان کی رسالت و شریعت کا دائرہ محدود ہوا کرتا تھا؛ ایک نبی کے گزر جانے کے بعد جب قوم گمراہی اختیار کرتی تو دوسرا نبی بھیجا جاتا، اس طرح نبوت کا سلسلہ جاری رہا؛ بالآخر اللہ تعالی نے اپنے دین کی تکمیل فرما کر آخری نبی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر ایسی کتاب نازل فرمائی ،جس میں قیامت تک کے لئے انسانیت کے سارے مسائل کا حل رکھ دیا گیا ،پچھلے انبیا کا علاقہ محدود ہوا کرتا تھا،لیکن جب آخری نبی کو بھیجا گیا ،تو وحی کے ذریعہ

اعلان کردیا گیا کہ یہ سارے عالم کا نبی ہے "لیکون للعلمین نذیرا"۔(الفرقان:۱) "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" (الانبیاء:۱۰۷) اسی طرح پچھلے انبیاء کی قوم متعین ہوا کرتی تھی، آخری نبی بھیجا گیا تو کہہ دیا گیا کہ آپ سارے انسانوں کے نبی ہیں "یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" (الاعراف:۱۰۸) پہلے ایک وقت میں کئی نبی ہوا کرتے تھے اور سب کی شریعتیں نافذ تھیں، آخری نبی کی آمد کے ساتھ ساری شریعتیں منسوخ کردی گئیں اور ایک دین کو سب پر غالب کردیا گیا "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" (الفتح:۱۲۸) آخر کار سنہ ۵ ہجری میں صاف اعلان کیا گیا کہ آپ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نئے نبی یا کسی نئی شریعت کی ضرورت ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی "ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (الاحزاب:۴۰) یہاں تک کہ حجۃ الوداع میں دوٹوک انداز میں کہہ دیا گیا کہ اب دین اپنی تکمیل کے اس مرحلہ کو پہنچ چکا ہے کہ اس کے بعد کسی نئی شریعت یا نئے دین کی ضرورت نہیں" الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا" (المائدہ:۳۳)

دین کی تکمیل کے بعد نبوت کے سلسہ کو ہمیشہ کے لیے بند کردیا گیا، پھر کار نبوت کی ذمہ داری امت پر ڈالدی گئی اور امت مسلم سے کہا گیا: کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تو ئمنون باللہ (آل عمران:۱۱۰) اس طرح دین کی تکمیل کے ساتھ کارنبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کردیا گیا اور ہر مسلمان پر ضروری کردیا گیا کہ وہ رسول اکرم ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کا ایسا ہی یقین رکھے؛ جیسا آپ کی رسالت پر یقین رکھتا ہے؛ چنانچہ عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کا ایک مسلم عقیدہ بن گیا، جس کا منکر خارج از اسلام قرار دیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد امت میں سب سے زیادہ جس راستے سے ارتداد آیا، وہ یہی راستہ ہے، رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں اس اندیشہ کو محسوس کرلیا تھا؛ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو متنبہ بھی فرمایا تھا کہ "میرے بعد ۳۰/ ایسے جھوٹے آدمی پیدا ہوں گے، جن میں کا ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعوی کریگا؛ حالاں کہ میں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں" (ابو داؤد: کتاب السنن) آپ ﷺ نے بار بار اپنے صحابہ کو تاکید کی کہ وہ اس سلسلہ میں چوکنا رہیں، رسول اکرم ﷺ کے زمانہ ہی میں ایک جھوٹا اس کی جرأت کر بیٹھا، جس کو مسیلمہ کذاب کے نام سے جانا جاتا ہے؛ عہد نبوت اور خلفائے راشدین کے زمانہ

میں مجموعی طور پر چار مدعیان نبوت ظاہر ہوئے (۱) مسیلمہ کذاب (۲) اسود عنسی (۳) طلیحہ بن خویلد (۴) سجاح بنت خویلد؛ رسول اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین نے بڑی سختی سے ان کی سرکوبی کی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے جھوٹے نبیوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا ارادہ فرمایا۔

امت کی چودہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی جھوٹی نبوت کا معاملہ پیش آیا، اسے فوراً دبا دیا گیا اور اسکا دائرہ زیادہ وسیع نہ ہوسکا، چودہ سو سال کے اس طویل عرصہ میں ختم نبوت کا مسئلہ ایک اجماعی عقیدہ کی حیثیت سے متعارف رہا؛ تا آنکہ چودھویں صدی میں پنجاب کے علاقہ قادیان سے ایک مرتبہ پھر عقیدۂ ختم نبوت کو چیلنج کیا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک ایسے عقیدہ کے خلاف (جس کا ثبوت ایک سو سے زائد احادیثِ نبویہ ﷺ سے ہوتا ہے اور جس پر ساری امت کا اجماع ہے) آواز اٹھائی۔

مرزا کی زندگی کے تین دور ہیں، پہلے دور میں وہ عام مسلمانوں کی طرح اسلامی عقائد پر کاربند رہا، انبیا واولیا سے عقیدہ رکھتا تھا؛ دوسرے دور میں اس نے مجدد ومہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اس دور میں بھی وہ ختم نبوت کا اقرار اور دعوۂ نبوت کا انکار کرتا تھا؛ تیسرے دور میں وہ بہت ہی تدریج کے ساتھ راستہ ہموار کرتے ہوئے نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا، حتیٰ کہ خود کو تمام انبیا سے فائق گردانے لگا، ابتداء میں مرزا نے اسلام کے دفاع میں براہینِ احمدیہ کتاب لکھی، اس میں لوگوں کی ذہن سازی کے لیے الہامات ومناجات کا سہارا لیا؛ جب راستہ کچھ ہموار ہوتا نظر آیا تو بتدریج ترتیب سے آگے بڑھنے لگا، ۱۸۹۰ء تک مسیح موعود سے مماثلت کا دعویٰ کرتا رہا، ۱۸۹۱ء میں حکیم نور الدین نے مرزا کو اپنے مسیحِ موعود ہونے کے اعلان کا مشورہ دیا اور مسیحِ موعود کی احادیث کی جاہلانہ تاویل اور الہامات کا سہارا لیا گیا ۱۹۰۰ء میں عبدالکریم نامی شخص نے آخر مرزا کی نبوت کا اعلان کردیا، اس کے بعد ۲۵/ مئی ۱۹۰۰ء میں مرزا نے ایک الہام شائع کیا، جس کا مضمون تھا: ''مجھے الہام ہوا ہے کہ جو شخص پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا ہوگا۔'' (براہین احمدیہ: ۵/۸۲، ۸۳)

مرزا نے کل ۸۳/ کتابیں تحریر کیں ۱۸۶۵ء سے ۱۹۰۱ء تک ۴۹/ کتابیں لکھیں اور ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۸ء انتقال تک ۳۴/ کتابیں، ابتدائی دور کی ۴۹/ کتابوں میں اس نے مسیحِ موعود ہونے کا اعلان کیا، دوسرے دور کی کتابوں میں نبوت کے دعویٰ پر زور دینے لگا۔

دنیا میں اس وقت ان گنت مذاہب اور اسلام سے خارج فرقے پائے جاتے ہیں، جن کے باطل

ہونے کا ہر مسلمان کو یقین ہے، اگر قادیانیت بھی ایک باطل اور غیر اسلامی مذہب کی طرح خود کو ظاہر کرتی، تو اس میں کوئی حرج نہ تھا، لیکن مصیبت یہ ہے کہ قادیانیت اسلام کے خلاف بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک مستقل دین ہونے کے باوجود خود کو ایک اسلامی فرقہ کی حیثیت سے پیش کرتی ہے؛ جس سے سادہ لوح مسلمان قادیانیت کی جال میں آکر اپنے ایمان کو خیرباد کردیتے ہیں، اس لئے قادیانیت کے سلسلے میں بنیادی طور پر یہ بات ذہن نشین کرنی ہے کہ، وہ نبوت محمدیہ ﷺ کے خلاف بغاوت اور اسلام کے متوازی ایک مستقل دین ہے؛ جس کا اپنا کلمہ، اپنا کعبہ، اپنی مسجد اقصیٰ اور اپنا حج تک ہے۔ قادیانیت کا اسلام سے کوئی فروعی اختلاف نہیں، بلکہ اصولی اختلاف ہے، عام مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے مرزا کی ان تحریروں کو پیش کیا جاتا ہے؛ جو دور اول کی ہیں، جن میں اس نے ختم نبوت کا اقرار کیا ہے، لیکن جب مسلمان ان کے قریب ہوجاتے ہیں، تو پھر آہستہ آہستہ ذہن سازی کی جاتی ہے، قادیانیت کا اسلام سے کس قدر کھلا اختلاف ہے اس کا اندازہ ان تحریروں سے لگایا جاسکتا ہے جن میں مرزا کے نہ ماننے والوں پر کفر کا فتوی لگایا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ تحریر ہے: ''کفر دو قسم پر ہے، اول یہ کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو نہیں مانتا اور دوسرا یہ کہ مثلا وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا'' (حقیقۃ الوحی: ۱۲۴) اسی طرح ایک جگہ خلیفہ قادیان میاں محمود لکھتا ہے: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح کا نام بھی نہ سنا وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں''۔ (آئینۂ صداقت: ۳۵)

عموماً قادیانی مبلغین مسلمانوں کو قادیانیت کی دعوت دیتے ہوئے مرزا کے ان دعوؤں کو پردۂ خفا میں رکھتے ہیں، جن کی کسی سلیم العقل انسان سے توقع نہیں کی جاسکتی؛ مرزا مجدد و مہدی اور مسیح موعود سے لیکر خود کو خدا کے مثل کا خطاب دینے تک سے نہیں چوکا؛ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے: ''اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں میکائیل کے لفظی معنی ہیں: ''مانند خدا'' (حاشیہ اربعین: ۳/۳۰) کہیں وہ خود کو سیدالانبیا سے افضل قرار دیتا ہے، ایک جگہ تحریر ہے: ''اس کے (نبی کریم) لئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا، اب کیا تو انکار کریگا؟'' (اعجاز احمدی: ۷۱) وہ نہ صرف محمد عربی پر نبوت ختم ہونے کا انکار کرتا ہے؛ بلکہ خود پر ختم نبوت کا مدعی ہے، چنانچہ لکھتا ہے: ''اس امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں ہیں'' (حقیقت الوحی: ۱۹۱) یہی نہیں بلکہ اس نے خود کو ہر مذہب کے ماننے والوں کا مقتدا قرار دیا، کہیں وہ کہتا ہے: ''کرشن اوتار ہوں'' (وحی

مقدس تذکرہ:۳۸۱) کہیں خود کو گوپال قرار دیتا ہے۔(تذکرہ:۳۸۱) کہیں لکھتا ہے کہ:''کرشن جی نے اپنا چہرہ مجھ کو دیدیا ہے'' (وحی مقدس:۳۸۱) کہیں اپنی امت کو بنی اسرائیل اور خود کو اسرائیل کہتا ہے۔(وحی مقدس:۵۳۳)

اس وقت مسئلہ عقیدۂ ختم نبوت یا مرزا کے جھوٹ کو علمی انداز میں ثابت کرنے کا نہیں ہے،اسکوتو ہمارے علمانے دو اور دو چار کی طرح واضح کردیا ہے اور اس مسئلہ کے ہر پہلو کا جائزہ لیا ہے،اس وقت اصل مسئلہ ان ہزاروں مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کا ہے؛جنہیں قادیانیت کا سیلاب بہالے جارہا ہے اور روہ آئے دن ارتداد کا شکار ہوتے جارہے ہیں،اس وقت سارے عالم میں قادیانیت کی اشاعت وتبلیغ کے لیے ہر طرح کے وسائل جھونکے جارہے ہیں اور چونکہ روزاول ہی سے قادیانیت کوانگریزوں اور یورپی ملکوں کی سرپرستی حاصل رہی ہے،اس لیے بڑی طاقتوں کے سہارے ابلاغ وترسیل کے انتہائی ترقی یافتہ ذرائع قادیانیت کے لیے استعمال کیے جارہے ہیں؛قادیانیوں کی عالمگیر ارتدادی سرگرمیوں کا اندازہ اس رپورٹ سے لگایا جاسکتا ہے،جس کو پاکستان کے ہفت روزہ ''ندائے ملت'' نے شائع کی ہے گو کہ یہ رپورٹ طویل ہے،لیکن حقائق کا صحیح اندازہ لگانے کے لیے اس سے واقفیت ضروری ہے،اس لیے طوالت کے باوجود یہاں اس کے بڑے حصے کو نقل کیا جاتا ہے:

''بعض اطلاعات کے مطابق دنیا کے تقریباً ۱۵۰ رملکوں میں قادیانیوں کا منظم اور مربوط نیٹ ورک موجود ہے اور تمام غیر اسلامی ممالک میں مرزا طاہر کو وی آئی پی کا پروٹوکول ملتا ہے اور بعض ملکوں میں تو یہ پروٹوکول کسی سربراہ مملکت کو ملنے والے پروٹوکول سے کم نہیں ہوتا ہے اور ۱۹۸۹ء میں قادیانیوں نے صد سالہ جشن کے موقع پر اپنے ارکان میں جشن صد سالہ کارکردگی کے حوالہ سے ایک ضخیم میگزین تقسیم کیا،جس میں قادیانیوں کے ۱۲۰ رممالک میں اہم مراکز اور دعوت وتبلیغ کے نیٹ ورک کی تفصیلات درج تھیں؛تازہ رپورٹوں کے مطابق ۱۵۰ رممالک میں باقاعدہ مضبوط مراکز اور ذیلی ادارے قائم ہیں،جن کو مختلف بر اعظموں کے لیے ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں؛مرزا طاہر احمد کی نگرانی میں جن ممالک میں قادیانیوں کے اہم مراکز کام کررہے ہیں،ان میں خاص طور پر سائبریا،گھانا،گیمبیا،انڈونیشیا،نجیمان،فیجی،آئیوریکوسٹ،لندن،گلاسکو(برطانیہ) فرینکفرٹ ،(جرمنی)،کومباتی (سینیگال)،سویڈن،ایمسٹرڈم،(ہالینڈ) بنگلہ دیش،نیویارک،جاپان،ویسٹ جاوا،ملائشیا،سنگاپور،روزہال،ماریشس،سمیول،ناروے،سیرالیون،اور نائجیریا جیسے ممالک شامل ہیں۔مرزا

طاہر احمد او رہزاروں قادیانی خدام یورپ اور افریقہ میں مسلمانوں بستیوں میں جاکر کالجوں اور یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں وہاں کی حکومتوں کی اجازت سے مسلمان بچوں کولکچر دے کر قادیانیت کو بطور حقیقی اسلام متعارف کراتے ہیں؛ برطانیہ سے موصولہ بعض اطلاعات کے مطابق برطانیہ کی مختلف بستیوں میں مرزا طاہر احمد کی صدارت میں کئی مخلوط ڈنر منعقد کیے جاتے ہیں؛ جن میں قادیانی مرد وخواتین کے ساتھ انگریز مرد وخواتین شریک ہوتے ہیں؛ ان تقریبات میں قادیانی اسلام کو ایک آزاد اور سیکولر مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں، جس کے باعث برطانیہ کی اہم شخصیات اور پارلیمنٹرین بھی ایسی پارٹیوں میں عام طور پر شریک ہوتے ہیں، ایک رپورٹ کے مطابق جرمنی اور برطانیہ میں قادیانیوں کے سالانہ اجتماعات کے تمام اخراجات جو کروڑوں ڈالر میں ہوتے ہیں، وہ غیر مسلم ادا کرتے ہیں، بعض رپورٹوں کے مطابق افریقی ممالک کے سینکڑوں دیہات قادیانی مذہب قبول کر چکے ہیں، ان بستیوں کے لوگوں کو اسلام کے نام پر قادیانیت میں شامل کیا جا رہا ہے، غیر مسلم مرزا طاہر احمد کو مسلمانوں کا پوپ جان پال کہتے ہیں، بعض رپورٹوں میں اس خدشہ کا اظہار کیا جا رہا ہے، کہ قادیانی مختلف ممالک میں جو قرآن پاک کے نسخے تقسیم کر رہے ہیں، وہ تحریف شدہ ہیں، گزشتہ پندرہ برسوں میں مرزا طاہر احمد ایک سو سے زائد ملکوں کے اعلیٰ حکام سے ملاقات کر کے قادیانیت کی تبلیغ کے لیے تعاون حاصل کر چکا ہے، ذرائع کے مطابق پاکستان کے علاوہ تقریباً ۱۰۰ رممالک میں ایک باقاعدہ شیڈول کے مطابق ایسے اسکولوں میں مرزا طاہر احمد کے دوروں کا انتظام کیا جاتا ہے؛ جہاں مسلمان بچوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، وہاں مرزا طاہر احمد کی سرپرستی میں بچوں میں تحائف کے ساتھ اسلامی کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں، جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی اور مسلمانوں کی مقدس ترین ہستی کے طور پر متعارف کرایا جاتا ہے، مرزا طاہر احمد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ، برطانیہ، جرمنی اور سنگاپور میں ان کی عالیشان رہائش گاہیں ہیں، مذکورہ چاروں رہائش گاہوں کے ساتھ ان کا جدید سٹیلائٹ سسٹم موجود ہے؛ جہاں سے وہ پاکستان اور ہندوستان سمیت تقریباً ۵۰ رممالک میں سٹیلائٹ کے ذریعہ براہ راست خطاب کرتے ہیں، بعد ازاں ان کے خطاب کی لاکھوں آڈیو، ویڈیو کیسٹس دنیا کے مختلف ممالک میں جاری کی جاتی ہیں۔

(ہفت روزہ ندائے ملت، لاہور، بحوالہ الفرقان، لکھنؤ: جون ۲۰۰۰)

مذکورہ رپورٹ سے قادیانیت کے سیلاب کی شدت کا اندازہ کچھ زیادہ مشکل نہیں، خود ہمارے ملک

ہندوستان میں قادیانیت کا زور جیسا بڑھتا جارہا ہے، وہ دینی حلقوں کے لیے بڑی فکرمندی کی بات ہے؛ پچھلے زمانہ میں خال خال سننے میں آتا کہ فلاں شخص قادیانی نظریات کا حامل ہے، لیکن آج صورتِ حال بالکل بدل گئی ہے؛ ایسے بیشتر دیہات جہاں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے اور جہاں تک کوئی دعوتی تحریک پہنچ نہیں پاتی؛ وہ قادیانیت سے متاثر ہیں، آندھرا پردیش کے ساحلی اضلاع قادیانیت سے سب سے زیادہ متاثر ہیں، حتی کہ شہروں میں بھی مختلف مقامات پر کالج اور اسکول کے طلبا کو قادیانیت سے قریب کیا جارہا ہے۔

ارتداد کے اس امڈتے ہوئے سیلاب میں ہمیں کس قدر متحرک اور چوکنا رہنا ہے، اس کو ہر شخص محسوس کرسکتا ہے، قادیانی ارتداد کا مقابلہ کرنے کے لیے امت کے تمام طبقوں اور دینی تحریکوں کی جانب سے متحدہ اور منصوبہ بند کوششوں کی ضرورت ہے، اس سلسلہ میں سب سے پہلے مسلمانوں میں عمومی شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے، اس طور پر کہ معمولی علم رکھنے والا مسلمان بھی قادیانیت کے اسلام کے خلاف بغاوت ہونے کا پختہ شعور رکھے، اس ارتداد کو روکنے کی ذمہ داری ہر مسلم فرد پر عائد ہوتی ہے، یہ صرف علما ہی کا کام نہیں ہے، ایک عام مسلمان بھی علما کی سرپرستی میں ردقادیانیت کے سلسلہ میں معاون بن سکتا ہے۔

فتنۂ ارتداد اور ہماری ذمہ داریاں

مولانا سید احمد ومیض ندوی

''رائلسیما کی کل آبادی کا ۳۵ فیصد حصہ جو مسلمانوں پر مشتمل ہے، عیسائی مشنریوں کی مکمل گرفت میں ہے۔ عیسائی تنظیمیں اس علاقہ کے بیسیوں مسلم گھرانوں کو مرتد بنا چکی ہیں۔'' ''کڑپہ سے ۸۰ رکلومیٹر دور واقع موضع پولم پیٹ میں ایک مسلم خاندان مرتد ہوگیا، یہاں شہرت علی اور اس کی ہمشیرہ ریحانہ اور والدہ مرتد ہوچکے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی دن ورات محنت ہورہی ہے۔'' ''کڑپہ کے احمد پیر جن کی ابتدائی تعلیم مشنری اسکول میں ہوئی وشاکھاپٹنم میں ایم بی بی ایس کی تکمیل کے دوران رازدارانہ طور پر عیسائیت اختیار کرلی'' ۔''کڑپہ کے مختلف دیہاتوں کی کئی مسلم خواتین ہر جمعہ اور اتوار کو چرچ جارہی ہیں''۔ ''راجمندری کے مقبول اور

کڑپہ کے کالے شاہ مستان کی کوششوں سے کڑپہ کے تلک نگر محلہ میں ایک مسلم خاندان نے عیسائیت اختیار کرلی ؛مقامی چرچ میں ہر جمعہ اور اتوار کو تقریباً ''مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ناپاک کوششوں میں صرف ضلع کڑپہ میں 3000 سے زائد عیسائی مصروف ہیں''۔''ایک پادری نے ایک مسجد کے امام وخطیب کو عیسائیت قبول کرنے کا مشورہ دے ڈالا''۔مستقر کرنول کا وجئے کمار ایک مسلم خاتون سے شادی کر کے امیر حیدر نگر کالونی میں عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔''

یہ تو وہ علاقے ہیں جہاں مسلمانوں کا کچھ زور اور کچھ مسلمانی ہے،لیکن آندھرا کے وہ علاقے جو علما اور مدارس سے خالی ہیں؛وہاں جس آسانی اور تیزی کے ساتھ عیسائی اور قادیانی مشنری کام کررہی ہے،وہ باعث صد افسوس اور بڑی فکر کی بات ہے۔

(وجے واڑہ، راجمندری،وشاکھا پٹنم، وجے نگرم،سرکاکلم، ایسٹ گوداوری، ویسٹ گوداوری ان علاقوں میں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں، اور یہ بڑی تیزی اور آسانی سے وہاں کے تھوڑے بہت مسلمانوں کو بھی عیسائی اور قادیانی بنارہے ہیں۔)

مسلمان نہ صرف یہ کہ فتنۂ ارتداد سے متاثر ہوکر عیسائیت اختیار کررہے ہیں؛ بلکہ متعدد تعلیم یافتہ مسلمان عیسائیت کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف ہیں، کچھ عرصہ قبل سکندرآباد کے ایک کم سن مسلم بچے ارشد احمد کو مشنریوں کی جانب سے مشنری ہاسٹل میں لے جاکر عیسائیت اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور انکار کرنے پر اسے ظلم کا نشانہ بنایا گیا بالآخر وہ معصوم شہید ہوگیا؛اسی قسم کا ایک اور واقعہ ''مرادنگر'' میں پیش آیا کہ ایک صاحب کا بچہ لاپتہ ہوا، جو وجئے واڑہ سے چند میٹر کے فاصلے پر موجود عیسائی ہاسٹلوں میں پایا گیا؛وہ صاحب وجئے واڑہ کے قریب مشنری ہاسٹل میں پہنچے ؛جہاں انہوں نے کئی مسلم بچوں کو دیکھا۔

ریاست آندھراپردیش کے ساحلی اضلاع میں عیسائی مشنریوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیاں اب ڈھکی چھپی نہیں رہیں، ان سرگرمیوں سے متعلق اطلاعات باربار اخبارات میں شائع ہورہی ہیں؛سوال یہ ہے کیا بحیثیت مسلمان اس سلسلہ میں ہم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟خیر امت جس کی ذمہ داری، اقوامِ عالم کو اسلام کی طرف مدعو کرنا ہے، کیا اسی طرح خود اپنے بھائیوں کے مرتد ہونے کی اطلاعات سن کر خواب خرگوش کا مزہ لیتی رہے گی؟کیا مسلمانوں کے عیسائی بننے کے باوجود ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگے گی؟ ارتداد سے متعلق سب کچھ جاننے کے باوجود اگر ہم بے حسی کا شکار رہے،تو نہ صرف یہ کہ آئندہ نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی؛ بلکہ ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بھی محفوظ نہیں رہ پائیں گے؛اگر کسی مسلمان میں غیرتِ ایمانی کی

تھوڑی سی بھی رمق ہوتو ارتداد کی اطلاعات سے اس کی نیند اڑ جائے گی؛ یہ کیسی مسلمانی ہے کہ سینکڑوں مسلم بھائی مرتد ہورہے ہیں اور ہمیں ذرہ برابر احساس نہیں!!! صورتِ حال انتہائی تشویشناک ہے، اب کہنے اور شور مچانے کا وقت نہیں ہے؛ اب تو ضرورت اس کی ہے کے عوام وخواص ہر دو طبقات عملی اقدامات کے لیے آگے بڑھیں ؛ فتنۂ ارتداد کے سدِ باب کے لیے ہر مسلمان کو آگے آنے کی ضرورت ہے، اس کی سرکوبی کے لیے مکمل منصوبہ بندی کے ساتھ ہر قسم کی صلاحیتوں کے حامل مسلمانوں کو حرکت میں آنا چاہیے ۔اس سلسلہ میں امت مسلمہ کے دو طبقات پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے: ایک اہل علم اور مختلف دینی تحریکوں اور تنظیموں سے وابستہ افراد دوسرے ملت کے وہ متمول افراد، جنہیں اللہ تعالی نے دولت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے؛ ان دونوں طبقات کا اشتراک موثر نتائج پیدا کرسکتا ہے۔عام طور پر وہ مسلمان عیسائیت کا شکار ہورہے ہیں، جو دور دراز دیہاتوں میں آباد ہیں اور معاشی پسماندگی کے سبب روزگار کے مسائل سے دو چار ہیں، اس وقت ہر سال مختلف دینی جامعات سے ہزاروں کی تعداد میں علما نکل رہے ہیں، لیکن اکثر علما معاشی مسائل کے پیش نظر شہروں کا رخ کر رہے ہیں، دیہاتوں میں کام کرنے کے لیے معقول مشاہرہ کا نظم کیا جائے، تو علما کی ایک بڑی تعداد دیہاتوں میں کام کرنے کے لیے آمادہ ہوسکتی ہے؛ اس وقت سینکڑوں دینی تنظیمیں اور تحریکیں اپنے مقاصد کے تکمیل کے لیے سرمایہ اکٹھا کررہی ہیں اور ملت کے عام افراد ان کا تعاون فراہم کررہے ہیں؛ ایسے میں فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لیے لوگوں کے تعاون نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہے۔شہروں میں صاحب حیثیت مسلمانوں کی کمی نہیں ہے، اس کام کو مقصد بنا کر اہل خیر حضرات کو باقاعدہ متوجہ کرنے کی ضرورت ہے؛ متاثرہ علاقوں سے کام کا آغاز کیا جائے، ایک ایک علاقہ کا نشانہ مقرر کرکے کام کیا جائے ۔بیرونی ممالک میں برسرِ روزگار افراد سے بھی بہت کچھ تعاون لیا جاسکتا ہے، اگر ہر صاحب حیثیت مسلمان کسی نہ کسی دیہات میں امام کی تنخواہ کا ذمہ لے، تو سینکڑوں دیہاتوں میں علمائے کرام کو دعوتی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے؛ مختلف دینی تحریکیں بھی ارتداد کے سیلاب کو روکنے میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں، ان تحریکوں کو اپنے بنیادی مقاصد کے ساتھ اس کام میں بھی بھرپور حصہ لینا چاہیے، تنظیموں کے لیے یہ کام اس لیے آسان ہے کہ ان سے اہل خیر حضرات کا ایک بڑا طبقہ وابستہ ہے؛ اگر تنظیموں کے ذمہ دار اپنے کارکنوں کی توجہ اس جانب مبذول فرمائیں، تو اس کے اچھے نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

مدارس کے ذمہ دار علما اور اساتذہ بھی اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔چھوٹے چھوٹے گاؤں میں مکاتب کا قیام ہمارے اکابر کی دیرینہ تمنا تھی، اس وقت کوئی ضلع اور تعلقہ ایسا نہیں، جہاں دینی مدارس نہ ہوں، ضلعی سطح کے شہر میں تو متعدد مدارس ہوتے ہیں، ہر ضلع کے مدارس اگر اپنے ضلع کے دیہاتوں کی فکر کریں تو بہت کچھ کام ہو سکتا ہے۔دینی مدارس کا مقصد صرف تعلیم ہی نہیں ہے؛ بلکہ امت مسلمہ کی دینی ضروریات کی تکمیل اور ملت اسلامیہ کو ہر قسم کے فتنوں سے بچانا ان کا اولین ہدف ہے؛ دیوبند کے اکابر نے ابتدائی دور میں پوری قوت کے

ساتھ عیسائیت اور قادیانیت کا مقابلہ کیا تھا؛ آج جب کہ ایک بار پھر یہ فتنے سر اٹھا رہے ہیں، ہمیں اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے کمر کسنا چاہئے؛ ارباب مدارس منظم طریقہ سے فتنۂ ارتداد کے خلاف کام کر سکتے ہیں، کسی ضلع میں اگر کئی مدارس ہوں تو وہ اس ضلع کے تمام دیہاتوں کو آپس میں تقسیم کر لیں، اس وقت نہ صرف ضلعی سطح کے شہروں میں مدارس کی کافی تعداد ہے؛ بلکہ تعلقہ جات میں بھی کئی مدارس ہیں؛ حتی کہ بہت سے منڈلوں اور دیہاتوں میں بھی مدارس کا نظام چل رہا ہے۔ اہلِ مدارس جہاں مدرسہ کے اخراجات کے لئے تعاون اکٹھا کرتے ہیں؛ وہیں دیہاتوں میں ائمہ کی تقرری اور مکاتب کے قیام کے لئے بھی تعاون کی مہم چلائیں اور ہر مدرسہ اپنے اطراف کے دیہاتوں کی دینی ضروریات کی کفالت کرے، اپنے تحت آنے والے دیہاتوں کے مستقل دورے کئے جاتے رہیں؛ وہاں معقول تنخواہ کے ساتھ علما کا تقرر کیا جائے، دیہاتوں کے عام مسلمانوں سے مستقل ربط رکھا جائے؛ وہاں ہونے والی ارتدادی سرگرمیوں کا تعاقب کیا جائے؛ دینی مدارس جہاں تدریس کے لئے اساتذہ کا تقرر کرتے ہیں، وہیں کچھ ایسے علما کی بھی تنخواہ مقرر کریں، جو مبلغ کی حیثیت سے دیہاتوں کا دورہ کرتے رہیں اور دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیتے رہیں۔

مختصر یہ کہ فتنۂ ارتداد کے سدِ باب کے لئے ہمہ جہت اقدامات کی ضرورت ہے، یہ اقدامات غیرتِ ایمانی اور حمیتِ صدیقی کے بغیر ممکن نہیں۔ آج حضرت سیدنا ابوبکر صدیق جیسے غیور افراد کی ضرورت ہے؛ جنہوں نے اعلان کیا تھا کہ میرے جیتے جی دین میں کمی نہیں ہوسکتی۔

استخفافِ دین واستہزائے احکامِ شریعت کا فتنہ

بلال الدین بن علیم الدین اشاعتی

اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہم ایمان والے ہیں اور ایمان ایک ایسی عظیم نعمت ہے، جس کی بنا پر مومن کے لیے دنیا و آخرت کی تمام منازل آسان کر دی جاتی ہیں؛ جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا، وہ اپنے گناہوں کی سزا کاٹ کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوگا اور جو اس دولت سے محروم ہوگیا، اس کے لیے جنت کا دروازہ بھی مقفول ہوگیا، اب وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

شیطان کو ہرگز یہ بات پسند نہیں کہ مسلمان جنت میں داخل ہوں؛ وہ مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا زنی

کے لیے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہتا ہے اور اس طرح ڈاکا ڈالتا ہے کہ مسلمان اس عظیم نعمت سے محروم بھی ہو جاتا ہے اور اسے محسوس بھی نہیں ہوتا۔

آج ہماری روزمرہ کی زندگی کم علمی یا لاعلمی کی وجہ سے بڑی بے اعتدالیوں کا شکار ہے، نہ ہماری زبانیں قابو میں رہتی ہیں اور نہ ہمارے اعمال وافعال حدودِ شرعیہ کے پابند ہیں؛ نتیجۃً کار ایسی بہت ساری باتیں ہماری زبانوں سے نکلتی رہتی ہیں کہ جنھیں ہم بظاہر معمولی سمجھتے ہیں؛ لیکن وہ ہمیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں، ایسے ہی ہمارے بہت سے اعمال وافعال ایسے ہیں، جن کی طرف ہماری توجہ بھی نہیں، ہم انہیں ہلکا اور معمولی خیال کررہے ہوتے ہیں؛ لیکن وہ ہمارے ایمان وآخرت کی تباہی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

آج کل لوگوں میں مذاق اور Comedy سے لطف اندوز ہونے کا، دوسروں کو ہنسانے کا ایک مشغلہ بن گیا ہے، جو بڑا کمال سمجھا جاتا ہے اور اس کمال کا سب سے بڑا وبال یہ ہوتا ہے کہ اس میں الفاظِ اعتقاد، ایذاء واحتقار کی کوئی قید نہیں ہوتی؛ بس سامعین کو شرکائے محفل کو ہنسانا ہوتا ہے، خواہ اس میں کسی کی ذات کا استہزاء ہو، یا دین یا شعائرِ اسلام کا مذاق ہو، اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ اسی طرح دین سے اس قدر دوری ہوچکی ہے، کہ کسی پر اگر کوئی حالات آجائیں یا کوئی کسی مصیبت کا شکار ہوجائے، تو ایسے الفاظ زبان سے نکالتے ہیں یا اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کے لیے ایسے اعمال کر بیٹھتے ہیں، جو سراسر ایمان کے منافی ہوتے ہیں؛ اسی طرح جو لوگ احکامِ شرعیہ کے تارک ہیں، انہیں جب دین کے کسی حکم پر عمل کرنے کی دعوت دی جاتی ہے، تو ان کا ردِ عمل ایسا ہوتا ہے، جس سے ان احکام کی توہین ہوتی ہے اور ایمان خطرہ میں آجاتا ہے؛ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ ہم ان اسباب اور موجبات کو جانیں، جو ایمان سے محرومی اور کفر و زندقہ کے گلے میں پڑنے کا باعث ہیں، اس لیے کہ ایمان ہی وہ دولت ہے جو جہنم سے نجات دلا سکتی ہے۔

یہاں اسلام اور ایمان سے متعلق کچھ ضروری باتیں، اور ایمانیات واحکامات سے متعلق چند وہ کلمات ذکر کیے جارہے ہیں، جو ہمیں اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم کرنے کا سبب بن سکتے ہیں؛ ہم انہیں بغور پڑھیں اور اب تک کی بے احتیاطیوں سے تائب ہوکر، آئندہ کے لیے محتاط ہوجائیں۔

اسلام اور ایمان:

سید الملائکہ کا سید الانبیاء والرسل سے سوال: اسلام کیا ہے؟

سید المرسلین کا جواب: اسلام یہ ہے کہ تم اس حقیقت کا اعتراف کرو اور گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور پھر تم پابندی سے نماز پڑھو، صاحب نصاب ہو تو زکاۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور حج کی استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔

سیدالملائکہ کا سوال: ایمان کیا ہے؟

سیدالمرسلین کا جواب: ایمان یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر، اور اس بات پر کہ برا بھلا جو کچھ پیش آتا ہے، وہ سب نوشتۂ تقدیر کے مطابق ہے۔

ایمان کی حقیقت:

ایمان ایک نور ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق سے دل میں آجاتا ہے اور جب یہ نور دل میں آجاتا ہے تو کفر وعناد، ظلم وستم، بدعات ورسوم جاہلیت کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں اور مومن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام چیزوں کو نورِ بصیرت سے قطعی سمجھتا ہے۔

تکمیل ایمان:

ایمانیات یعنی مذکورہ باتوں پر دل سے یقین رکھنا اور اس پر دل ودماغ کا مطمئن رہنا، اور اس دلی یقین واعتقاد کا زبان سے اظہار کرنا، اور احکام شرعیہ دینیہ کی جسمانی بجاآوری کے ذریعہ دلی یقین واعتماد کا عملی مظاہرہ کرنا، جس کا خلاصہ تصدیق بالقلب، اقرار باللسان اور اعمال بالجوارح ہے۔

ایمان اور اسلام:

ایمان اور اسلام ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں، نہ تو ایمان کے بغیر اسلام معتبر ہوگا اور نہ اسلام کے بغیر ایمان کی تکمیل ہوگی؛ اور ان دونوں کے مجموعہ کا نام ''دین'' ہے۔

کفر کی تعریف اور احکام:

تعریف: دینِ اسلام کا سرے سے انکار یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں سے کسی بات کا انکار یا اس کا مذاق یہ کفر ہے، ایسا کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔

احکام: (۱) بوقت ضرورت ان کے ہاتھ منھ پاک ہوں تو ساتھ کھانا کھانا جائز ہے۔ (۲) از خود انہیں سلام نہ کریں اور ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہیں۔ (۳) بوقت ضرورت، بقدر ضرورت، ان سے لین دین ومعاملات جائز ہے، بشرطیکہ کسی مسلمان کی حق تلفی نہ ہو۔ (۴) کافروں کے ساتھ دلی دوستی ہرگز جائز نہیں؛ ورنہ کفر لازم آئے گا۔

مروت، حسنِ سلوک، مصالحت، رواداری اور عدل وانصاف یہ سب الگ چیزیں ہیں، یہ ان کافر کے ساتھ جو دشمنی اور عناد نہ رکھتے ہوں درست ہے؛ لیکن موالات یعنی دوستانہ اعتماد اور برادرانہ مناصرت ومساعدت جائز نہیں۔

شرک کی تعریف اور احکام:

شرک: اللہ تعالیٰ کی الوہیت یا اس کی صفاتِ خاصہ میں کسی دوسرے کو شریک کرنا، اور یہ جرم (سوائے توبہ کے) نا قابل معافی ہے، مسلمانوں کو اس بدعقیدگی سے بچنے کی کلام پاک میں جابجا تاکید کی گئی ہے کہ کلام پاک کی ان آیات کو دیکھئے! :{وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ، لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ} (سورہ زمر:۶۵){اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ} (سورۃ المائدہ:۷۲)

اقسام شرک:

شرک في الذات: اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک بنانا مثلاً دو یا تین الٰہ ماننا، اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (لقمان)۔

شرک في الصفات: اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ صفات کے متعدد ہونے کی وجہ سے اس کی بہت ساری قسمیں ہیں، جن میں سے چند مشہور یہ ہیں:

شرک في العلم: کسی دوسرے کے لیے اللہ تعالیٰ کے مانند علم ہونے کا عقیدہ رکھنا، جیسے کسی پیغمبر، بزرگ، پیر، وغیرہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ انہیں ہمارے تمام حال کی خبر ہے، نجومی کی خبر، فال وغیرہ کی خبر کو یقینی سمجھنا شرک فی العلم ہے۔{وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ} (الانعام:۵۹)

شرک في التصرف: کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی یا اولاد مانگنا، جب کہ قرآن کریم میں ہے :قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ، سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰہِ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ۔

شرک في السمع: اللہ تعالیٰ جس طرح دور وقریب، ظاہر و پوشیدہ، دل کی بات کو بھی سنتا ہے، اس طرح کسی ولی پیغمبر وغیرہ کو سمجھنا:{اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ} (المومن:۲۰)

شرک في البصر: کسی مخلوق، نبی، ولی، یا شہید وغیرہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دور ونزدیک ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی طرح دیکھتا ہے، خواہ تنہائی ہو یا مجمع، خلوت ہو یا جلوت، ہر جگہ یہ لوگ دیکھ لیتے ہیں؛ یہ نظریہ شرک ہے۔(المومن:۲۰)

شرک في الحکم: اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو حاکم سمجھنا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے فیصلے ہوتے ہیں، اسی طرح اسکے حکم سے بھی، یا اللہ کے حکم کے مقابلہ میں کسی مخلوق کے حکم کو پسند کرنا:

{إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ} "حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ کے۔" (یوسف:۴۰)

شرک فی العبادۃ: اللہ تعالیٰ کی طرح کسی اور کو عبادت کا مستحق سمجھنا، یا کسی مخلوق کے لیے عبادت کی قسم کا کوئی فعل کرنا، مثلاً: کسی پیر یا قبر کو سجدہ کرنا، یا کسی ولی اور بزرگ کی نذر ماننا، بیت اللہ کے علاوہ کسی اور مکان کا طواف کرنا، چڑھاوا چڑھانا خواہ بکرا ہو یا مٹھائی قرآن نے صاف صاف اعلان کردیا ہے:

{وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا}۔ (النساء:۳۶)

مرتد کی تعریف اور حکم:

تعریف: وہ شخصِ ملعون، جو اسلام سے پھر جائے؛ جب کہ اس نے کلمۂ کفر یا کفریہ عمل ہوش وحواس میں اپنی رضا اور رغبت سے کیا ہو۔

حکم: (۱) تین دن تک اسے موقع دیا جائے گا کہ وہ توبہ کرکے اسلام میں لوٹ آئے اور اگر اسے اسلام کے متعلق کوئی شبہ ہو تو، اسے دور کیا جائے؛ اگر وہ لوٹ آتا ہے، تو ٹھیک ہے؛ ورنہ اسلام سے بغاوت کے جرم میں اسے قتل کردیا جائے۔

(۲) مرتد کا جنازہ جائز نہیں، اور نہ اس سے کسی طرح کا میل جول جائز ہے، نہ اس کے ساتھ کھانا اور نہ ان کے یہاں جانا؛ جبکہ کافر کی کمائی حلال ہو اور وہ کھلم کھلا اسلام دشمن نہ ہو، تو ان سے بوقت ضرورت بقدر ضرورت میل جول کرسکتے ہیں۔

زندیق کی تعریف: جو دعویٰ اسلام کا کرتے ہوں، لیکن عقائد کفریہ رکھتے ہوں، قرآن وحدیث کے نصوص میں تحریف کرکے، انہیں اپنے عقائد کی دلیل بناتے ہوں؛ جیسے: ختم نبوت کے عقیدہ کو نہ ماننا، دعویٰ اسلام کے باوجود موجودہ قرآن کو صحیح نہ ماننا، اسی طرح دوسرے عقائد۔

حکم: (۱) یہ بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہیں۔ (۲) توبہ قبول کرنے کے بعد جان بخشی کے سلسلے میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ گرفتاری سے قبل اگر ازخود توبہ کرلیتا ہے، تب تو ٹھیک ہے؛ ورنہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اور اس کا قتل واجب ہے، یہ مرتد سے بھی بدتر ہے۔

(۳) مرتد اور زندیق سے نکاح ہرگز جائز نہیں، نکاح کے بعد اگر اس کا علم ہو تو نکاح منعقد ہی نہیں ہوا، ایسے کو اسلام کی دعوت دی جائے صحیح معنوں میں اسلام قبول کرلے، تو دوبارہ نکاح کروایا جائے، ورنہ بدونِ طلاق جدا کردیا جائے۔

موجبات کفر

ایمان اور اسلام سے متعلق اسباب کفر:

اپنے ایمان میں شک کرنے والا، ایمان وکفر کو ایک ماننے والا، ایمان پر راضی اور مطمئن نہ رہنے والا ،اپنے نفس کے کفر پر راضی ہونے والا یہ سب کافر ہیں ۔اسی طرح یہ کہنے والا کہ ''میں اسلام کی صفت نہیں جانتا'' کسی سے پوچھا جائے کہ توحید کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے ''میں نہیں جانتا'' اگر اس سے مراد اللہ کی واحدانیت کو نہ جاننا ہو تو یہ کفر ہے۔ کسی کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور مرنے کے بعد ایک اور جہاں ہے، اسی طرح وہ ظلم کو حرام نہیں سمجھتا تھا، تو وہ مومن نہیں تھا؛ کسی نو مسلم نے اپنے باپ کے انتقال پر کہا کہ کاش میں اس وقت مسلمان نہ ہوتا، تو اس کا مال پا جاتا، تو وہ کافر ہو گیا۔

کسی کافر نے اسلام قبول کیا تو ایک مسلمان نے اس سے کہا کہ ''تمہیں اپنے دین میں کیا برائی نظر آئی تھی'' اگر اس کا یہ سوال کفر کی برائی میں شک ہونے کی وجہ سے ہے تو کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق موجبات کفر:

(۱) ایسا شخص کافر ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسے وصف کی نسبت کرے، جو اللہ کے شایانِ شان نہیں، یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام کا یا احکاموں میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے، یا اس کے وعدوں اور وعیدوں کا انکار کرے، یا کسی کو اس کا شریک، بیٹا یا بیوی ٹھہرائے، یا اللہ تعالیٰ کی طرف کسی جہل یا عجز یا بھول یا کسی خرابی کی نسبت کرے، جیسے یہ کہنا کہ: اللہ بھی اگر مجھے یہ کام کرنے کا حکم دے تو میں نہ کروں، کسی کے انتقال پر کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ٹھیک نہیں کیا، کسی فریق یا مخالف نے اگر یہ کہا کہ میں اللہ کے حکم سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں، دوسرے نے جواب میں کہا ''میں اللہ کا حکم نہیں مانتا'' یا یہ کہ اس جگہ اللہ کا حکم نہیں چلتا، یہاں تو فلاں کا حکم ہی چلے گا، یہ سب کفریہ جملے ہیں۔

کسی نے یہ کہا کہ ''تیری زبان سے اللہ بھی قابو میں نہیں آتا، تو میں کیوں آؤں'' یا یہ کہ ''تم اللہ سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہو'' یہ کفر ہے ۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے کسی جہت کو متعین کرنا بھی کفر ہے؛ جیسے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے دیکھ رہا ہے، یا عرش سے دیکھ رہا ہے، یا اللہ کی طرف ظلم کی نسبت کرنا، کسی حادثہ پر کہا کہ اللہ نے یہ بڑا ظلم کیا، اللہ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔

کسی نے کسی کو جھوٹ بولنے سے روکا، اس نے جواب میں کہا کہ ''جھوٹ ہے کس لیے، کہنے ہی کے لیے تو؟ یہ کفر ہے''۔ کسی کو اللہ کی نافرمانی سے یہ کہہ کر روکا کہ اللہ دوزخ میں ڈال دیں گے، اس نے جواباً کہا میں دوزخ سے نہیں ڈرتا، کسی کو زیادہ کھانے سے روکتے ہوئے کہا کہ زیادہ مت کھاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست نہیں

رکھیں گے، اس نے جواباً کہا: میں تو کھاؤں گا، چاہے دشمن رکھے یا دوست یہ کفر ہے۔

میاں بیوی میں بات بڑھ گئی شوہر نے کہا اللہ سے ڈرو جواباً بیوی نے کہا میں اللہ سے نہیں ڈرتی؛ وہ مرتد ہوگئی اور نکاح باقی نہ رہا؛ بشرطیکہ شوہر نے کسی صریح گناہ سے اسے روکا ہو۔ اسی طرح اللہ کے کسی حکم کے متعلق کہے کہ مجھے یہ پسند نہیں، جیسے کہا جائے اللہ نے مردوں کے لیے ۴ر بیویاں حلال کی ہیں، اس پر وہ کہے مجھے یہ حکم پسند نہیں، تو وہ کافر ہے۔ اسی طرح ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہیں پڑوسی کے حق کی پرواہ نہیں ؟ جواباً اس نے کہا ''نہیں'' پھر اس نے کہا تمہیں شوہر کے حق کی پرواہ نہیں؟ اس نے کہا 'نہیں' پھر اس نے کہا تمہیں اللہ کے حق کی پرواہ نہیں؟ بیوی نے جواب میں کہا نہیں، تو وہ کافر ہو جائے گی۔

اگر کسی شخص نے کسی بدنما انسان یا بدنما جانور کو دیکھ کر کہا کیا کوئی اللہ سے پوچھ گچھ کرنے والا نہیں کہ ایسی مخلوق بنائی تو یہ کافر ہو جائے گا۔

ایک مفلس غریب نے، اگر یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص بھی اللہ کا بندہ ہے، اور اسے کس قدر نعمتیں ملیں ہیں، اور میں بھی اللہ کا بندہ ہوں، مجھ پر کتنی مصیبتیں ہیں، ''کیا یہ انصاف ہے؟!'' وہ کافر ہو جائے گا؛ اگر کسی نے ایسی قسم کھائی کہ اللہ کی قسم اور تیرے خاکِ پا کی قسم، تو وہ کافر ہو جائے گا۔

انبیاء علیہم السلام سے متعلق موجبات کفر:

جو کوئی انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا اقرار نہ کرے، یا رسولوں میں سے کسی بھی رسول کی کسی بھی سنت پر ناراضگی یا عدم اعتقاد و عدم اطمینان کا اظہار کرے؛ تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی شخص نے کہا کہ فلاں نبی ہوتا، تو میں اس پر ایمان لاتا؛ وہ کافر ہو جائے گا، یا یہ کہا کہ میں تمام نبیوں پر ایمان لایا، لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں؟ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح کوئی ایسے الفاظ جس سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین یا ان کے حق میں بدگوئی ہوتی ہو؛ یہ بھی باعث کفر ہیں۔ انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ لازم ہے کہ، وہ ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کو جو نہ مانے وہ بھی کافر ہے؛ جس شخص کے دل میں نبی سے بغض ہو وہ بھی کافر ہے۔

اگر کسی نے یہ کہا کہ، انبیا کا کہا سچ اور مبنی بر حقیقت ہوتا، تو ہم نجات پا جاتے؛ یہ بھی کفر ہے؛ اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ''میں اللہ کا رسول ہوں'' تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ انسان تھے، یا جن تو وہ کافر ہے۔

اسی طرح اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ مبارک کے متعلق کوئی توہین آمیز کلمہ، بطور اہانت کہے

مثلاً آپ کا کپڑا میلا کچیلا تھا وغیرہ، تو وہ کافر ہوجائے گا۔

جس کسی شخص کو اہانت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مجبور کیا گیا، اگر اس نے وہ توہین آمیز کلمات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مراد لیتے ہوئے کہا تو وہ کافر ہے؛ اگر دل میں سے کسی اور کا ارادہ ہو تو نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جنون کی نسبت کی وہ بھی کافر ہے، اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ اگر آدم علیہ السلام جنت مین گیہوں نہ کھاتے، تو آج ہم بد بخت نہ ہوتے؛ یہاں ذلیل نہ ہوتے اور ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہتے تو وہ کافر ہوجائے گا۔

جو شخص خبر متواتر کا منکر ہو وہ کافر ہے، اگر کسی شخص کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی پسندیدہ عمل کا ذکر ہو مثلاً کہا جائے کہ آپ کو کدو بہت پسند تھا، اور وہ شخص اہانتاً کہے کہ مجھے کدو پسند نہیں تو وہ کافر ہے۔

اگر کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت پر بطور طنز کوئی جملہ کہا؛ جیسے: لوگوں مین موچھیں کتروانے اور عمامہ کا شملہ لٹکانے کا نہ معلوم کیا رواج ہے، اسی طرح کسی کے پائجامہ کو ٹخنے سے اوپر دیکھ کر یا اس کی داڑھی سنت کے مطابق دیکھ کر حقارۃً کہے یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے، تو وہ کافر ہوگیا۔

کسی نے کوئی ایسی حدیث پڑھی جس کا تعلق احکامِ شریعت سے تھا، اس کو سن کر اگر کہے یہ کیا الجھن والی بات سناتے رہتے ہو، تو وہ کافر ہوجائے گا۔

صحابہ کرامؓ سے متعلق موجبات کفر:

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی شان میں بدزبانی کرنے والا اور نعوذ باللہ ان پر لعنت بھیجنے والا رافض کافر ہے۔

جو لوگ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ وغیرہ کو نعوذ باللہ کافر کہیں یا لعن طعن کریں، تو خود ان کو کافر کہنا لازم ہے۔

فرشتوں سے متعلق موجبات کفر:

اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی فرشتے پر عیب لگایا تو وہ کافر ہے، اگر کسی نے کہا کہ میں فلاں کی گواہی نہیں سنتا، خواہ وہ جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کیوں نہ ہو، تو وہ کافر ہے؛ کسی نے کسی کریہہ الوجہ بدصورت کو دیکھ کر کہا کہ دیکھ ملک الموت آگیا، تو اس نے بڑے گناہ کی بات کہی۔

قرآن پاک سے متعلق موجبات کفر:

اگر کسی نے کسی آیت قرآن کا انکار کیا یا اس کا استہزا ٹھٹھا کیا یا عیب لگایا؛ ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہے۔

کسی نے دف کی تھاپ یا بانسری کی لے پر یا میوزک پر قرآن پڑھا، تو اس نے کفر کیا؛ کسی کی تلاوت سن کر، جبکہ اسے معلوم ہوجائے کہ وہ قرآن پڑھ رہا ہے، یہ کہا: ''یہ کیا طوفان کی آواز ہے''، تو وہ کافر ہوجائے گا۔

کسی نے آیتِ قرآن یا الفاظِ قرآن کے متعلق اگر اس طرح کے الفاظ کہے کہ تونے ''قل ہو اللہ'' کی کھال کھینچ لی، ''الم نشرح'' کا گریبان پکڑلیا، یا کسی پست قد کو کہا ''إنا أعطینٰک'' سے بھی کوتاہ یا قرآنی منشا یا اس کے مصداق کے مطابق آیت کلام پاک کو کسی اور موقع سے کہا، جیسے: کسی جگہ کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا ''فجمعنٰھم جمعا'' ''وحشرنٰھم فلم نغادر منھم أحدا'' یا کسی نے جماعت کی دعوت دی اس پر اس نے کہا ''إن الصلوۃ تنھی'' کہ نماز اکیلے کیلیے ہے، یہ تمام صورتیں کفر ہیں؛ اس لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

نماز روزہ سے متعلق موجباتِ کفر:

کسی نے کسی بیمار مسلمان سے کہا تو نماز پڑھ لے، اس نے کہا ''اللہ کی قسم میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا'' اور پھر کبھی نماز نہیں پڑھی؛ یہاں تک کہ مرگیا تو کافر کہا جائے گا۔

کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ لے، جواب میں اس نے کہا ''میں پاگل ہوں جو نماز پڑھوں، اور اپنے اوپر کام بڑھاؤں''، یا یہ کہا ''عقل مند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہیے''، یا یہ کہا ''تو نے نماز پڑھ لی تو کیا پالیا''، یا یہ کہا ''نماز پڑھنی اور نہ پڑھنی دونوں برابر ہے'' تو یہ سب کفر ہے۔

کسی نے کہا آو فلاں کام کے لیے نماز پڑھیں، اس نے طنز واستخفاف کے طور پر کہا ''میں نے اتنی نماز پڑھی میری کوئی ضرورت پوری نہیں ہوئی'' یا کسی سے کہا کہ نماز پڑھو کہ تمھیں اس کی لذت معلوم ہو اور وہ جواب میں کہے ''تو نماز مت پڑھ کہ نماز چھوڑنے کی لذت معلوم ہو''؛ یہ سب کفر ہے۔

کوئی شخص صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے، بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا ہے، یہی بہت ہوگئی، یا رمضان کی ایک نماز ۷۰ رکے برابر ہے، اب کیا ضرورت ہے؛ تو یہ کفر ہے۔

کوئی شخص کسی کافر کے پاس گیا اور اس کافر کی تعظیم میں نماز چھوڑ دی، تو وہ کافر ہے، اور اگر سستی کی وجہ سے ترک کی ہے؛ تو کافر نہیں، البتہ نماز کی قضا کرنی ہوگی؛ اگر کوئی رمضان کی آمد پر یہ کہے کہ بھاری مہینہ یا بھاری مہمان آیا، تو کافر ہوجائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ اتنے روزے کب تک رکھوں، میرا تو دل اکتا گیا؛ تو کافر ہوجائیگا۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان طاعات کو ہمارے لیے عذاب بنادیا ہے؛ تو کافر ہوجائیگا۔

علم اور علما سے متعلق موجباتِ کفر:

اگر کوئی بغیر کسی ظاہری سبب کے کسی عالم دین سے بغض رکھے، تو اس کے کافر ہوجانے کا خوف ہے، اسی طرح جو کسی عالم یا فقیہ کو بلا سبب برا کہے، اس پر بھی کفر کا خوف ہے؛ اگر کوئی جاہل، علم سیکھنے والے کو اس طرح کہے ''یہ جو کچھ سیکھتے ہیں وہ سب کہانیاں اور داستانیں ہیں''، یا یہ کہا کہ ''یہ سب فریب ہیں''؛ تو اس نے کفریہ جملہ کہا۔

ایک شخص اونچی جگہ یا کسی عالم دین کی مسند کی جگہ بیٹھ جائے اور پھر لوگ بطور مذاق واستہزا، اس سے مسائل پوچھنے لگیں اور پھر بعد میں اس سے مذاق شروع کر دیں، کہ تکیہ وغیرہ سے اسے مارنے لگیں اور ہنسنے لگیں تو یہ سب کافر ہوجائیں گے۔

اگر کوئی کہے کہ میں علم جان کر کیا کروں گا، مجھے تو روپے چاہیے، تو یہ کفر ہے، اسی طرح اگر کوئی علمی بات شرعی بات سن کر کہے یہ سب کیا سننا آج یہ کس کام کا؛ آج تو پیسہ کام آتا ہے، آج پیسہ کا ہی بول بالا ہے، علم کیا کام آوے گا؛ تو یہ کفر ہے۔ کسی سے کہا گیا کہ علم دین سیکھنے والے فرشتوں کے بازوؤں پر چلتے ہیں، اس نے کہا یہ جھوٹ ہے؛ تو وہ کافر ہوجائے گا۔

کسی نے کہا ثرید یا پلاؤ کا پیالہ علم دین سے بہتر ہے، تو وہ کافر ہوجائے گا۔ کسی شخص نے اپنے مخالف کے سامنے ائمہ کا فتویٰ پیش کیا، اس نے اس فتویٰ کو رد کر دیا اور کہا ''یہ فتوؤں کا انبار تو کیا لے آیا ہے، یا کچھ نہ کہے، مگر فتویٰ لے کر زمین پر ڈال دے؛ تو بعضوں نے کہا کافر ہوجائے گا۔

ایک شخص نے ایک عالم سے اپنی بیوی کے متعلق طلاق کا مسئلہ دریافت کیا، عالم نے کہا تمہاری بیوی پر طلاق ہوگئی، پوچھنے والے نے کہا: میں طلاق ملاق کیا جانوں، ماں بچے گھر میں ہونے چاہئیں؛ تو وہ کافر ہوجائیگا۔

حلال وحرام اور فاسق وفاجر سے متعلق موجبات کفر:

جو کوئی حلال کے حرام ہونے کا یا حرام کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے گا، وہ کافر ہوجائے گا، اگر وہ حرام حرام لعینہ ہو تو۔ اگر کوئی شخص کہے کہ مجھے مال چاہیے خواہ حلال ہو یا حرام، تو ایسے کے بارے میں بھی کفر کا خوف ہے؛ اگر کوئی شخص حرام مال کسی فقیر کو ثواب کی نیت سے دے اور اس پر ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہوجاتا ہے؛ کسی سے کہا گیا کہ حلال مال کھاؤ، اس نے کہا مجھے تو حرام مال پیارا ہے؛ تو وہ کافر ہوگیا۔

کسی فاسق کی اولاد نے کوئی حرام کام کیا مثلاً شراب پیا، زنا کیا اور اس پر اس کے گھر والوں نے اس کا اعزاز واکرام کیا یا مبارکبادی دی تو یہ سب کافر ہوجائیں گے۔

کوئی شرابی شراب پی کر کہے، جو کوئی ہماری اس خوشی اور سرور میں ہمارا شامل حال ہے، تو اصل خوشی اسی کی ہے، اور جو ہماری اس خوشی سے ناراض ہے، وہ گھاٹے میں ہے؛ تو یہ کافر ہوگیا۔

ایک شخص نے کسی گناہِ صغیرہ کا ارتکاب کیا، اس پر اسے توبہ کرنے کو کہا گیا اگر وہ ڈھٹائی کی وجہ سے کہتا ہے کہ میں نے کیا کیا؟!!! کہ میں توبہ کروں؛ تو وہ کافر ہو گیا۔

اگر کوئی حرام کھائے یا پیے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ حرام ہے جان بوجھ کر بسم اللہ اور الحمد للہ کہے، تو وہ کافر ہو جائے گا؛ اسی طرح شراب پینے والا یا زنا کرنے والا بسم اللہ کہہ کر یہ کام کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

قیامت کے دن سے متعلق موجبات کفر:

جو کوئی قیامت یا جنت و دوزخ، میزان و پل صراط یا نامۂ اعمال میں سے کسی کا انکار کردے؛ تو وہ کافر ہو جائے گا؛ اسی طرح اگر کوئی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرے؛ تو وہ بھی کافر ہے۔ اسی طرح جو جنت میں اللہ کے دیدار یا عذاب قبر یا حشر ونشر کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے۔

کسی کو گناہ سے یہ کہہ کر روکا گیا کہ گناہ مت کر؛ کیوں کہ ایک دوسری دنیا بھی ہے، جہاں اس کا سوال ہوگا، اس نے کہا: اس دوسری دنیا کی کس کو خبر؛ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک مظلوم نے ظالم سے کہا آخر قیامت کا دن آنے والا ہے، اس لیے ڈرو! اس نے کہا "میں آخرت واخرت کچھ نہیں جانتا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کسی سے کہا میں تیرے ساتھ دوزخ میں جاؤں گا، لیکن اندر نہیں آسکتا؛ تو کافر ہو جائے گا؛ اس نے اللہ کے غضب کی توہین کی؛ جو کھلا کفر ہے۔ کسی بیمار نے بیماری سے اکتا کر کہا کہ "خواہ تو حالتِ ایمان پر موت دے یا حالتِ کفر پر" تو یہ بھی کفر کا سبب ہے۔

تلقین کفر سے متعلق موجبات کفر:

جب کوئی کسی کو کلمۂ کفر کی تلقین کرے گا، تو وہ کافر ہو جائے گا، خواہ یہ کھیل کود اور ہنسی مذاق ہی کے طور پر کیوں نہ ہو، اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جائے گا جو کسی کی بیوی کو مرتد ہو کر شوہر سے جدا ئیگی کی راہ دکھلائے۔

فقیہ امام ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی شخص کسی کو کلمۂ کفر کی تعلیم دے گا، تو یہ تعلیم دینے والا کافر ہو جائے گا۔ کسی کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے اور اس کی جان کو خطرہ ہو یا کسی عضو کے تلف ہونے کا اور وہ اس حالت میں کلمۂ کفر ادا کرے کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو؛ تو وہ کافر نہیں ہوگا، نہ قضاء، نہ عند اللہ۔

ایک شخص نے اپنے ارادہ سے بلا کسی مجبوری کے کلمۂ کفر کہا، لیکن کفر کا اعتقاد پیدا نہ ہوا تو بعض لوگ کہتے ہیں کافر نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کافر ہو گیا اور یہی قول درست ہے۔

اگر کسی نے جہالت کی بنیاد پر اپنے اختیار سے کلمۂ کفر کہا، تو وہ کافر ہو جائے گا جہالت عذر نہیں ہے۔

مذاق کرنے والا یا ٹھٹھا مخول کرنے والا جب کلمۂ کفر یا استخفاف کے طور پر یا لذت آفرینی کے طور پر

کہے، تو وہ تمام کے نزدیک کافر قرار دیا جائے گا، اگرچہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو۔

کافروں سے مشابہات اور ان کے شعار سے متعلق اسباب کفر:

کسی نے مجوسی کی ٹوپی یا کافروں کا تلک یہ جانتے ہوئے کہ یہ ان کی پہچان ہے، اسی طرح صلیب وغیرہ پہنا کہ میں اچھا لگوں یا کوئی شرعی ضرورت نہیں تھی؛ تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح کافروں کے تہوار کے دن، ان کے تہوار کی موافقت میں، اسے پسند کرتے ہوئے، ان کے ساتھ نکلے یا ان جیسی چیز خریدے، یا پہنے اور اس سے ان کی موافقت وتعظیم مقصود ہو، جیسے ہولی میں رنگ کھیلے وغیرہ وغیرہ؛ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ (مستفاد: از کفریہ الفاظ اور ان کے احکامات مفتی عبدالشکور قاسمی رحمۃ اللہ علیہ)

انتہائی فکر کی بات

یہ مختصر کلماتِ کفر اور ان کے احکامات یہاں پر جمع کر دیے گئے ہیں، اس کے علاوہ بہت سارے الفاظ ایسے ہیں جو آج مسلمان بہت ہی آسانی سے بول جاتے ہیں، خواہ وہ استخفافاً ہو یا استہزاءً، وہ دین کی عدمِ اہمیت کی بنا پر ہو یا دل لگی اور ہنسی مزاق کی وجہ کر؛ یہ سب ہمیں ایمان جیسی عظیم نعمت سے محروم کر دیتے ہیں۔

آج ہم مسلمانوں کو کوئی پرواہ نہیں کہ ان کے بچے اسکولوں میں جا رہے ہیں، وہاں فنکشن میں کوئی بھگوان بن رہا ہے، کوئی رام بن رہا ہے، کوئی کرشنا، کوئی عیسو مسیح بن رہا ہے، کوئی سینٹا کلوز اور ہمارے مسلم والدین بھی اس میں شریک ہو کر، اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں، اسی طرح ڈرامہ میں کوئی ہندو کا رول ادا کر رہا ہے، پجاری اور پوجا کر رہا ہے، کوئی پادری بن کر چرچ سنبھال رہا ہے؛ پھر بھی ہم مسلمان ہیں!!!

اسی طرح آج کل Comedy وغیرہ کے جو فنکشن ہوتے ہیں، وہاں نعوذ باللہ لوگوں کو ہنسانے کے لیے کلماتِ کفریہ کہے جاتے ہیں، اور ہم بھی اسے سن کر خوش ہوتے ہیں، کہنے والا تو ایمان سے گیا لیکن ہمارا اس پر خوش ہونا یہ بھی خطرے کی بات ہے۔

آج ہمیں دین کی کوئی پرواہ نہیں، اس کی کوئی عظمت نہیں، ہمارے اندر اگر عمل نہیں، تو اللہ ہمیں اپنے فضل سے معاف کر سکتا ہے، یا گناہوں کی سزا دیکر جنت میں دخول کا پروانہ عطا کر سکتا ہے، بشرطیکہ ہمارے عقیدے ٹھوس اور مضبوط ہوں، ہمارے دل میں دین وشریعت اور احکامِ دین کی قدر ومنزلت ہو، لیکن اگر ہمارا عقیدہ کھوکھلا ہے، دین اور احکامِ دین کی اہمیت ہمارے دلوں میں نہیں، تو اگر ہمارے اعمال اچھے ہوں تب بھی جنت میں دخول مشکل ہے۔

آج یہ فیشن بن چکا ہے کہ جس کے دل میں جو آیا بک دیا، جو آیا کہہ دیا، لوگ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں، مجھے اللہ کا کوئی ڈر نہیں، مرنے کے بعد دیکھ لیں گے۔

میرے بھائیو! یہ الفاظ بہت بڑے ہیں، ہاں ضرور مرنے کے بعد دیکھ لیں گے! لیکن اس وقت تمام راہیں مسدود ہو چکی ہوں گی۔ اگر آپ استخفاف دین یا استہزاء دین میں مبتلا ہیں، تو فوراً تائب ہوں؛ ورنہ آپ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں، اور لوگ بھی آپ کے اسلام کی گواہی دیں، لیکن اللہ کے یہاں آپ مسلمان نہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

کفر وارتداد سے توبہ کا طریقہ:

اگر کوئی کافر یا مرتد اپنے کفر وارتداد سے تائب ہو کر مسلمان ہونا چاہتا ہے، تو اسے اپنے سابقہ عقائد سے برأت کا اعلان کرنا ہوگا، اسلام کا دروازۂ رحمت اس کے لیے کھلا ہے، وہ صاف وصریح توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو سکتا ہے، اور مسلمانوں کا ایک معزز فرد بن سکتا ہے۔ نیز اگر وہ شادی شدہ ہے تو نکاح دوبارہ کرنا ہوگا، الا یہ کہ دونوں ساتھ اسلام لائیں۔

دورۂ حاضر کے چند قابل توجہ فتنے

مادّیت کا فتنہ

اہل کفر کا اہل اسلام پر غلبے کا فتنہ

کفار سے دوستی کا فتنہ

مصیبت کا فتنہ

خوشحالی کا فتنہ

علماو مصلحین اور ان کے فتنے

اباحیت کا فتنہ

لسانیت، قومیت اور عصبیت کا فتنہ

نصوص قرآنی میں توجیہات کا فتنہ

دجالی فتنوں کا ظہور

انکار ائمہ وعلما کا فتنہ

فتنۂ دیندار انجمن

مادّیت کا فتنہ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ

آج کل دنیا طرح طرح کے فتنوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، ان سب فتنوں میں ایک بنیادی اور بڑا فتنہ ''پیٹ'' کا ہے، شکم پروری وتن آسانی زندگی کا اہم ترین مقصد بن کر رہ گیا ہے، ہر شخص کا شوق یہ ہے کہ لقمۂ تر اس کی لذّتِ کام ودہن کا ذریعہ بنے اور یہ فتنہ اتنا عالمگیر ہے کہ بہت کم افراد اس سے بچ سکے ہیں، تاجر ہو یا ملازم، اسکول کا ٹیچر ہو یا کالج کا پروفیسر، دینی درس گاہ کا مدرس ہو یا مسجد کا امام اس آفت میں سبھی مبتلا نظر آتے ہیں، ہاں! فرقِ مراتب ضرور ہے زہد وقناعت، ورع وتقوی اور اخلاص وایثار، جیسے اخلاق وفضائل اور ملکات کا نام

ونشان نہیں ملتا۔

فتنۂ مادّیت کا نتیجہ و اسباب

اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پورا عالم ساز و سامان کی فراوانی کے باوجود حرص و آس، طمع ولالچ اور زرطلبی و شکم پروری کی بھٹی میں جل رہا ہے اور کرب و اضطراب، بے چینی و بے اطمینانی اور حیرت و پریشانی کا دھواں ہر چہار سمت پھیلا ہوا ہے۔

دراصل اس فتنۂ جہاں سوز کا بنیادی سبب یہی ہے، جس کی نشاندہی رحمت للعالمین ﷺ نے فرمائی، آخرت کا یقین بے حد کمزور اور آخرت کی نعمتوں اور راحتوں کا تصور تقریباً ختم ہو چکا ہے، مادی نعمتوں اور ان کا تصور اس قدر غالب ہے کہ روحانی قدریں مضمحل ہو چکی ہیں؛ یہی وجہ ہے آج انسانوں کی چھوٹائی بڑائی، عزت وذلت اور بلندی وپستی کی پیمائش {إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ} کے پیمانے سے نہیں ہوتی؛ بلکہ پیٹ اور جیب کے پیمانے سے ہوتی ہے، مادیت کے اس سیلاب میں پہلے ایمان ویقین رخصت ہوا، پھر انسانی اخلاق ملیامیٹ ہوئے، پھر اسوۂ نبوت سے وابستگی کمزور ہو کر اعمالِ صالحہ کی فضا ختم ہوئی، پھر معاشرت ومعاملات کی گاڑی لائن سے اتری، پھر سیاست وتمدن تباہ ہوا اور اب مادیت کا یہ طوفان انسانیت کو بہیمیت کے گڑھے میں دھکیل رہا ہے، افراتفری اور بے اصولی، آوارگی و بے راہ روی اور بے رحمی وشقاوت کا وہ دور دورہ ہے کہ الامان والحفیظ!۔

فتنۂ مادّیت کا علاج

الغرض اس پیٹ کے فتنے نے ساری دنیا کی کایا پلٹ کر ڈالی، دنیا بھر کے عقلا، پیٹ کی فتنہ سامانی کے سامنے بے بس نظر آتے ہیں، وہ اس فتنہ کے ہولناک نتائج کا تدارک بھی کرنا چاہتے ہیں، مگر صد حیف کہ علاج کے لیے ٹھیک وہی چیز تجویز کی جاتی ہے، جو خود سبب مرض ہے؛ درحقیقت انبیا علیہم السلام ہی انسانیت کے نبّاض (نبض شناس) ہیں اور انہی کا تجویز کردہ علاج اس مریض کے لیے کارگر ہوتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اس ہولناک مرض کی صحیح تشخیص بہت پہلے فرما دی تھی، چنانچہ ارشاد فرمایا:

((وَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا فَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ)) (بخاری ومسلم)

ترجمہ: بخدا! مجھے تم پر فقر کا اندیشہ قطعاً نہیں، بلکہ اندیشہ یہ ہے کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے، جیسا کہ تم سے پہلوں پر پھیلائی گئی، پھر تم پہلوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرو، پھر اس نے جیسے ان کو برباد کیا تمہیں بھی برباد کر ڈالے۔

لیجیے! یہ تھا وہ نقطۂ آغاز جس سے انسانیت کا بگاڑ شروع ہوا یعنی دنیا کو نفیس اور قیمتی چیز سمجھنا اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اس پر جھپٹنا، پھر آپ نے تشخیص پر ہی اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے لیے ایک جامع نسخہ شفا بھی تجویز فرمایا، جس کا ایک جز اعتقادی ہے اور دوسرا عملی۔

اعتقادی علاج

اعتقادی جُز یہ کہ اس حقیقت کو ہر موقعہ پر مستحضر رکھا جائے کہ اس دنیا میں ہم چند لمحوں کے مہمان ہیں، یہاں کی ہر راحت وآسائش بھی فانی اور ہر تکلیف ومشقت بھی ختم ہونے والی ہے؛ یہاں کے لذائذ وشہوات آخرت کی بیش بہا نعمتوں اور ابدالآباد کی لازوال راحتوں کے مقابلہ میں کالعدم اور ہیچ ہیں، قرآن کریم اس اعتقاد کے لیے سراپا دعوت ہے اور سینکڑوں جگہ اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے، سورۂ اعلیٰ مین نہایت بلیغ مختصر اور جامع الفاظ میں اس پر متنبہ فرمایا: {کَلَّا بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی}

ترجمہ: کان کھول کر سن لو(کہ تم آخرت کو اہمیت نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو(اس پر) ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت(دنیا سے) بدرجہا بہتر اور لازوال ہے۔

عملی علاج

اور عملی حصہ اس نسخہ کا یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری میں مشغول ہوا جائے اور بطور پرہیز کے حرام اور مشتبہ چیزوں کو زہر سمجھ کر ان سے کلی پرہیز کیا جائے اور یہاں کے لذائذ وشہوات میں انہماک سے کنارہ کشی کی جائے، دنیا کا مال واسباب، زن وفرزند، خویش واقربا اور قبیلہ برادری کے سارے قصے زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت سمجھ کر صرف بقدر ضرورت ہی اختیار کیے جائیں؛ ان میں سے کسی چیز کو بھی دنیا میں عیش وعشرت اور لذت وتنعم کی زندگی گزارنے کے لیے اختیار نہ کیا جائے، نہ یہاں کی عیش کوشی کو زندگی کا مقصد اور موضوع بنایا جائے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

((اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ))

ترجمہ: عیش وتنعم سے پرہیز کرو؛ کیونکہ اللہ تبارک وتعالی کے بندے عیش پرست نہیں ہوتے ۔

متضاد طرز عمل

تعجب ہے کہ اگر کسی ڈاکٹر کی رائے ہو کہ دودھ، گھی، گوشت، چاول وغیرہ کا استعمال مضر ہے، تو اس کے مشورے اور اشارے سے تمام نعمتیں ترک کی جاسکتی ہیں، لیکن خاتم الانبیا ﷺ کے واضح ارشادات اور وحی آسمانی کے صاف احکام پر ادنیٰ سے ادنیٰ لذت کا ترک کرنا گوارا نہیں، نبی کریم ﷺ اور آپ کی آل واصحابؓ کی زندگی اور معیار زندگی کو اول سے آخر تک دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی نعمتوں سے دل بستگی سراسر جنون ہے۔

الغرض! یہ ہے ''فتنہ پیٹ'' کا صحیح علاج جو انبیائے کرام علیہم السلام اور بالخصوص سید کائنات ﷺ نے تجویز فرمایا: اور اگر انسان ''پیٹ کی شہوت'' کے فتنہ سے بچ نکلے، تو ان شاء اللہ فرج کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا کہ یہ خرمستی پیٹ بھرے آدمی کو سوجھتی ہے، بھوکا آدمی اس کی آرزو کب کریگا!؟ ان ہی دو شہوتوں سے بچنے کا نام اسلام کی اصطلاح میں ''تقویٰ'' ہے، جس پر بڑی بشارتیں دی گئی ہیں، خلاصہ یہ کہ جس طرح ضعیف مریض کو بقائے حیات کے لیے ہلکی پھلکی معمولی غذا کا مشورہ دیا جاتا ہے، اور زبان کے چسکے سے بچنے کی سخت تاکید کی جاتی ہے؛ تاکہ مطلوبہ اعلیٰ صحت نصیب ہو، بس یہی حیثیت اسلام کی نظر میں دنیا کی ہے۔

۞...۞...۞

اہل کفر کا اہل اسلام پر غلبے کا فتنہ

دور حاضر کا ایک اور بڑا فتنہ کفار کا اہل اسلام پر غلبہ پالینا ہے؛ اقتصادی، سیاسی اور معاشی طور پر کفار کا مسلمانوں پر غالب آجانا بھی ایک فتنہ ہے، یہ فتنہ اس وقت برپا ہوتا ہے، جب مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی ذمہ داریوں کو بجا نہیں لاتے اور انہیں انجام دینے میں سستی اور کوتاہی سے کام لیتے ہیں۔

غزوۂ احد میں جب حضراتِ صحابہؓ پر کفار کا غلبہ ہوا، تو بعض صحابہؓ کے دل میں آیا کہ ہم پر کافر غالب آگئے ہیں، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ کیا ہمارے پاس سچا دین نہیں ہے؟ تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی:

{قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ} (سورۃ آل عمران: ۱۶۵) کہہ دیجیے کہ وہ تمہاری اپنی جانب سے ہی ہے۔

تمہارے اپنے اندر کی کمزوری ہے، اس کمزوری کی وجہ سے ایسا ہوا ہے، تم نے حضور ﷺ کی ہدایات پر عمل نہیں کیا تھا، یہ اسی کا نتیجہ ہے اور فرمایا:

{وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ} (سورۃ الشوریٰ: ۳۰)

اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے، یہ تمہارے اپنے ہاتھوں کے نتائج ہیں (اپنے اعمال کی بدولت ہیں) اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت سے گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

آج مسلمانوں کے پاس ستاون ۵۷/ ممالک ہیں، شاید اتنے ممالک مسلمانوں کے پاس کبھی نہیں آئے؛ معدنیات کے ذخائر کے بڑے حصے مسلمانوں کے ممالک میں واقع ہیں، مجموعی طور پر مسلم ممالک کے پاس موجود تجارتی بندرگاہوں کی تعداد بھی ماضی کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے؛ دنیا میں پائے جانے والے تیل اور پٹرول کے معلوم ذخائر میں سے ۷۰/ فیصد مسلمان ممالک کے پاس ہیں، آبادی کے لحاظ سے مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد ماضی میں کبھی موجود نہیں تھی؛ پھر جو ممالک مسلمانوں کے پاس ہیں ان کے اندر چار موسم آتے ہیں، جن سے دنیا کے دوسرے ممالک محروم ہیں، کسی چیز کی کمی نہیں ہے، کمی ہے؛ تو بس یہ کہ دین کی محبت اور لگن نہیں رہی اور اس کی جگہ دلوں میں دنیا اور مال کی محبت آگئی ہے؟

کفر کا فتنہ ایسے ہی نہیں آجاتا، بلکہ یہ مسلمانوں کی اجتماعی کمزوریوں سے آتا ہے، جن کی نشاندہی رسول کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔

غلبۂ کفر ارتداد کا سبب بنتا ہے

جب اہل ایمان پر کفر کا غلبہ ہوتا ہے، تو اس سے ایک بڑا فتنہ برپا ہونے لگتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان اپنا دین چھوڑنے لگتے ہیں اور کفر کی طرف جانا شروع ہوجاتے ہیں، دنیا کے فائدے کی خاطر دین کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں؛ ارتداد کا عام رواج پڑجاتا ہے، لوگ مرتد ہونا شروع ہوجاتے ہیں، جب کفر کا غلبہ ہوتا ہے، تو لوگ اقتصادی، معاشی، عسکری اور فوجی طور پر مضبوط اور طاقتور ممالک کی ثقافت وتہذیب اور نظریات سے متاثر ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

کفار کا پہلا حربہ

مسلمانوں پر اپنا غلبہ اور تسلط قائم کرنے کے لیے اہل کفر کبھی اپنی طاقت کی بنیاد پر دھمکی دے کر اپنے

مطالبات منظور کرواتے ہیں کہ ہمارا یہ آرڈر مانو، اسے تسلیم کرو، ہماری پالیسیوں پر عمل کرو؛ ورنہ ہم یوں کردیں گے، ہمارا پسندیدہ نظامِ زندگی اپنے معاشرے میں رواج دو؛ ورنہ ہم امداد بند کردیں گے، ہمارا منظور شدہ نصاب تعلیم اپنے تعلیمی اداروں میں نافذ کرو؛ ورنہ ہم اقتصادی پابندیاں عائد کردیں گے۔ کبھی یہ دھمکیاں اجتماعی طور پر دی جاتی ہیں اور کبھی انفرادی طور پر دھمکایا جاتا ہے؛ کوئی مسلمان جب انفرادی طور پر کسی ایسے ماحول میں پھنس جاتا ہے، تو اسے کہا جاتا ہے، کہ مرتد بن جاؤ؛ ورنہ نوکری سے چھٹی ہوجائے گی، ملازمت ختم ہوجائے گی، اس ملک سے نکال دیا جائے گا۔

کفار کا دوسرا حربہ

کفار کا دوسرا حربہ یہ ہوتا ہے کہ ترغیب، لالچ اور امداد کا واسطہ دیا جاتا ہے کہ اتنی امداد تمہیں ملے گی، تمہیں یہ منصب مل جائے گا، تمہیں یہ عہدہ مل جائے گا، تمہیں فلاں فلاں سہولیات مل جائیں گی، تمہیں فلاں ملک کے اندر رہائش مل جائے گی یا فلاں ملک کا ویزہ مل جائے گا۔

تیسرا حربہ

اہل کفر کا تیسرا حربہ یہ ہوتا ہے (اِیْقَاعُھُمْ فِیْ نَوَاقِضِ الْاِسْلَامِ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ) کہ مسلمانوں کو غیر شعوری طور پر ایسی چیزوں اور امور وافعال میں مشغول کردیا جاتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کے بالکل مخالف ہوتے ہیں، کفر اسلام پر ایسے پوشیدہ حملے کرتا ہے، کہ عام طور پر لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا اور آہستہ آہستہ مسلمانوں کی فکر، سوچ اور عقیدہ بدل جاتا ہے، کیوں کہ کفار کے اختیار میں دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ ہیں، دنیا بھر کی ٹیکنالوجی ہے، اس ٹیکنالوجی کے ذریعے مسلمان معاشروں، سوسائٹیز، اداروں اور حکومتوں میں اپنی ارتدادی مہم اس انداز میں چلاتے ہیں کہ مسلمانوں کی عقل اور نظریات میں تبدیلی آنا شروع ہوجاتی ہے اور اسلام کی وہ محکم اور مضبوط بنیادیں، جن پر صدیوں سے اتفاق چلا آرہا ہے، ان کے بارے میں مسلمان شکوک کے اندر مبتلا ہوجاتے ہیں؛ چوں کہ ایمان نام ہے یقین کا، اس لیے جہاں شک پیدا ہوجائے، وہاں ایمان کی چھٹی ہوجاتی ہے۔

پھر مسلمان کہتا ہے، پتہ نہیں قبر کا عذاب ہوگا یا نہیں، پتہ نہیں مرنے کے بعد اٹھیں گے یا نہیں، پتہ نہیں پل صراط ہوگا یا نہیں، پتہ نہیں کہ نامۂ اعمال ہوگا بھی کہ نہیں، اعمال کا وزن ہوگا یا نہیں، اگر ہوگا تو کیسے ہوگا؟ پتہ نہیں یہ حدیث صحیح ہے بھی کہ نہیں؟ اتنی صدیوں بعد کیسے صحیح ہوسکتی ہے؟

چوتھا حربہ

کفار کی جانب سے ارتداد کی طرف لے جانے والا چوتھا حربہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو مکمل طور پر لہو ولعب میں مشغول کردیا جاتا ہے، لہو ولعب میں اس قدر مصروف کردیا جاتا ہے کہ انہیں اپنے گھر بار، خاندان اور مذہب تک کی فکر نہیں رہتی، پہلے صرف مردوں کی ٹیم ہوا کرتی تھی، اب تو عورتوں کی بھی ٹیم ہے۔

پانچواں حربہ

مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے پانچواں حربہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی زندگی سے قرآن اور قرآن کا اصل مفہوم ختم کردیا جائے، اس لیے یہودیوں نے کہا تھا کہ اگر چاہتے ہو کہ یہودیت کا غلبہ اور تسلط سارے مسلمانوں پر ہوجائے، تو پھر ضروری ہے کہ تم مسلمانوں کے اندر سے قرآن اور قرآن کے صحیح مفہوم کو ختم کردو۔

ہماری ذمہ داری

آج یہ فتنہ برپا ہے، اس موقع پر آپ کی اور میری ذمہ داری کیا بنتی ہے؟ کیا کرنا ہے؟ علاج کیسے ہو اس کا؟ تو اس کا پہلا علاج تو یہ ہے کہ اپنا محاسبہ کریں کہ میں خود اپنی ذات کے اعتبار سے دین پر کتنا چل رہا ہوں۔

دوسرے نمبر پر یہ کہ میں اسلام کے دفاع، خدمت اور حفاظت واشاعت کے لیے کتنا وقت دے رہا ہوں، کتنا مال اور کتنی جان لگا رہا ہوں، یہ دین صرف مولوی کا نہیں، میرا اور آپ کا بھی ہے، صرف پیارے رسول ﷺ کا نہیں ہے، میرا اور آپ کا بھی ہے۔

یہ دین امانتاً ہمیں ملا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اسے اس بات کا احساس ہو کہ میں اپنی ذات کے اعتبار سے دین پر کتنا چل رہا ہوں؟ حفاظت دین کے لیے میرا مال کتنا لگ رہا ہے؟ میری جان کتنی لگ رہی ہے؟ میرا وقت کتنا خرچ ہو رہا ہے؟ میری صلاحیتیں کتنی لگ رہی ہیں؟ اس کا محاسبہ کرنا چاہیے۔

امت کی اجتماعی ذمہ داریاں

اس لیے کہ دین کی حفاظت کے لیے پہلی چیز افراد سازی ہے کہ ایسے افراد تیار کئے جائیں، جو دین اور دنیا دونوں کے تعلیم یافتہ اور ماہر ہوں، اچھے ماحول کے اندر عصری علوم پڑھیں، دوسری چیز ی ہے کہ اس دین کو پھیلانے والے ہوں اور تیسری چیز یہ ہے کہ اس دین کی راہ میں جتنی رکاوٹیں ہیں، انہیں دور کرنے کے لیے تمام کوششیں عمل میں لائیں، اگر طاقت کے لحاظ سے دشمن مقابلے پر آرہا ہے، تو اس طاقت کی رکاوٹ کو دور

کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہوں۔

یہ امت کی تین اجتماعی ذمہ داریاں ہیں، جب بھی امت کے اندر یہ تینوں چیزیں وجود میں آئیں گی اور مسلمان ان کو زندہ کریں گے، تو اللہ پاک اس کا انعام انہیں خلافت کی صورت میں دیں گے۔

{لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا} (سورۃ النور:۵۵)

البتہ (اللہ تعالیٰ) انہیں زمین میں حاکم بنادے گا، جس طرح ان سے پہلے والوں کو حاکم بنایا تھا، اور ان کے لیے ان کا دین مضبوط کردے گا، جو ان کے لیے پسند کردیا گیا اور ان کے ڈر اور خوف کو امن میں بدل دے گا۔

کفر کے غلبہ کا فتنہ ہے اور اس وقت ہمارے لیے دعوت فکر یہ ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں کہ اس وقت ہم کہاں کھڑے ہیں؟ اور ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ان کا ادراک کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم قرآن وحدیث کی تعلیمات پر عمل کرکے، اس فتنہ سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

ملخص از: دورِ حاضر کے فتنے، مولانا عبد الستار صاحب

۞...۞...۞

کفار سے دوستی کا فتنہ

ایک اور بڑا فتنہ جس کا شکار موجودہ دور کے مسلمان ہو چکے ہیں وہ (فتنۃ موالاۃ الکفار) یعنی کافروں سے دوستی اور روابط رکھنے کا فتنہ ہے۔

انسانوں کی خدائی تقسیم

اللہ پاک نے دو قومیں بنائی ہیں: {هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ} (سورۃ التغابن)

''وہی ہے جس نے تم کو بنایا، پھر تم میں سے کوئی انکار کرنے والا بنا اور کوئی ایمان لانے والا''۔

اللہ پاک کی تقسیم کے مطابق انسانوں میں دو قسم کے افراد ہیں، ایک ایمان والے اور دوسرے کافر

ہیں؛ دنیا بھر کے مسلمان آپس میں ایک برادری کی طرح ہیں، ایک کنبہ کی طرح ہیں، ایک جسم کے مانند ہیں۔

انسانوں کی صرف یہی دو قسمیں ہیں: مومن اور کافر۔ تقسیم تو دو قسموں پر تھی، لیکن بدقسمتی سے ایمان والوں نے آپس میں نہ جانے کتنی قسمیں بنالی ہیں: پنجابی، پٹھان، بلوچ، مہاجر، اور نہ جانے کیا کیا؟؟ پھر برادریوں میں اختلاف، میمن برادری، سوداگر برادری وغیرہ وغیرہ، سب ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئے ہیں اور جو اصل تقسیم تھی اسے فراموش کردیا ہے، اب مسلمان کا تو یہ حال ہے کہ آغا خانی بھی اس کا دوست بن رہا ہے، ہندو بھی اس کا دوست بن رہا ہے، عیسائی بھی اس کا یار بن رہا ہے، فلاں بھی اس کا دوست بن رہا ہے، اور یہ ایمان والا چوں کہ دوسری برادری کا ہے، دوسری قوم کا ہے، پنجابی ہے، پٹھان ہے میمن ہے، اس لیے اس سے دوستی کے لیے تیار نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

اصل میں انسانوں کی دو قسمیں ہیں: مومن انسان اور کافر انسان۔ قومیں، خاندان اور برادریاں یہ صرف تعارف کے لیے ہیں، پہچان کے لیے ہیں، تاکہ ایمان والوں میں آپس میں پہچان ہوسکے؛ ورنہ اصل تقسیم صرف دو قسموں پر ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان اور ایمان والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں، برادری کا حصہ ہیں۔

اس لیے اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ اپنی برادری سے تو دلی محبت ہو، اور اپنے مسلمانوں سے تو دلی محبت ہو؛ اس لیے کہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، ان کے ساتھ تمہارا اسلامی رشتہ ہے، تمہارے اندر اخوت اسلامی کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوجانا چاہیے قرآن کریم نے ایمان والوں کی نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ آپس میں نرم خو ہوتے ہیں۔

انصار کا ایثار

جب مہاجرین مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ آئے، تو بے سروسامان تھے، ان کے پاس ضروریاتِ زندگی کی چیزیں نہ ہونے کے برابر تھیں اور یہ مہاجرین مدینہ والوں (انصار) کے کوئی خاندانی رشتہ دار نہیں تھے، ان کے درمیان کوئی خونی رشتہ بھی نہیں تھا، نسبی رشتہ بھی نہیں تھا، قومی رشتہ بھی نہیں تھا؛ بلکہ صرف اور صرف دین کی بنیاد پر اسلامی رشتہ تھا؛ اب چوں کہ اسلامی رشتہ وہاں مضبوط تھا، تو انصار نے مہاجرین سے کہا کہ ہماری دو دو، تین تین بیویاں ہیں، آپ لوگ یہاں اجنبی ہیں، بیوی بچے چھوڑ کر آئے ہیں، اس لیے ہم اپنی ایک ایک بیوی کو طلاق دیتے ہیں، آپ لوگ ان سے نکاح کرلیں۔ (اللہ اکبر) اگر کسی انصاری کے پاس دو دکانیں تھیں تو اس نے ایک دکان اپنے مہاجر بھائی کو دی کہ یہ تم لے لو، اگر کسی کے پاس دو تین زمینیں تھیں، تو اس نے اپنے مہاجر بھائی سے کہا کہ میری دو تین جگہ کھیتیاں ہیں، ایک تم لے لو۔

اس اخوت کا تو آج کا مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا؛ صرف دینی اور مذہبی رشتے کی بنیاد پر بھائی چارگی

کا ایسا عظیم الشان مظاہرہ کسی اور قوم نے آج تک پیش نہیں کیا، اس لیے کہ پیارے نبی ﷺ نے دینی اور مذہبی رشتہ ہی ایسا مضبوط کرادیا تھا کہ اس کے سامنے دیگر رشتے ہیچ تھے۔

مومن کی شان

تو مومنوں کی شان یہ ہے کہ آپس میں نرم ہوں اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں، کفار کے ساتھ ان کا یہ رویہ دوستی والا نہ ہو، دلی محبت والا نہ ہو، بھروسے اور اعتماد والا نہ ہو۔

{لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء} (سورۃ الممتحنۃ)

جو میرے اور تمہارے دشمن ہیں، ان کو اپنا دوست مت بنانا (ان سے دوستیاں نہ لگانا اس لیے کہ وہ تمہارے دوست ہو ہی نہیں سکتے۔

{یاایھا الذین آمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر} (سورۃ آل عمران:۱۸)

اے ایمان والو! تم کافروں کو ہرگز اپنا رازدار نہ بناؤ (انہیں موقع ملا تو) یہ تمہارا نقصان کرنے میں کسی بھی قسم کی کمی نہیں کریں گے، اور تمہیں جس قدر زیادہ تکلیفوں کا سامنا ہوتا ہے، ان کی خوشی بھی (بڑھتی جاتی ہے) کبھی کبھی ان کا بغض (نفرت) ان کی زبانوں پر بھی ظاہر ہوجاتا ہے، اور یہ اپنے دلوں میں تمہارے بارے میں، جو بغض رکھتے ہیں وہ (ظاہری بغض سے) بہت زیادہ ہے۔

کافروں سے محبت گناہ کبیرہ ہے

کچھ معاملات ایسے ہیں کہ وہ کفر تو نہیں، لیکن کبیرہ گناہ ہیں، مثلاً دل سے ان کے ساتھ محبت کرنا، اس سے اللہ نے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ جب دوستی ہوتی ہے، تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان آہستہ آہستہ اسی کافر دوست کے رنگ میں رنگ جاتا ہے، اسی دوست کے کھانے پینے کا انداز اختیار کرنے لگتا ہے، اسی دوستی کی عادات اختیار کرنے لگتا ہے، اسی دوست کی طرح باتیں کرنے لگتا ہے، اسی کی مشابہت اختیار کرنے لگتا ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کے بارے میں بہت سخت وعید آئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کسی کی مشابہت اختیار کرے گا، تو قیامت میں اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کافروں سے دوستی ہوجاتی ہے، تو کافروں کے ملک میں رہنا پسند آجاتا ہے، وہیں اس کی زندگی گزرتی ہے۔

اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ جب ان لوگوں کی روح قبض ہوگی

اور فرشتے ان لوگوں کے اوپر سختی کریں گے، تو یہ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم اس ملک کے اندر کمزور تھے، ہم دین پر اس لیے نہیں چل سکے کہ کفر کا نظام تھا، کفر کا قانون تھا، کفر کا ماحول تھا، بے دینی تھی؛ تو انہیں جواب ملے گا کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کر لیتے اور اپنا ایمان بچا لیتے؛ تمہیں پیٹ بچانے کی فکر تو ہوئی اور ایمان بچانے کی فکر نہیں ہوئی۔

کفار سے دوستی کا نقصان

اسی طرح جب کافروں سے دوستیاں ہوجاتی ہیں، تو مسلمانوں کے بجائے کافروں کی مدد کی جاتی ہے، ان کے ساتھ تعاون کیا جاتا ہے، ان کی ترقی میں ان کا معاون ومددگار رہنا جاتا ہے؛ حالاں کہ اللہ رب العزت نے اس سے منع فرمایا ہے اور اسی طریقے سے جب دوستیاں ہوجاتی ہیں، تو کافروں کی جو خاص رسومات ہوتی ہیں، جیسے یوم پیدائش ہوگیا، کرسمس ہوگئی، ان کی مذہبی رسومات ہوگئیں، ان کے مذہبی طور طریقے ہوگئے یا ان کے معاشرے کی خاص تاریخیں، جن میں وہ خوشیاں مناتے ہیں اور مجالس قائم کرتے ہیں، ان کے اندر مسلمان شریک ہونے لگتا ہے، جب کہ قرآن کریم ایمان والوں کے بارے میں اعلان کرتا ہے، کہ جو خالص ایمان والے ہوتے ہیں، وہ ان محفلوں میں شریک نہیں ہوتے، مگر جب دوستی ہوجاتی ہے، تو پھر چونکہ دوست آغا خانی ہوتا ہے، ہندو ہوتا ہے، عیسائی ہوتا ہے، اس کی برتھ ڈے ہوتی ہے، تو اس کے لیے جاتے ہیں اور وہاں کھانا بھی کھاتے ہیں اور اب تو اسکول وکالج کے نوجوان مسلمان لڑکے ان کی مذہبی رسومات میں بھی شریک ہوتے ہیں ......اس لیے کہ جب پڑھتے ہی عیسائیوں کے اسکول میں ہیں، ان کی تربیت ہی وہاں ہوتی ہے، تو پرنسپل یا ٹیچر کے بلاوے یا دعوت پر انہیں جانا پڑتا ہے اور ان کی مذہبی رسومات میں بھی شریک ہونا پڑتا ہے۔

ذہنی غلام کا ایک اور نتیجہ

آج مسلمان گھرانوں میں نئے نئے نام سننے میں آتے ہیں، پہلے مسلمانوں کے نام معروف ہوا کرتے تھے، نام سنتے ہی معلوم ہوجاتا تھا کہ یہ مسلمانوں کی برادری سے تعلق رکھتا ہے، اب نام ایسے رکھے جاتے ہیں کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ کون سی برادری ہے! مسلمانوں کی ہے یا کسی اور کی ہے؟!

اب نئے نئے نام رکھے جاتے ہیں؛ کسی فنکار کا نام سن لیا، کہیں کہانی میں پڑھ لیا، کسی اداکار نے کچھ کہہ دیا، کسی میگزین میں آگیا، بس نیا نام رکھ لیا، ان کے اندر جس قسم کے نام استعمال کئے جاتے ہیں، ویسے ہی نام رکھتے ہیں، اس لیے کہ کسی کے نام پر اپنی اولاد کے نام تب ہی رکھے جاتے ہیں، جب دل میں ان کی عظمت بیٹھتی ہے۔

اہل کفر کی دوستی سے بچنے کا طریقہ

اس فتنہ سے نکلنے کا راستہ یہ ہے کہ ہم ایمان کے تقاضوں کو پورا کریں، ان میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ ہماری محبت ،نفرت ،غصہ اور سختی خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، اپنی ذات کے لیے نہ ہو؛ ہم اللہ کے لیے محبت کریں، اللہ کے لیے دیں، اللہ کے لیے روکیں اور جہاں اللہ نے نفرت کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں اللہ ہی کے لیے نفرت کریں۔

کافروں کی ذات سے نفرت نہیں ہے

ہمیں کافروں کی ذات سے نفرت نہیں ہے ،لیکن جب ان کی ذات کفر اختیار کرتی ہے، تو قابل نفرت ہوجاتی ہے، ہاں اگر یہی ذات اسلام کے لبادے میں آجائے، تو ہم اسے سینے سے لگالیں گے؛ کیوں کہ ذات سے نفرت نہیں ہے ،لیکن جب ذات کفر اختیار کررہی ہے، تو قابل نفرت ہوگی، اس لیے کہ جہنم میں اس کی ذات ہی تو جائے گی ،نظریہ تو نہیں جائے گا؛ ہاں ذات سے نفرت بایں معنی نہیں کہ اگر کلمہ پڑھ لے، تو اسلامی برادری یہ نہیں کہے گی تو تو کافر تھا؛ نہیں ایسا نہیں ،نفرت تیری ذات سے نہیں، بلکہ تیرے نظریے سے تھی، تو نے وہ چھوڑ دیا اب تو ہمارا اسلامی بھائی ہے اور ہمیں قبول ہے۔

اسلام دنیا کا سب سے سچا مذہب ہے

اسلام دنیا کا سب سے بڑا اور سچا مذہب ہے اس لیے ہمیں اپنے مذہب اور دین پر فخر کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری دوستی اور یاری بھی اللہ کے لیے ہو، نفرت اور بغض بھی اللہ کے لیے ہو، تمام اعمال میں اللہ کی رضا مقدم ہو، یہی کمالِ ایمان کی علامت ہے۔ ملخص از: دورِ حاضر کے فتنے، مولانا عبدالستار صاحب

مصیبت کا فتنہ

دنیا کے اندر رہتے ہوئے ،انسان کا واسطہ جن فتنوں سے پڑتا ہے، ان فتنوں میں سے ایک فتنہ (فتنۃ الضراء) ہے؛ کچھ لوگ تو اس فتنہ کا شکار ہوکر، اس حالت کو اپنے لیے باعث رحمت اور باعث نجات بنا لیتے ہیں اور کچھ لوگ اس فتنے کے اندر رہ کر شیطان کی راہ پر چل نکلتے ہیں؛ یہ حالت ہے آزمائش کی، تکلیف کی، بیماری

کی، دردکی، مال کی کمی کی، کاروبار کے نقصان کی، اولاد سے محرومی کی؛ یہ دنیا ہے، یہاں ہر شخص پر ملے جلے احوال آتے ہیں، کبھی طبیعت کے مطابق، کبھی طبیعت کے خلاف، کبھی اچھے، کبھی برے؛ یہ دنیاوی فطرت میں شامل ہے، یہاں تک کہ اس دنیا کے سب سے افضل انسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی دونوں قسم کے حالات آئے؛ تکلیف دہ حالات بھی آئے، آزمائش کے حالات بھی آئے، دکھ درد کے حالات بھی آئے، بیماری کے حالات بھی آئے؛ یہ سب حالات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آئے۔

انبیا پر سب سے زیادہ آزمائشیں آئی ہیں

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جب پوچھا گیا کہ

''أي الناس أشد بلاء؟ قال: الأنبياء ثم الأمثل فالأمثل''

(ترمذی، باب الصبر علی البلاء، ج۲ ص۶۵)

انسانوں میں سے کن پر سب سے بڑی آزمائشیں آئی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑی آزمائشیں انبیاء پر آئی ہیں، پھر جو ان کے جتنا قریب ہوتا ہے (اتنا ہی اس پر آزمائشیں آتی ہیں)۔

آزمائش کا معیار

آدمی کا امتحان اس کی دینداری کے بقدر ہوا کرتا ہے (سبحان اللہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دین، چونکہ بہت بڑھیا تھا، اس لیے انگاروں پر لٹائے جاتے تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان، چونکہ بہت بڑھیا تھا اس لیے گھر اور وطن سب کچھ چھڑا کر دین پر چلانے کی آزمائش کی گئی؛ تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ دین پر کتنا چل سکتے ہیں۔ اس لیے اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ {أُولٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ} (سورۃ الحجرات: ۳)

''وہی لوگ ہیں، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔

آزمائش نیک بندوں کی بھی ہوتی ہے؛ انبیا کے بعد پھر صحابہ کا معاملہ، پھر اولیا کا معاملہ، پھر محدثین کا معاملہ، فقہا کا معاملہ۔ امام ابو حنیفہؒ جیل میں پڑے رہے، ان کا جنازہ جیل سے اٹھا؛ ابن تیمیہؒ کا جنازہ جیل سے اٹھا؛ امام احمد بن حنبلؒ کو اللہ کے دین کے لیے کوڑے لگائے گئے؛ امام مالکؒ کا چہرہ سیاہ کرکے مدینہ کی گلیوں میں گھما کر رسوا کرنے کی کوشش کی گئی، یہ سب ایسے بڑے لوگ تھے کہ ان کی قبولیت کی علامت آپ آج بھی دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں اگر ۹۰ رفیصد مسلمان دین پر چل رہے ہیں تو ان کی محنت کے نتیجے میں چل رہے ہیں۔

شیطان کے وسوسوں پر دھیان نہ دیجیے

بسا اوقات شیطان وسوسے ڈالتا ہے کہ ارے تو نمازی بن گیا، پھر بھی تیرے اوپر آزمائش آرہی ہے، تو نے داڑھی رکھ لی اور پھر بھی تکلیفیں آرہی ہیں، تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی تک ایمان بنا کہاں ہے؟ جو آزمائشیں آئیں گی، یہ تو سب اپنے اعمال کی نحوست ہے، ایمان والی آزمائشیں تو بہت سخت ہوا کرتی ہیں، ان آزمائشوں میں صبر کرنا کمالِ ایمان کی علامت ہے۔

سوچ کے دو مختلف زاویے

غور کیجیے کہ سوچ کا ایک زاویہ یہ ہے کہ میں دین پر چلتا ہوں، تو میرا نقصان شروع ہوجاتا ہے؛ سوچ کا دوسرا زاویہ یہ ہے کہ اللہ کا پیارا ہوگیا ہوں اور اللہ مجھے ان آزمائشوں کے ذریعے اور اپنا بنا رہا ہے؛ اب لگتا ہے اللہ کی رحمت متوجہ ہوگئی ہے، اس آزمائش کے ذریعے، اللہ میرے جسم کے ایک ایک بال کو صاف شفاف کر رہا ہے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فما یبرح البلاء بالعبد حتی یترکہ یمشی علی الأرض وما علیہ خطیئۃ'' (ترمذی)

''بندہ دنیا کے اندر آزمائش میں رہتا ہے پھر (کچھ عرصے بعد) یہ زمین پر ایسی حالت میں چلتا پھرتا نظر آتا ہے کہ اس کے جسم پر ایک بھی خطا باقی نہ رہتی'' (ایسا صاف شفاف ہوجاتا ہے)۔

مختلف قسم کی آزمائشیں آتی ہیں: بیٹے کی آزمائش، بیوی کی آزمائش، شوہر کی آزمائش، کاروبار کی آزمائش، خاندان کی آزمائش، اس کے اپنے جسم پر بیماری کی آزمائش، تو جب بڑھیا ایمان ہوتا ہے، تو پھر سوچ یوں بنتی ہے کہ اللہ رب العزت مجھے اور قریب کرنا چاہ رہا ہے اور پیارا بنانا چاہ رہا ہے۔

آزمائش کی فضیلت

پیارے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ آزمائش کی اتنی فضیلت بیان فرمائی کہ حضرت ابوہریرہؓ کہنے لگے کہ یارسول اللہ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے ہمیشہ بخار ہی رہے، لیکن ساتھ یہ دعا بھی کردیں کہ اس کی وجہ سے کہیں میری عبادت میں کمی نہ آئے، بس عبادت کرتا ہی رہوں۔

صبر سے اچھی چیز

صبر سے بھی بڑھیا حالت (حالۃ الرضا) راضی رہنا ہے؛ صبر تو کڑوا گھونٹ ہے، اسے برداشت

کررہا ہے، لیکن اس سے بھی بڑھ کر ایک حالت ہے کہ رب کی رضا پر راضی رہنا، یہ سوچنا کہ میرا بھلا اسی میں ہے؛ آدمی ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے، تو کبھی وہ کڑوی گولی بھی دیتا ہے، کبھی آپریشن بھی کردیتا ہے؛ تو کیا خیال ہے راضی رہتا ہے یا نہیں رہتا؟ نہ صرف راضی رہتا ہے، بلکہ شکریہ بھی ادا کرتا ہے اور شکریہ کے ساتھ ساتھ پیسے بھی ادا کرتا ہے۔

اللہ بھلائی کیسے کرتا ہے

اسی لیے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''إذا أراد اللّٰہ بعبدہ خیراً عجل لہ العقوبة في الدنیا'' (ترمذی، باب الصبر علی البلاء ج ۲ ص ۶۵)

جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا معاملہ (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے، اس کی غلطیوں کی سزا اسے دنیا میں جلدی دے دیتا ہے۔

نافرمان کی سزا کا خدائی طریقہ

وإذا أراد بعبدہ شراً أمسک عنہ بذنبہ حتی یوافي بہ یوم القیامة۔ (حوالہ بالا)

اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے، تو اس کو اس کے گناہوں کی پوری سزا دنیا میں نہیں دیتا، بلکہ ساری سزا جمع کرکے آخرت میں دیتا ہے۔

موجودہ صورتِ حال

آج نہ صبر ہے، نہ رضا ہے، وجہ صرف یہ ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کا یقین ہی نہیں رہا؛ آج تو انسان کہتا ہے، یہاں ٹھاٹھ سے رہوں، وہاں بعد میں دیکھی جائے گی؛ یہاں کچھ نہ ہو، بس اس لیے تکلیف برداشت نہیں ہوتی، اس لیے آزمائش کی گھڑیوں میں شکست کھا جاتا ہے، شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے، شکوے زبان پر آجاتے ہیں، اپنا اجر بھی ضائع کردیتا ہے، آخرت کو بھی برباد کردیتا ہے۔

''مَا یُصِیبُ الْمُؤمِنَ مِنْ ھَمٍّ وَلَا غَمٍّ وَلَا شَيْءٍ إِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِھَا حَتَّی الشَّوکَةَ یُشَاکُھَا''
(صحیح مسلم، ج ۲ ص ۳۱۹)

کسی مومن بندے پر کوئی غم آئے، کوئی مصیبت آئے (کوئی بھی چیز آئے) تو اس سے اللہ اس کی خطائیں معاف کردیتا ہے؛ یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی چبھے، تو اس کے بدلے بھی اللہ اس کی کوئی نہ کوئی خطا

معاف کرتا ہے۔

فتنے سے بچاؤ کا راستہ

اگر اللہ سے تعلق ہوگا تو اس (فتنۃ الضراء/مصیبت کا فتنہ) (جو دنیا میں ہر آدمی پر آتا ہے) سے بچ جائیں گے اور سوچیں گے کہ اس میں میرے لیے بھلائی ہے کہ اس آزمائش کی گھڑی میں، میں اللہ سے کتنا مانگ رہا ہوں، اس کے بغیر میں مانگتا ہی نہیں تھا، اس کی وجہ سے میرا دل صاف ہوگیا ہے۔

اللہ سے تعلق بڑھائیں

اللہ سے تعلق بڑھائیں اور جب بھی کوئی آزمائش آئے، تو خوب اللہ سے مانگیں، خوب اللہ سے تعلق بنائیں، یہ علامت ہے اس بات کی کہ آنے والی زحمت حقیقت میں، اس کے حق میں رحمت ہے، آنے والی مصیبت حقیقت میں نعمت ہے، آنے والے دکھ درد حقیقت میں اسے اللہ کے قریب کرنے والے ہیں، بڑے نصیب والے ہیں، وہ مسلمان جو آزمائشوں کے بعد اپنے اللہ سے جڑ جاتے ہیں؛ ورنہ اگر آزمائش کے آنے کے بعد بھی اسی غفلت میں رہے، اسی مصیبت میں رہے اور موت بھی اسی حال میں آئی تو بہت بڑی تباہی اور خسارے کی بات ہے، کوئی آزمائش یا دکھ درد آئے، تو فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیں، توبہ کرلیں تو یہ آزمائش رحمتوں اور برکتوں کا ذریعہ بن جائے گی۔

ملخص از: دورِ حاضر کے فتنے، مولانا عبدالستار صاحب

خوشحالی کا فتنہ

انسان کی زندگی میں آنے والے فتنوں میں سے ایک فتنہ (فِتنَةُ السَّرَّاءِ) یعنی خوشحالی کا فتنہ ہے؛ جس طریقے سے تکلیف، مصیبت اور آزمائش ایک فتنہ بن سکتی ہے، اسی طرح خوشحالی فراوانی اور زندگی کے وسائل کی کثرت بھی آدمی کے لیے فتنہ بن سکتی ہے، اسی لیے اللہ تعالی نے فرمایا:

{وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ} (الاعراف:۱۶۸)

اور ہم نے انہیں آزمایا نیکیوں کے ساتھ (اچھے حالات کے ساتھ) اور برائیوں کے ساتھ (برے حالات کے ساتھ)۔

اچھائی کے ساتھ بھی اور برائی یعنی مصیبت کے ساتھ بھی، دونوں قسم کی چیزوں کے اندر آزمائش ہوتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کی کرامت

علما نے لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی کرامت یہ نہیں تھی کہ وہ سمندر کے اوپر سے چل کر پار ہو گئے اور ران کے پاؤں بھی گیلے نہیں ہوئے، بلکہ ان کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کے ڈھیر ان کے گھروں میں لگ گئے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے دل کی دنیا کو گندہ نہیں ہونے دیا؛ بہت صاف و شفاف انداز سے دنیا سے گئے، دنیا کی محبت اپنے دل کے اندر نہیں آنے دی۔

وسائل کی کثرت بھی آزمائش ہے

بسا اوقات خوشحالی اور وسائلِ زندگی کی کثرت بھی آدمی کو فتنوں میں مبتلا کر دیتی ہے کہ پہلے نیک تھا، دولت آ گئی تو نیکی ختم، پہلے مسجد کا عادی تھا، زندگی کا معیار بدل گیا، تو اب مسجد میں آنے کو اپنے لیے عیب سمجھنے لگ گیا؛ پہلے اللہ کے سامنے جھک جایا کرتا تھا، اب تکبر کے بول بولتا ہے، تکبر کی چال چلتا ہے؛ پہلے کبھی اللہ سے مانگ لیا کرتا تھا، اب اسے اپنی صلاحیتوں پر حد سے کچھ زیادہ ناز ہو گیا ہے، جتنی مال و دولت کی فراوانی ہوتی چلی گئی، اتنا ہی یہ اللہ سے دور ہوتا چلا گیا، تو یہ مال و دولت اس کے لیے فتنہ بن گیا۔

خوشحالی کی بقا کی کوششیں کفر کا سبب بنتی ہیں

اگر ایک مرتبہ خوشحالی آجائے تو اسے باقی رکھنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے، اسے باقی رکھنے کے لیے بندہ بڑے بڑے پاپڑ بیلتا ہے، اگر ایمان بڑھیا نہ ہو تو خوشحالی کی بقا کے لیے آدمی بسا اوقات کفر کو بھی اختیار کر لیتا ہے، سود کو بھی اختیار کر لیتا ہے اور لوگوں کے مال پر ہاتھ ڈالنے سے بھی نہیں گھبراتا۔

اللہ والے دنیا میں منہمک نہیں ہوتے

اس لیے پیارے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ:

''إِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ'' اللہ کے خاص بندے، دنیا کی آسائش کی زندگی میں زیادہ انہماک اختیار نہیں کرتے (زیادہ رغبت نہیں رکھتے)۔

نبی ﷺ فقر کو پسند فرماتے تھے

آپ ﷺ کا فقر غیر اختیاری نہیں، بلکہ اختیاری تھا کہ آپ ﷺ نے خود ہی نہیں چاہا، اللہ کی طرف سے تو

اس بات کی بھی آفر ہوئی کہ مکہ کی وادی سونے سے بھری ہوئی لے لو؛ لیکن ساتھ ہی یہ بھی آپ ﷺ نے فرمایا:

''وَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ'' (صحیح بخاری، باب الجزیۃ، ج ۱/ص ۴۴۷)

''اللہ کی قسم مجھے تمہارے بارے میں فقر کا اندیشہ نہیں ہے''

بلکہ مجھے اس بات کا اندیشہ اور خدشہ ہے کہ تمہارے لیے دنیا کی فراوانی ہوجائے گی اور اس فراوانی کے اندر تم ایسے مشغول ہوجاؤ گے کہ، یہ دنیا تمہیں ہلاک کردے گی۔

سوچ کو بدلیے

سوچ بدلنی چاہیے آج بدقسمتی سے سوچ یہ ہے کہ، جو ذرا سا دنیا کے لحاظ سے تنگ دست ہو تو، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے، کیسی عجیب سوچ ہے! یہ سوچ نہیں ہونی چاہیے، اللہ تعالیٰ دے دے تو اسے ضائع بھی نہیں کرنا چاہیے؛ اللہ دے دے تو اسے پھینکنا بھی نہیں چاہیے۔

اللہ کے ہاں قبولیت کا معیار دولت نہیں

اللہ کے ہاں قبولیت کا معیار دولت کی کثرت نہیں ہے، دنیاوی وسائل کی کثرت نہیں ہے، اگر اللہ نے بہت دے بھی دیا تو اس کے اندر انہماک نہ ہو کہ ہر وقت اچھے سے اچھا پہننے کی فکر، اچھی سے اچھی سواری کی فکر، اعلیٰ سے اعلیٰ رہائش گاہ کی فکر تو ہو، لیکن دین کی طرف فرائض کی طرف، اپنی ذمہ داریوں اور اللہ کے حقوق کے بارے میں فکر ہی نہ ہو، یہ سچے مسلمان کی سوچ نہیں ہے۔

دنیا کے عاشق کے آخری لمحات

جب دنیا میں انتہائی منہمک شخص کا دنیا سے جانے کا وقت آتا ہے، تو اس کی روح جسم کے ایک روئیں کے اندر ایک ایک بال کے اندر جا گھستی ہے، اس لیے کہ اتنا بڑا بینک بیلنس چھوڑ کر جانے کو اس کا جی کہاں چاہتا ہے، اتنی دکانیں، اتنے کارخانے، اتنی فیکٹریاں چھوڑنے کو اس کا جی کہاں چاہتا ہے، اتنا بڑا محل، اتنا پیسہ چھوڑ کر جانے کو کہاں جی چاہتا ہے، دنیا کی نعمتیں اور مزے چھوڑنے کا دل نہیں چاہتا؛ اس لیے زندگی کے آخری لمحات میں اس کی روح جسم کے ایک ایک بال کے اندر گھس جاتی ہے، جسے فرشتے انتہائی سختی کے ساتھ کھینچ کر باہر نکالتے ہیں، اس لیے دنیا سے محبت کرنے والے شخص کی روح، انتہائی مشکل اور اذیت کے بعد نکلتی ہے۔

نیک بندے کی روح آسانی سے نکلتی ہے

اور جو شخص نیک ہوتا ہے اور آخرت میں اپنے لیے محلات، کوٹھیاں، بنگلے، کھیتیاں باغات نہریں، حوریں اور جواہرات تیار کرلیا کرتا ہے، تو اس کی روح اس کے جسم سے ایسے نکلتی ہے؛ جیسے آٹے کے اندر سے بال نکل جاتا ہے؛ اس لیے کہ ابھی تک تو روح جیل میں تھی، ابھی آزادی ملی ہے، تو جلد سے نکل کر جنت کا رخ

کرتی ہے اور وہاں جا کر اپنا ٹھکانہ پکڑتی ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ''۔ (مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الرقاق، ص ۴۳۹) ''دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے''۔

ارے دنیا تو مومن کے لیے جیل ہے، اس کی روح اس پنجرے کے اندر ہے، جیسے ہی اسے آزادی کا پروانہ ملتا ہے، خوشی کے مارے فوراً نکل جاتی ہے۔

خوشحالی کے فتنے سے نجات کا پہلا نسخہ

خوشحالی کے فتنے سے بچنے کے لیے پہلی چیز یہ ہے کہ اپنی زندگی میں قناعت پسندی کو لائیں، کیوں کہ آمدنی ذاتی اختیار میں ہوا کرتی، آج لاکھ آرہا ہے، تو ضروری نہیں کہ کل بھی لاکھ ہی ملے؛ اس لیے اپنی زندگی کا معیار سادہ رکھیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اَلَا تَسْمَعُوْنَ، اَلَا تَسْمَعُوْنَ، إِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ''

ارے سنتے نہیں! ارے سنتے نہیں! بے شک سادگی ایمان میں سے ہے۔ (ایمان کا تقاضا ہے)

(ابو داود، کتاب الترجل، ج ۲/ص ۲۲۰، رحمانیہ)

خوشحالی کے فتنے سے نجات کا دوسرا نسخہ

دوسری چیز یہ ہے کہ اگر اس فتنہ سے بچنا چاہتے ہیں، تو جتنا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: {كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ} (سورۃ البقرۃ: ۱۷۲)

''کھاؤ وہ پاکیزہ چیزیں، جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو''۔

اللہ کا خوب شکر بجالاؤ اور شکر کی حقیقت تین چیزیں ہیں: ایک زبان سے اللہ کا شکر، دوسرا دل سے یہ کہے کہ اے اللہ، یہ سب کچھ تیرے فضل سے ہے، میرا کوئی کمال نہیں، تیری نعمت ہے، اگر تو نہ چاہتا تو میں فقیر اور محتاج ہوتا؛ زبان سے الحمد للہ کہا اور دل کہے کہ یہ سب اللہ کا عطا کردہ ہے اور تیسری چیز جو شکر کی حقیقت میں داخل ہے کہ اللہ نے جو نعمت دی ہے، اس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو، اس کو اللہ کی اطاعت میں استعمال کیا جائے۔ (تحفۃ الغافلین)

ملخص از: دورِ حاضر کے فتنے، مولانا عبدالستار صاحب

❁...❁...❁

علما و مصلحین اور ان کے فتنے

محدث العصر حضرت مولانا سید یوسف بنوری قدس سرہ

سب سے بڑا صدمہ یہ ہے کہ مصلحین کی جماعتوں میں، جو فتنے آج کل رونما ہو رہے ہیں نہایت

خطرناک ہیں، تفصیل کا موقع نہیں، لیکن فہرست کے درجہ میں چند باتوں کا ذکر ناگزیر ہے:

۱-مصلحت اندیشی کا فتنہ

یہ فتنہ آج کل خوب برگ و بار لا رہا ہے، کوئی دینی یا علمی خدمت کی جائے، اس میں پیشِ نظر دنیاوی مصالح رہتے ہیں، اس فتنہ کی بنیاد نفاق ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سی دینی و علمی خدمات برکت سے خالی ہیں۔

۲-ہر دلعزیزی کا فتنہ

جو بات کہی جاتی ہے اس میں یہ خیال رہتا ہے کہ کوئی بھی ناراض نہ ہو، سب خوش رہیں، اس فتنہ کی اساس حبِّ جاہ ہے۔

۳-اپنی رائے پر جمود و اصرار

اپنی بات کو صحیح وصواب اور قطعی ویقینی سمجھنا، دوسروں کی بات کو درخورِ اعتنا اور لائقِ التفات نہ سمجھنا، بس یہ یقین کرنا کہ میرا موقف سو فیصد حق اور درست ہے، اور دوسرے کی رائے سو فیصد غلط اور باطل، یہ اعجاب بالرائے کا فتنہ ہے اور آج کل سیاسی جماعتیں اس مرض کا شکار ہیں، کوئی جماعت دوسرے کی بات سننا گوارا نہیں کرتی، نہ حق دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ مخالف کی رائے کسی درجہ میں صحیح ہو یا یہ کہ شاید وہ بھی یہی چاہتے ہوں، جو ہم چاہتے ہیں صرف تعبیر اور عنوان کا فرق یا ''الاھم فالاھم'' کی تعیین کا اختلاف ہو۔

۴-سوءِ ظن کا فتنہ

ہر شخص یا ہر جماعت کا خیال یہ ہے کہ ہماری جماعت کا ہر ہر فرد مخلص ہے اور ان کی نیت بخیر ہے، اور باقی تمام جماعتیں جو ہماری جماعت سے اتفاق نہیں رکھتیں، وہ سب خود غرض ہیں؛ ان کی نیت صحیح نہیں، بلکہ اغراض پر مبنی ہیں؛ اس کا منشا بھی عجب و کبر ہے۔

۵-سوءِ فہم کا فتنہ

کوئی شخص کسی مخالف کی بات جب سن لیتا ہے، تو فوراً اسے اپنا مخالف سمجھ کر اس سے نہ صرف نفرت کا اظہار کرتا ہے، بلکہ مکروہ انداز میں اس کی تردید فرض سمجھی جاتی ہے، مخالف کی ایک ایسی بات میں جس کے کئی احتمال اور مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں، وہی توجیہ اختیار کریں گے، جس میں اس کی تحقیر و تذلیل ہو؛ کیا درج ذیل آیت اور حدیثِ مبارکہ کی نصوص مرفوع العمل ہو چکی ہیں؟

{إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ} ترجمہ: اور یقیناً بعض گمان گناہ ہیں۔

اور اسی طرح حدیث مبارکہ ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ)) ترجمہ: بدگمانی سے بچا کرو؛ کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور بڑے بڑے جھوٹ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

۶- بہتان طرازی کا فتنہ

مخالفین کی تذلیل وتحقیر کرنا، بلا سند ان کی طرف گھناؤنی باتیں منسوب کرنا، اگر کسی مخالف کی بات ذرا بھی کسی نے نقل کردی، بلا تحقیق اس پر یقین کر لینا اور مزے لیکر محافل ومجالس کی زینت بنانا، بالفرض اگر خود بہتان طرازی نہ بھی کریں، دوسروں کی سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق صحیح سمجھنا، کیا یہ اس نص قرآنی کے خلاف نہیں؟

{إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا}

ترجمہ: اگر آئے تمہارے پاس کوئی گناہ گار خبر لے کر تو تحقیق کرلو۔

۷- جذبۂ انتقام کا فتنہ

کسی شخص کو کسی شخص سے عداوت ونفرت یا بدگمانی ہو تو وہ مجبوراً خاموش رہتا ہے، لیکن جب ذرا اقتدار مل جاتا ہے طاقت آجاتی ہے، تو پھر خاموشی کا سوال پیدا نہیں ہوتا، گویا یہ خاموشی معافی اور درگزر کی وجہ سے نہیں تھی؛ بلکہ بیچارگی وناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے تھی، جب طاقت آگئی تو انتقام لینا شروع کیا، رحم وکرم اور عفو ودرگزر سب ختم۔

۸- حب شہرت کا فتنہ

کوئی دینی یا علمی یا سیاسی کام کیا جائے، آرزو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ داد ملے اور تحسین وآفرین کے نعرے بلند ہوں، درحقیقت اخلاص کی کمی یا فقدان سے اور خودنمائی وریاکاری کی خواہش سے، یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے، صحیح کام کرنے والوں میں یہ مرض پیدا ہوگیا! درحقیقت یہ شرک خفی ہے، حق تعالیٰ کے دربار میں کسی دینی یا علمی خدمت کا وزن اخلاص سے ہی بڑھتا ہے، اور یہی تمام اعمال میں قبول عند اللہ کا معیار ہے، اخبارات، جلسے جلوس اور (علماء کے بیرون ملکوں کے) دورے زیادہ تر اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

۹- خطابت یا تقریر کا فتنہ

یہ فتنہ عام ہوتا جارہا ہے کہ لن ترانیاں انتہا درجہ میں ہوں، عملی کام صفر کے درجہ میں ہو، قوالی کا شوق

دامن گیر ہے، عمل و کردار سے زیادہ واسطہ نہیں {یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون} ترجمہ: ''اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے؟ بڑی بیزاری کی بات ہے اللہ کے ہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو''۔ خطیب اس انداز سے تقریر کرتا ہے، گویا تمام جہاں کا درد اس کے دل میں ہے، لیکن جب عملی زندگی سے نسبت کی جائے تو درجہ صفر ہوتا ہے۔

۱۰- دِعایۃ یعنی پروپیگنڈہ کا فتنہ

جو جماعتیں وجود میں آئی ہیں، خصوصاً سیاسی جماعتیں ان میں غلط پروپیگنڈہ اور واقعات کے خلاف جوڑ توڑ کی وبا اتنی پھیل گئی ہے، جس میں نہ دین ہے اور نہ اخلاق، نہ عقل ہے نہ انصاف، محض یورپ کی دین باختہ تہذیب کی نقالی ہے، اخبارات، اشتہارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن تمام اس کے مظاہر ہیں۔

۱۱- تنظیم سازی کا فتنہ

چند اشخاص کسی بات پر متفق ہو گئے یا کسی جماعت سے ذرا اختلاف رائے ہو گیا، ایک نئی جماعت کی تشکیل ہو گئی؛ طویل و عریض اغراض و مقاصد بتائے جاتے ہیں، پروپیگنڈہ کے لیے فوراً اخبار نکالا جاتا ہے، بیانات چھپتے ہیں کہ اسلام اور ملک بس ہماری جماعت کے دم قدم سے باقی رہ سکتا ہے؛ نہایت دل کش عنوانات اور جاذب نظر الفاظ و کلمات سے قرار دادیں اور تجویزیں چھپنے لگتی ہیں، امت میں تفرق و انتشار اور گروہ بندی کی آفت اسی رائے سے آئی ہے۔

۱۲- عصبیت جاہلیت کا فتنہ

اپنی پارٹی کی ہر بات خواہ وہ کیسی ہی غلط ہو، اس کی حمایت و تائید کی جاتی ہے، اور مخالف کی ہر بات پر تنقید کرنا سب سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے، مدعی اسلام جماعتوں کے اخبار و رسائل، تصویریں، کارٹون سینما کے اشتہار، سود اور قمار کے اشتہار اور گندے مضامین شائع کرتے ہیں، مگر چونکہ اپنی جماعت کے حامی ہیں اس لیے جاہلی تعصب کی بنا پر ان سب کو بنظر استحسان دیکھا جاتا ہے؛ الغرض جو اپنا حامی ہو، وہ تمام بدکرداریوں کے باوجود پکا مسلمان ہے اور جو اپنا مخالف ہو اس کی نماز روزہ کا بھی مذاق اڑایا جاتا ہے۔

۱۳- حب مال کا فتنہ

حدیث میں تو آیا ہے کہ: ''حب الدنیا رأس کل خطیئۃ'' یعنی دنیا کی محبت تمام گناہوں کی

جڑ ہے، حقیقت میں تمام فتنوں کا قدرِ مشترک حبِّ جاہ یا حبِّ مال ہے، بہت سے حضرات ''رَبَّنا اٰتِنَا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً'' کو دنیا کی جستجو اور محبت کے لیے دلیل بناتے ہیں؛ حالانکہ بات واضح ہے کہ ایک ہے دنیا سے تعلق اور ضروریات کا حصول اس سے انکار نہیں؛ نیز ایک ہے طبعی محبت جو مال اور آسائش سے ہوتی ہے، اس سے بھی انکار نہیں، مقصد تو یہ ہے کہ حبِّ دنیا یا حبِّ مال کا اتنا غلبہ نہ ہو کہ شریعتِ محمدیہ اور دینِ اسلام کے تمام تقاضے ختم یا مغلوب ہوجائیں؛ اقتصاد و اعتدال کی ضرورت ہے عوام سے شکایت کیا کی جائے؟ آج کل عوام سے یہ فتنہ گزر کر خواص کے قلوب میں بھی آ رہا ہے الا ماشاء اللہ، اس فتنے کی تفصیلات کے لیے ایک طویل مقالے کی ضرورت ہے، حق تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، ہم ان مختصر اشاروں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ایک دعا پر ختم کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِي إِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً فِيمَا تُحِبُّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّي مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِي فِيمَا تُحِبُّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَهْلِي وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔

علماء و مصلحین کے فرائض

اس جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ خود صحیح ہوں اور ایمان و تقویٰ اور اخلاق و عملِ صالح سے آراستہ ہوں، اور دوسرا فرض یہ ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے منصب پر فائز ہوں اور صراطِ مستقیم کی طرف امت کی راہنمائی کریں اور کسی قسم کا نقص (اعتقادی، اخلاقی یا عملی) امت میں واقع ہو تو اس کے لیے بے چین ہوجائیں اور اس کی اصلاح کے لیے صحیح تدابیر کریں، اگر خود ان ہی میں نقص آجائے تو امت کے عوام کا خراب ہونا لازمی ہے؛ اسی طرح اگر وہ اپنے مقام و مسند کو چھوڑ بیٹھیں، دعوت و تبلیغ اور اصلاح و تزکیہ کی خدمت سے دست کش ہوجائیں اور اصلاحِ امت کی فکر کو بالائے طاق رکھ دیں، تو اس کے نتیجہ میں پوری امت فساد اور بدعملی کی لپیٹ میں آجاتی ہے۔

بہر کیف امت کے لیے سب سے بڑا فتنہ یہ ہوتا ہے کہ مصلحین امت اپنے فریضۂ منصبی سے غافل ہوجائیں اور جب رفتہ رفتہ یہ مرض یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ علمائے امت خود اپنی اصلاح سے بھی غافل اور مختلف امراض اور فتنوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، تو اس کے نتیجہ میں امت پر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ امت امراض کے انتہائی خطرناک درجہ تک پہنچ جاتی ہے اور اس وقت کوئی توقع نہیں رہتی کہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح کی کوشش مثمر ہوسکے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کلمات میں اسی کا نقشہ یوں پیش کیا گیا ہے:

((إِذَا رَأَيْتَ هَوًى مُتَّبَعًا وَشُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ)) (سنن ابی داود)

ترجمہ: جب تم دیکھو کہ نفسانی خواہشات کی اتباع ہو رہی ہے، طبیعت کی حرص قابل اطاعت بن گئی ہے، ہر کام میں دنیا کی مصلحت بینی کا خیال رکھا جاتا ہے اور ہر شخص کو اپنی رائے پر ناز ہے اور اپنی رائے کے خلاف ہر بات کو ہیچ سمجھتا ہے؛ جب نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے، تو پھر اپنی فکر کرنی چاہیے، دنیا کی اصلاح کی فکر ختم کر دینی چاہیے یا یہ کہ تبلیغی فریضہ ساقط ہو جاتا ہے، یہ دوسری بات ہے کہ انتہائی اولوالعزمی سے کام لیا جائے اور اس وقت بھی میدان میں آ کر اس خدمت کو انجام دیا جائے؛ بہر حال جب حالات اتنے مایوس کن نہ ہوں، تو قدم کو جادۂ دعوت و اصلاح سے نہیں ہٹانا چاہیے۔

گروہ بندی اور افتراق سے پرہیز

جس طرح عوام اور قوم کے دوسرے طبقوں میں انتشار و افتراق اور تخریب (گروہ بندی) کار فرما ہے، اسی طرح علمائے کرام کے طبقوں اور دینی اداروں میں بھی تشتت و افتراق موجود ہے، نہ صرف مختلف مکاتبِ فکر کے علما میں، بلکہ ایک ہی مکتبِ فکر کے بزرگوں میں بھی یہی صورتِ حال کار فرما ہے؛ کہیں جمعیت علمائے اسلام ہے؛ تو کہیں جمعیت علمائے پاکستان اور کہیں مجلسِ احرار اسلام موجود ہے، تو کہیں جمعیتِ اہل حدیث، کہیں تنظیمِ اہل سنت ہے، تو کہیں ادارۂ ختم نبوت؛ (کہیں کوئی جمعیت کہیں کوئی جمعیت، لفظِ جمعیت کا بھی خیال نہیں)............ دین کے لیے یہ انتشار و افتراق سانحۂ عظیم ہے، کاش! یہ سب ادارے یا کم از کم ایک ایک مکتبِ خیال کے ادارے ایک مرکز پر جمع اور متحد و متفق ہو جائیں اور پھر باہمی تعاون و مشاورت اور متحدہ نظام کے تحت تقسیمِ کار کے اصول پر، جو جماعت جس مقصد کے لیے زیادہ اہل اور موزوں ہو، وہ کام اس کے سپرد کیا جائے، آپس میں کل ارتباط و اتحاد، تعاون و تناصر اور ہم آہنگی و یگانگت موجود ہو اور سب ایک نظام میں منسلک ہوں۔

۞.....۞.....۞

اباحیت کا فتنہ

ماخوذ از: تاریک فتنے اور قیامت کی علامت

یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے، جس کو ''اباحیت'' کا فتنہ کہا جاتا ہے، یعنی ہر چیز کو حلال قرار دینا، آج کل یہ فتنہ بڑی حد تک پھیل چکا ہے اور روز افزوں اس فتنہ میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، قرآن و حدیث کے صریح اور متفق علیہ محرمات کو یہ کہہ کر حلال کہہ دیا جاتا ہے، کہ اب زمانہ بدل گیا ہے، علما کو وقت کی ضروریات اور زمانہ کے

حالات کے ساتھ چلنا چاہیے۔العیاذ باللہ

اباحیت کی چند مثالیں

۱- شراب اور خنزیر کو یہ کہہ کر حلال کہا گیا کہ یہ پہلے گندے ہوا کرتے تھے، شراب کو گندے طریقے سے بنایا جاتا تھا، خنزیر نجس اور گندگی کھایا کرتا تھا، اب تو حفظانِ صحت کے اصولوں کا لحاظ رکھتے ہوئے صاف ستھری شراب بنائی جاتی ہے، خنزیر کے صاف ستھرے فارم ہوتے ہیں، جہاں ان کی حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق پرورش ہوتی ہے؛ انہیں کھانے کے لیے صاف ستھری غذائیں دی جاتی ہیں؛ لہٰذا اب تو انہیں حلال ہونا چاہیے۔استغفر اللہ

۲- عورتوں کے لیے پردہ کا یہ کہہ کر انکار کیا گیا کہ اب زمانہ بدل گیا ہے، عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ چلنا چاہیے، انہیں کام کاج، شاپنگ، جاب، اور تعلیم وغیرہ کے لیے مردوں کی طرح باہر نکلنا پڑتا ہے، اگر پردہ کریں گی تو یہ سب کام کیسے ہو سکیں گے۔استغفر اللہ

۳- ربا یعنی سود کو پرافٹ کا نام دے کر حلال کر دیا گیا اور وہی قدیم نعرہ ''انما البیع مثل الربا'' یعنی بیع بھی تو سود کی طرح ہے، لگایا گیا، زمانہ کی مجبوریاں پیش کی گئیں کہ اب دنیا کا اقتصادی نظام سود کے بغیر ممکن نہیں؛ لہٰذا سود کو اس زمانہ میں حلال ہونا چاہیے۔استغفر اللہ

۴- تصویر سازی کو یہ کہہ کر کہ یہ وہ قدیم زمانے کی طرح پتھروں کے بت اور مجسمے نہیں ہیں، جنہیں شرک سے بچنے کے لیے منع کیا گیا تھا؛ لہٰذا آج کے زمانے کی فوٹو گرافی میں کوئی حرج نہیں، ان کو حلال ہی ہونا چاہیے۔استغفر اللہ

۵- زنا کو یہ کہہ کر جائز قرار دینے کی باتیں کی جاتی ہیں کہ زنا تو بالجبر ہی ممنوع ہونا چاہیے، جس میں دوسرے کی رضامندی کے بغیر یہ کام ہوتا ہے، اور جب دو عاقل و بالغ لڑکا اور لڑکی آپس میں بخوشی راضی ہوں، تو ان کے باہم ملنے میں کیا قباحت ہے، جیسے بائع اور مشتری بخوشی راضی ہو کر بیع کا معاملہ کرنا چاہیں، تو کوئی قباحت نہیں، اسی طرح زنا بھی جبکہ وہ بخوشی ہو جائز ہونا چاہیے۔علاوہ ازیں زنا کی ایسی بہت سی شکلیں آج معاشرے میں رائج ہو رہی ہیں، جن کو زنا ہونے کے باوجود بھی زنا نہیں کہا جاتا، مثلاً طلاق دینے کے بعد بھی اکٹھے رہنا اور ''ایک مجلس میں تین طلاقوں'' کا ایک ہی طلاق کا فتویٰ لے کر اس کو ایک ہی سمجھنا اور اس کے بعد ساری زندگی اس حرام کاری میں مبتلا رہنا، یہ سب ایسی شکلیں ہیں، جن کی آڑ میں زنا، بدکاری معاشرے میں رائج ہوتی جا رہی ہیں۔أعاذنا اللہ منہ۔

۶- موسیقی، میوزک، گانا بجانا سب جائز ہو چکا ہے، اوران سب کو "روح کی غذا" کا نام دیا گیا ہے، اور ستم بالائے ستم یہ کہ ان غلیظ اور بدبودار چیزوں کو نعتوں، اسلامی نظموں اور دینی پروگراموں کا حصہ بنا کر دین اور شریعت کی اور بھی تذلیل کی گئی، مساجد جیسے مقدس ماحول میں بھی سیل فونز کی ٹونز سراسر گانے اور میوزک پر مشتمل ہوتی ہیں، اور وہ بکثرت نماز کے دوران بجتی ہیں، اور پھر بجتی ہی چلی جاتی ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ

۷- ٹی وی جو کہ تصویر بینی، فحاشی کے فروغ اور ذہنی تخریب کا سب سے مؤثر اور بڑا ذریعہ ہے، اور جس کے روز افزوں مضرتوں اور مفاسد سے کوئی شخص (بشرطیکہ اسے عقل سلیم میں سے کچھ حصہ ملا ہو) انکار نہیں کرسکتا، یہ کہہ کر جائز کر دیا گیا ہے کہ آخر اس میں کیا قباحت ہے، حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا چاہیے، اس میں دینی اور اسلامی پروگرام بھی تو آتے ہیں۔

۸- دھوکہ دہی اور جھوٹ جس کی قباحت و شناعت اور حرمت قرآن وسنت کے اندراتنی واضح ہے، کہ اس میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، لیکن آج کی دنیا میں اسے فیشن، ضرورت، مجبوری، کمانے کا ذریعہ کہہ کر جائز؛ بلکہ بہت حد تک ضروری بھی کر دیا گیا ہے، اس کے جائز ہونے کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس کے بغیر کاروبار نہیں چل سکتا، معاشرے میں سچے اور امانت دار تاجر کو ایک "ناکام تاجر" قرار دیا جا چکا ہے۔ استغفر اللہ

(اسی طرح آج کل عباداتِ محضہ پر بھی اجرت کا جواز، بلکہ استحقاق ثابت کیا جا رہا ہے اور اس کے لیے بھی نہ جانے کیا کیا نام دیکر مثلاً اضافی خدمت، حبسِ وقت، وقت کی ضرورت وغیرہ وغیرہ کہہ کر جائز کیا جا رہا ہے؛ اللہ اس کے درست حل کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے۔ اضافہ از: مرتب)

اباحیت کے فتنہ کی ہمارے معاشرے میں جو شکلیں رائج ہیں، ان کی ایک لمبی فہرست ہے، یہاں بطور نمونہ کے چند چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ اعاذنا اللہ من کل فتنۃ مضلۃ۔ اب اس اباحیت کے فتنے کا ذکر احادیث طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

میری امت میں چند قومیں (ایسی پیدا) ہوں گی جو زنا کو اور ریشم پہننے کو اور شراب پینے کو اور باجوں کو حلال سمجھیں گی۔

"لیکونن من امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف" (بخاری: ۵۵۹۰)

میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر کچھ اور رکھ دیں گے ان کے سروں پر باجے بجائے جائیں گے اور گانے والی عورتیں گائیں گی؛ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں گے اور ان کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔ "لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رئوسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل منھم القردۃ والخنازیر" (ابن
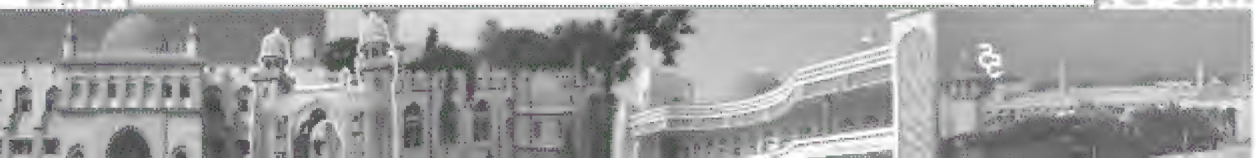
ماجہ:۴۰۲۰) ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے: قریب ہے کہ میری امت شرمگاہوں (زنا) اور ریشم کو حلال کرلے گی۔ ''اوشک ان تستحل امتی فروج النساء والحریر'' (کنز العمال:۳۰۰۰۶)

قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، ایسا وقت ضرور آئے گا کہ میری امت کے کچھ لوگ تکبر وغرور کی حالت میں اتراتے ہوئے، لہو لعب کے ساتھ رات گزاریں گے اور صبح کو بندروں اور خنزیر کی صورت میں مسخ کردے جائیں گے (العیاذ باللہ) ایسا اس لیے ہوگا کیوں کہ وہ حرام کو حلال قرار دیتے ہوں گے، گانے والی عورتوں کو رکھتے ہوں گے، شراب پیتے، سود کھاتے اور ریشم پہنتے ہوں گے۔ ''والذی نفسی بیدہ لیبیتن اناس من امتی علی اشر وبطر ولعب ولھو فیصبحوا قردۃ وخنازیر باستحلالھم المحارم واتخذھم القینات وشربھم الخمر وباکلھم الربا ولبسھم الحریر'' (الترغیب:۲۸۶۵)

حضرت حذیفہؓ کا ایک بڑا ہی قیمتی ارشاد منقول ہے، جس سے اباحیت کے فتنہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں: جو شخص یہ جاننا چاہتا ہو کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوا ہے یا نہیں، اسے چاہیے کہ یہ دیکھے کہ وہ کسی ایسی چیز کو حلال سمجھنے لگا ہے، جس کو وہ پہلے حرام سمجھتا تھا یا کسی ایسی چیز کو حرام سمجھنے لگا ہے، جس کو وہ پہلے حلال سمجھتا تھا، اگر ایسا ہوگیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ فتنہ پڑ چکا ہے۔ ''عن حذیفۃ قال: اذا احب احدکم ان یعلم اصابتہ الفتنۃ ام لا، فلینظر فإن کان رای حلالا کان یراہ حراما فقد اصابتہ الفتنۃ وإن کان یری حراما کان یراہ حلالا فقد اصابتہ'' (مستدرک حاکم:۸۴۴۳)

نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد ہے کہ ''انسان صبح کے وقت مومن اور دیکھتے ہی دیکھتے شام کو کافر ہوجائے گا'' اس کی تشریح میں حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت میں اپنے بھائی کی جان، مال اور اس کی عزت وآبرو کو قابل احترام سمجھنے والا، شام کو حلال سمجھنے لگے گا۔ ''یصبح الرجل مومنا ویمسی کافراً، ویمسی مومنا ویصبح کافراً'' (ترمذی:۲۱۹۵)

لسانیت، قومیت اور عصبیت کا فتنہ

ماخوذ از: تاریک فتنے اور قیامت کی علامت

ایک بہت ہی خطرناک اور گمراہ کن فتنہ ''لسانیت اور عصبیت'' کا فتنہ ہے، جس کی جتنی مذمت اور قباحت بیان کی جائے کم ہے، ہر زمانہ میں یہ فتنہ رہا ہے اور یہ فتنہ جس کی بنیاد پر اسلام کا نام لینے والوں، کلمہ

پڑھنے والوں کے درمیان قتل وغارتگری اور خونریزی وفسادات کی آگ بھڑکتی ہے، تلواریں نکلتی ہیں، خون پانی کی طرح بہتا ہے، انسانی جان بے حیثیت وبے قیمت ہوکر رہ جاتی ہے۔

عصبیت کیا چیز ہے:

عصبیت نام ہے، اس چیز کا: کوئی شخص اپنی قوم اور قبیلہ کی ظلم اور زیادتی میں حمایت ونصرت کرے؛ جیسا کہ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ سے یہی تعریف منقول ہے، حضرت واثلہ بن اسقعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ عصبیت کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْ تُعِیْنَ قَوْمَکَ عَلَی الظُّلْمِ'' عصبیت یہ ہے کہ تم ظلم اور زیادتی میں بھی اپنی قوم کا ساتھ دو۔ (ابوداؤد: ۵۱۱۹)

حضرت فسیلہ فرماتی ہیں، میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ بھی تعصب ہے کہ آدمی اپنی قوم سے محبت کرے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''وَلٰکِنْ مِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یُعِیْنَ الرَّجُلَ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ'' نہیں یہ تعصب نہیں، بلکہ تعصب یہ ہے کہ آدمی (ناحق اور) ظلم میں بھی اپنی قوم کا ساتھ دے۔ (ابن ماجہ: ۳۹۴۹)

واضح رہے کہ اپنی قوم سے محبت کرنا، ان کی حمایت ونصرت کرنا کوئی معیوب اور غیر شرعی چیز نہیں، بلکہ یہ تو اچھی چیز ہے، آپ ﷺ نے ایسے شخص کو پسند فرمایا ہے، ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے، جو اپنے قبیلہ وخاندان کی طرف سے دفاع کرے، لیکن اس وقت جب کہ وہ گناہ (ظلم) نہ کرتے ہوں (اور اگر وہ ظلم کرنے لگیں اور ناحق کسی کو مارتے ہوں تو ان کی ہرگز معاونت نہ کی جائے۔)'' خَیْرُکُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِیْرَتِہٖ مَالَمْ یَاْثَمْ''۔ (ابوداؤد: ۵۱۲۰)

یعنی اس کا خیال رکھنا اور اس شرط کی رعایت کرنا بہت ضروری ہے کہ قوم کی حمایت ونصرت اندھا اور بہرا ہوکر نہ کی جائے، بایں طور کہ حق وباطل، سچ جھوٹ، اچھے برے ہر حال میں ان کی حمایت کرنا، خواہ وہ ظالم ہوں یا مظلوم، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا جاتا تھا اور آج بھی یہی روش اختیار کی جاتی ہے، اور اسی کو عصبیت کا تراشیدہ ''بت'' کہا جاتا ہے؛ جس کی لوگ اندھے اور بہرے ہوکر پرستش کرتے ہیں، جو عقل ونقل کی روشنی میں کسی طور پر جائز نہیں قرآن وسنت کی بھی یہ تعلیم ہے اور عقل سلیم کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ انسان ہمیشہ حق کی حمایت ونصرت کرے خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا، اور باطل کے خلاف نبرد آزما ہو خواہ وہ اپنا ہو یا پرایا۔

جو اندھے جھنڈے کے تحت لڑے (یعنی عصبیت کی طرف بلاتا ہو، یا عصبیت کی وجہ سے غصہ میں آتا ہو، تو اس کا مارا جانا جاہلیت (کی موت) ہے۔ ''مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَۃٍ عُمِّیَّۃٍ یَدْعُوْ اِلَی عَصَبِیَّۃٍ اَوْ یَغْضَبُ

لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ"۔ (ابن ماجہ: ۳۹۴۸) "مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ"۔ (المعجم الکبیر: ۴۱۳)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی طرف بلائے، وہ شخص ہم میں سے نہیں، جو عصبیت پر قتال کرے، وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر (لڑتے ہوئے) مرجائے۔" "لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ"۔

(ابو داؤد: ۵۱۲۱)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے: "جس شخص نے اپنی قوم کی ناحق مدد کی، تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے، جو کنویں میں گر پڑے اور پھر اپنی دم سے کھینچ کر نکالا جائے (یعنی جیسے وہ اونٹ کنویں میں گر کر ہلاک ہوجاتا ہے، اور اس کو دم پکڑ کر نہیں نکالا جاسکتا اسی طرح وہ عصبیت کا شکار شخص بھی گناہ کی ہلاکت میں گر کر تباہ ہوجاتا ہے)" "مَنْ نَصَرَ قَوْمَهُ عَلَى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيرِ الَّذِي رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهِ"۔

(ابو داؤد: ۵۱۱۷)

وضاحت: اس فتنے کے دور میں یہ مرض زور پکڑتا ہی جارہا ہے، اب یہ بات صرف برادری، قومیت، علاقائیت ہی پر منحصر نہیں رہی، بلکہ آج مدارس کے فضلا بھی اپنے مادرِ علمی کی طرف نسبت کرتے ہوئے کالراونچی کرتے ہیں، اور دوسرے مدارس کے فارغین سے بغض وعداوت رکھتے ہیں؛ جس بنا پر آپسی اختلاف وجود میں آتے ہیں، جب امت کو اجتماعیت کی دعوت دینے والے ہی اختلافات میں پڑ جائیں گے، تو پھر امت کا کیا بنیگا۔ یہ ایک کڑوا سچ ہے، جسے ہمیں برداشت کرنا ہوگا، اور اس کی اصلاح کی فکر کرنی ہوگی۔

ہمارے محبت اور عداوت کا معیار حق وباطل ہونا چاہیے، نہ کہ نوری، قمری، شمسی، وغیرہ۔ یہ چند نام میں نے تمثیلاً ذکر کی ہیں، اگر کوئی ادارہ اس نام کا ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ (اضافہ از: مرتب)

۞...۞...۞

نصوص قرآنی میں توجیہات کا فتنہ

(توجیہ تفسیر بالرائے اور علم اعتبار)

"یہ کوئی جزئی نہیں، ایک فتنہ ہے جس کے آغاز کا انجام خدا جانے کہاں تک پہنچے۔" (علامہ شبیر احمد عثمانیؒ)

از: فخر الاسلام (ایم ڈی) مظاہری

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ۱۳۴۳ھ میں ایک رسالہ ''الانتباہات المفیدہ عن الاشتباہات الجدیدۃ'' کے نام سے تصنیف فرمایا تھا جس میں سائنس اور علوم جدیدہ کی راہ سے اسلام کے متعلق پیدا ہونے والے خلجانات نیز موجودہ تہذیب وتمدن کے اصولوں کی شریعت کے ساتھ مزاحمت کا ایک اجمالی اور اصولی جائزہ لینے کے بعد عقلی اصولوں پر ان کے جوابات دیئے تھے۔اس رسالہ کا ایک باب ''انتباہ دوازدہم متعلق ارکان اسلام وعبادات'' کے عنوان سے تھا جس کے تحت یہ فرمایا تھا کہ:

''بعض نے ان (ارکان اسلام وعبادات کے متعلق احکام ۔ف) میں یہ غلطی کی ہے کہ ان احکام کو مقصود بالذات نہیں سمجھا۔بلکہ ہر حکم کی اپنی رائے سے ایک حکمت نکال کر ان حکم کو مقصود سمجھا۔''اس کے بعد چند احکام اور ان سے متعلق اختراع کردہ توجیہات ذکر کرکے ارشاد فرمایا کہ ''حقیقت میں اگر غور کیا جائے تو ان (حکم و۔ف) مصالح کا اختراع کرنا جو در حقیقت سب راجع الی الدنیا ہیں،در پردہ مقصودیت آخرت سے انکار ہے۔''پھر اگلے باب ''انتباہ سیزدہم متعلق معاملات باہمی و سیاسات'' میں عقلی طور پر پیدا ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کے ساتھ،ان غلطیوں کے منشا پر گفتگو فرما کر خلجانات کو دور فرمایا۔اس طرح یہ رسالہ حالات حاضرہ میں اپنے موضوعات کے لحاظ سے بے نظیر اور اپنے مقصود ومطلوب کو حاصل کرنے میں نہایت درجہ کامیاب رہا،اور حسب توفیق متکلمین،مفکرین،مصلحین و محققین نے اس سے نفع اٹھایا۔البتہ خاص محرکات و دواعی کے تحت لکھے جانے والے اس رسالہ کا مخاطب وہ طبقہ تھا اور ہے جسے سائنس،علوم جدیدہ اور موجودہ قواعد تمدن یعنی تہذیب وترقی کے اصولوں کی بنیاد پر اسلام کے عقائد یا اعمال کے اجزائے اعتقادیہ کے متعلق شبہات واشکالات اور اعتراضات پیدا ہو گئے ہوں۔لیکن جلد ہی یہ اندازہ ہو گیا کہ علوم عصریہ جدیدہ کے حامل اس طبقہ کی صحبت کے اثر سے اہل علم میں بھی ایک گونہ احساس مرعوبیت پیدا ہو رہا ہے اور اعتراضات کی نوعیت اور ہیئت کے کسی قدر تفاوت کے ساتھ انہی علوم جدیدہ اور سیاسیاتِ حاضرہ کے اثر سے پیدا ہونے والے خیالات کا تعدیہ مدارس کے فضلاء تک بھی پہنچ رہا ہے۔چنانچہ رسالہ مذکور لکھے جانے کے بعد بھی ان ہی اثرات وخیالات کی اصلاح کے لئے حضرت حکیم الامتؒ کی جانب سے متعدد مضامین ورسالے لکھے گئے اور ساتھ ہی،ملفوظات و مواعظ میں بطور خاص ان پر تنبیہ کی جاتی رہی۔لیکن ان تمام تدبیروں کے باوجود سیاسیات،معاشیات عمرانیات،سوشل سائنس،علم الاجتماع اور قواعد تمدن کی پشت پناہی کرنے والے نظریات اور ان سے پھیلنے

والے خیالات کی اثر پذیری، معاشرہ میں اس قدر بڑھی اور پھیلی کہ کوئی طبقہ اس سے محفوظ نہ رہا۔ یہاں تک کہ مدارس کے بعض فضلا جنہوں نے کوئی جدا جماعت نہیں بنائی تھی بلکہ خود کو اہل حق کی جماعت میں ہی شمار کرتے تھے، انہوں نے بعض مخصوص رجحانات پر جزم کرکے، اپنے خاص خیالات کے تحت خاص اصولوں کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیر لکھ دی، جس میں انہی مذکورہ بالا مسائل کو یعنی تمدن، سیاست، سوشل سائنس اور اجتماع کے مسائل و مقاصد کو قرآنی آیات کے ساتھ منطبق کرنا شروع کیا۔ ایسے حالات میں اس طریقۂ تفسیر کے رد میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''التقصیر فی التفسیر'' نام کا رسالہ لکھا۔

اس رسالہ میں حضرت حکیم الامتؒ نے فتنہ کی نوعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ حقائق اور معانی میں تحریف کرنے والے لوگ دو قسم کے ہیں: ''(۱) ایک وہ جو اپنی جماعت جدا بنائے ہوئے ہیں اور ان کا جدا ہونا سب کو معلوم ہے۔ (۲) دوسرے وہ جو اپنے کو اہل حق کی جماعت میں داخل کہتے ہیں اور دوسروں کی نظر میں بھی وہ اہلِ حق کے آحاد (افراد) ہیں، یہ جماعت سخت خطرناک ہے، کیوں کہ ان کا باطل حق سے ممتاز نہیں ہوتا، اس لئے عوام تو عوام بعض خواص بھی ان کے باطل سے متاثر ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ایسی ہی ایک جماعت اپنے کو ہمارے اکابر کی طرف منسوب کرتی ہے اور اپنے آرائے مخترعہ و اہوائے مبتدعہ (من گھڑت خیالات اور خود اختیار کردہ خواہشات) سے نصوص میں خصوص قرآن مجید میں تصرفات کرکے بزعم خود دین کی خدمت کررہی ہے، جو کہ بالکل اس شعر کا مصداق ہیں۔ ع۔ دوستی بے خرد چوں دشمنی حق تعالیٰ زیں چنی خدمت غنی ست۔

وہ طرزِ تفسیر جس کے رد میں ''التقصیر فی التفسیر'' رسالہ لکھا گیا'' مولانا احمد علی لاہوری کا اختیار کردہ تھا لیکن درحقیقت یہ طرز اصلاً منسوب تھا علامہ عبیداللہ سندھی کی طرف۔ علامہ موصوف چونکہ اپنے طریقہ کار کو بزعم خود حضرت شاہ ولی اللہ کی فکر سے ماخوذ سمجھتے اور کہتے تھے، اس لئے آئندہ چل کر ایک جماعت وجود میں آگئی جس نے اکابر کی طرف انتساب کی آڑ میں اپنے باطل افکار کی اشاعت شروع کردی اور اس طرح بواسطہ افکارِ سندھی ''تنظیم فکر ولی اللٰہی'' کے نام سے ایک آرگنائزیشن تشکیل پاگئی۔ موجودہ زمانہ میں اس آرگنائزیشن نے عقائدِ اسلام کے باب میں عوام کو اغوا کرنا شروع کیا، جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو اکابر کے اسی انتساب کی وجہ سے نہ صرف دھوکہ ہونے لگا، بلکہ حضراتِ اکابر دیوبند کے مسلک اور ان کی دینی فکر میں خلط و اشتباہ پیدا ہونے لگا۔ یہ ایسا اشتباہ تھا جو ایک دن میں پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ بتدریج پیدا ہوا تھا اور فی زمانہ اپنے انتہاء کو پہنچ

گیا ہے۔اس قسم کے التباس واشتباہ کا احساس بعض اہلِ بصیرت نے پہلے ہی کرلیا تھا، چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے علامہ یوسف بنوریؒ کو لکھے گئے اپنے مکتوب میں فرمایا تھا:

''جو کچھ آپ نے مولوی عبید اللہ مرحوم کے سلسلہ میں لکھا ہے، میرے نزدیک یہ مسئلہ بہت ہی قابلِ توجہ اور اہم ہے، نہ صرف یہ ہی بلکہ جماعتِ دیوبند میں اب بہت سی شاخیں ایسی نکل رہی ہیں جو آزادی کی مسموم ہوا سے کم وبیش متاثر ہیں۔شاید کچھ مدت کے بعد ہمارے اکابر کا مسلک ایسا ملتبس (یعنی خلط ملط) ہو جائے کہ کوشش کرنے کے بعد بھی منقح (یعنی صاف) نہ ہوسکے۔... حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حقائق ولطائف کو جس طرح تیز مگر زہر آلود چھری سے ذبح کیا جارہا ہے، اس کا احساس بہت ہی دردناک ہے ... یہ کوئی جزئی نہیں، ایک فتنہ ہے جس کے آغاز کا انجام خدا جانے کہاں تک پہنچے۔''

(''مولانا عبید اللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' ص ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۰ شوال ۱۳۶۲ھ)

ہمارے زمانہ میں جب یہ خلط واشتباہ کے حالات اپنی انتہاء کو پہنچ گئے، تو ایسی صورت میں مفتی محمد رضوان صاحب نے ایک کتاب ''مولانا عبید اللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے ترتیب دی جس میں موصوف نے علامہ سندھی کے متعلق علامہ شبیر احمد عثمانیؒ مولانا رسول خاں صاحبؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، علامہ یوسف بنوریؒ، مولانا عبدالصمد رحمانیؒ، مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ اور مفتی سعید احمد پالنپوری مدظلہ، مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ وغیرہم کی تحریرات، تحقیقات اور فتاوے شامل کردیے، تاکہ اہل علم کے لئے صحت وسقم اور صحیح وغلط میں تمیز آسان ہوجائے۔اس کتاب کو ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان نے ۱۴۳۵ھ میں شائع کیا ہے۔یہ کتاب مجموعی طور پر مفید، معلومات افزا اور فکر اہل حق کو سمجھنے کے لیے مددگار ہونے کے ساتھ، نہایت ضروری اور نادر مواد پر مشتمل ہے جس سے نہ صرف بعض اشخاص ورجال کے افکار بلکہ متعدد نظریوں اور اہم اصولوں پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے۔مثلاً انسانیت پرستی (Humanization) اجتماع (Socialism)، علم اعتبار کی حقیقت اور اس کے بے جا استعمال سے پیدا ہونے والا فتنہ اور اس کے انسداد کا طریقہ نیز بعض اہم تفسیری اصول ودقائق۔اس مجموعہ کے شروع میں ہی حضرت حکیم الامتؒ کے نایاب رسالہ ''التقصیر فی التفسیر'' کو نہ صرف شامل کیا گیا، بلکہ اس کی مشکل عبارتوں کو آسان بھی کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے اس رسالہ سے استفادہ آسان ہوگیا ہے، چنانچہ نص قرآنی میں توجیہات کی حقیقت، حدود اور اس میں غلو کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے فتنہ کی نوعیت ومضرت کا اندازہ بھی اسی رسالہ سے

ہوجاتا ہے۔اس وقت ہم اسی ''التقصیر فی التفسیر'' نامی رسالہ کا ایک تعارف اور اس میں موجود مضامین کا ایک جائزہ پیش کرتے ہیں، اس رسالہ سے استفادہ میں مولانا رضواں صاحب کی تشریحات سے بھی ہم نے مدد لی ہے۔

رسالہ ''التقصیر فی التفسیر'' اور اس کا پس منظر: جن افراد نے علامہ عبیداللہ سندھی سے ان کے تفسیری اسلوب کو سمجھا اور قرآن حکیم کی تفسیر لکھیں، ان میں نمایاں نام مولانا احمد علی لاہوری کے بعد خواجہ عبدالحی فاروقی کا ہے جو جامعہ ملیہ دہلی میں شعبہ اسلامیات کے سربراہ رہے اور جنہوں نے تفسیر الفرقان فی معارف القرآن کے نام سے تفسیر قرآن حکیم لکھی۔اسی طرح علامہ سندھی کے خاص شاگرد جناب ظفر حسن ایبک نے ''الدین والسیاسۃ فی القرآن'' کے عنوان سے موصوف کے دروس قرآنیہ کو قلم بند کیا۔۱۹۱۵ تا ۱۹۳۹ء، علامہ عبیداللہ سندھی کا قیام بیرون ہند رہا۔ان کے مکہ مکرمہ کے دور کے تفسیری دروس کو قلم بند کرنے والے لوگوں میں جناب عبداللہ لغاری ہیں جنہوں نے ''المقام المحمود'' کے عنوان سے اردو میں تفسیر قلم بند کی اور ایک روسی نژاد جناب جاراللہ صاحب ہیں جنہوں نے عربی زبان میں آپ کے تفسیری افادات کو قلم بند کیا، نیز جناب محمد مدنی صاحب نے سندھی زبان میں علامہ عبیداللہ صاحب کے تفسیری افادات قلم بند کئے۔پھر جب ''۱۹۳۹ء میں علامہ سندھی ہندوستان واپس آئے، اس دور میں آخری وقت تک موصوف کے تفسیری افادات کو قلم بند کرنے والے جناب بشیر احمد صاحب لدھیانوی تھے، جو ''قرآنی شعور انقلاب'' کے عنوان سے مرتب ہوکر شائع ہوئے۔

علامہ سندھی کی کوشش سے ۱۹۱۳ء میں جب ''نظارۃ المعارف القرآنیۃ قائم ہوا تو اس پلیٹ فارم سے اجتماعی مسائل بالخصوص سیاسی، معاشی اور سماجی مسائل کے حل کے لئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرنے کا رجحان پیدا کیا گیا۔نظارۃ المعارف القرآنیۃ کے علاوہ وقتاً فوقتاً اسی مقصد کے لئے اور بھی سنٹر قائم ہوئے۔ان مراکز سے تیار ہونے والے افراد نے بزعم خود ''دین اسلام کا وہ بلند نظریہ جو خدا پرستی کے ساتھ ساتھ انسانیت دوستی (Humanization) کا درس عام کرتا ہے اسے نوجوان نسل کے قلوب واذہان میں پیدا کرنے کے لئے شعوری جدوجہد کی۔'' (ص ۸۳ تا ۹۱)

''نظارۃ المعارف القرآنیۃ'': اساسی اصول اور طریقہ تربیت:

علامہ سندھی کا طرز تفسیر کیسا تھا؟ اور اس کے ساتھ کیا مقاصد وابستہ تھے، اس کے متعلق خود علامہ موصوف فرماتے ہیں: ''یہاں (دہلی میں۔ف) میں نے ایک ادارہ ''نظارۃ المعارف القرآنیۃ'' کے عنوان سے قائم کیا، اس ادارہ میں ''الفوزالکبیر'' میں بیان کردہ اصول تفسیر کی روشنی میں فن ''اعتبار'' کے مسنون طریقہ کار کے

مطابق درس قرآن دیا جاتا تھا۔اور ''حجۃ اللہ البالغۃ'' اس طرح پڑھائی جاتی تھی کہ سیاست حاضرہ کے حالات سے بھی مکمل واقفیت حاصل ہوتی رہے۔'' (ایشیا کی عہد ساز شخصیتیں اور خلافت الٰہی ص ۷۷)

یہ ادارہ ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' دہلی کی مشہور فتحپوری مسجد میں ۱۳ جون ۱۹۱۳ء، ۷ رجب ۱۳۳۱ھ کو عمل میں آیا۔گویا حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے رسالہ ''الانتباہات المفیدۃ عن الاشتباہات الجدیدۃ'' کی تصنیف رجب ۱۳۳۰ھ کے ٹھیک ایک سال بعد۔اس ادارہ کے اصولِ اساسی اور طریقہ تربیت میں امور ذیل شامل تھے:

(الف) ''قرآن حکیم پر غیر مسلموں کے اعتراضات کا تحریراً و تقریراً جواب دینا۔''

(ب) ''کلام اللہ ''قرآن حکیم'' میں اس طرح غور و فکر کیا جائے کہ حالات حاضرہ میں اس کے نتائج عبرت (یعنی وہی ''علم اعتبار''۔ف) بالکل واضح ہوں، گویا 'عبرت' اور ''اعتبار'' کے اصول پر کلام اللہ میں غور و فکر۔''

(ج) مسلمانوں کی قومی اجتماعی سیاست اور یورپ میں غالب سیاسی فکر و عمل کے درمیان موازنہ کرنا۔(حوالہ بالا ص ۷۸، ۷۹)

اس وضاحت کے ساتھ ہی علامہ عبیداللہ سندھی کے طریقہ تفسیر کو اس تحریر کی روشنی میں بھی دیکھنا ضروری ہے جو ان کے خویش اور محرم خاص مفسر لاہوری نے موصوف کے طریقہ کار کے متعلق لکھی ہے، تلمیذ مایہ ناز مولانا احمد علی لاہوری لکھتے ہیں کہ میں نے استاذ سندھی مرحوم سے ''طالب علمی زمانہ میں سارا قرآن پڑھا تھا، اس وقت وہ تردید شرک و بدعت اور اشاعت کتاب و سنت پر زیادہ زور دیا کرتے تھے،اس کے بعد جب انھوں نے دہلی میں ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' قائم کی،اس وقت ان کے ذہن میں دو چیزیں نمایاں تھیں:

(الف) سیاست و حکومت و سلطنت کا تخیل زیادہ قوت کے ساتھ ان کے ذہن میں تھا۔

(ب) مسلمانوں کی موجودہ سیاسی غلامی پر قناعت کے زہر کا تریاق اسی طریقہ تفسیر کو قرار دیتے تھے۔''

یہ اس مکتوب کا اقتباس ہے جو ''صاحب البیت'' مفسر لاہوری نے علامہ سید سلیمان ندویؒ کو لکھا تھا مکتوب میں وہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ''جناب والا کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ''نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کی کلاس میں پانچ گریجوئٹس اور پانچ روشن خیال نوجوان عالم لیے گئے تھے،اسی لیے مولانا (سندھی مرحوم) نے سیاست و حکومت و سلطنت کے تخیل کو مدنظر رکھ کر ہم لوگوں کو قرآن شریف پڑھایا تھا۔'' (مولانا سندھی کے افکار:۱۰۲)

علم اعتبار یا تفسیر بالرائے: اس کے بعد دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس 'نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کی کلاس کے ''گریجویٹس'' اور ''روشن خیال نوجوان عالم'' کو دیے جانے والے درسِ قرآن کا جو طریقہ تھا اس کے متعلق اہل حق کے احساسات کیا رہے؟ اور اس سے نتائج کس قسم کے ظاہر ہوئے؟ اس نقطہ نظر سے مطالعہ کرنے پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذکورہ طریقہ کار کے نتیجے میں بعض خاص قسم کے افکار پروان چڑھتے گئے، جو دینی نقطہ نظر سے سخت تشویش کے باعث تھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے علامہ عبیداللہ سندھی کے ساتھ گفتگو کرنے اور موصوف سے تفسیری استفادہ کرنے والوں کے مختلف نمونے ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنا تاثر وتبصرہ اس طرح ظاہر فرمایا:

''مولوی عبیداللہ سندھی نے دہلی میں تفسیر کا مدرسہ جاری کیا تھا، مگر تفسیر بالرائے کے طور پر پڑھاتے تھے۔'' (ملفوظات حکیم الامت: ج ۱۴، کلمۃ الحق ۱۳۴۲ھ: ۲۱۰-۲۱۱)

ایک دوسرے موقعہ پر ارشا فرمایا کہ جناب عبیداللہ سندھی ''نئی روشنی کے اصول سے بی اے والوں کو تفسیر پڑھاتے تھے۔ یہاں (تھانہ بھون۔ف) جب آئے، میں نے کہا کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے؟ (کہ نئی روشنی کے اصول پر تفسیر پڑھائی جائے) کہنے لگے کہ قدیم طرز کی تفسیر سے ان لوگوں کی تشفی نہیں ہوتی، اس لئے جدید طرز پر پڑھاتا ہوں۔ اور اس جدید طرز کے متعلق وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے جو محض غلط ہے۔۔۔۔۔'' (ملفوظات حکیم الامت: ج ۶، ص ۲۷۷)

پھر اس غلطی کا سبب بتلاتے ہیں کہ ''اور کوئی بات نہیں، صرف وہی بات ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کم بخت منحوس نیچریت کا اثر اور جھلک، اب سب میں نظر آنے لگی، اس کا بڑا زہریلا اثر ہے۔۔۔''

(ملفوظات: ج ۶، ص ۲۷۷)

انسانیت دوستی کی حقیقت: 'نظارۃ المعارف القرآنیہ'' کے اسی ''تفسیر بالرائے'' والے اثر اور نتیجہ کی توسیع یہ امر بھی ہے کہ اس طریقہ کار کے تحت تفسیری استفادہ کرنے والوں کے خیالات پر جو اثرات مرتب ہوئے، انہی اثرات کے تحت اور انہی خیالات کو بروئے کار لاتے ہوئے خود مولانا احمد علی نے لاہور میں درس تفسیر کا سلسلہ جاری کیا اور اب تک کی گفتگو سے یہ بات اشارۃً واجمالاً آچکی ہے کہ وہ طرز تفسیر کے صحیح اصولوں اور جمہور کے طریقہ اور مسلک سے ہٹا ہوا تھا، اور مغربی ''انسان پرستی (Humanization)'' کے اصول پر قائم ہوا تھا، چنانچہ اسی بات کی جناب بشیر احمد امینی میواتی نے صراحت کی ہے کہ ۱۹۱۱ء، ۱۹۱۲ء کے سیاسی حالات کے تناظر میں 'سرمایہ دارانہ ذہنیت نے عالمی سطح پر اسلام دشمنی پر مبنی ایسی تباہی و بربادی مچائی جس کی

مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی'' اسی اقوام عالم کی اسلام دشمنی سے افسردہ ہوکر علامہ سندھی نے اس کا تدارک کرنا چاہا۔لیکن اس باب میں غلطی یہ ہوئی کہ علامہ نے حمیت توحید کو وقایہ بنا کر ''انسانیت دوستی'' کے نام پر مغرب کا وہی اصول اختیار کرلیا جس کی ساخت میں اسلام مخالف اجتماعیت (Socialism) اور مقصودیت آخرت مزاحم دنیوی ترقی شامل تھی ۔یہی وہ اصول ہے جس کو سرسید احمد خاں نے اختیار کیا تھا،اور دین کو ضائع کر کے مسلمانوں کو دنیوی ترقی دلانی چاہی تھی ،اور دلائی بھی لیکن عقائد اپنے بھی خراب کئے اور عام مسلمانوں کے بھی ۔سرسید نے تعلیم کی راہ سے یہ ترقی چاہی تھی اور علامہ سندھی نے سیاست اور اجتماع کی راہ سے ۔اور قدر مشترک یہ ہے کہ دونوں ہی ریفارمروں نے تفسیر کے صحیح اصولوں کو پامال کر کے اپنے اپنے مقصود ومنشور کے لئے قرآن ہی سے دلائل و مسائل فراہم کئے تھے ۔فرق صرف اتنا ہے کہ سرسید احمد خاں نے حالات حاضرہ کے مغربی اصولوں کو قرآن کے ساتھ منطبق کرنے کے لئے تاویل و تمثیل کا سہارا لیا تھا ،جبکہ علامہ سندھی نے توجیہات کے باب میں علم اعتبار کا زیادہ سہارا لیا ۔لیکن ان دونوں مفکروں نے اپنے سہاروں کے انتخاب میں بھی اور اجرا میں بھی غلطی ہی کی ۔باقی امور مثلاً حکم ومصالح ،طبیعاتی توجیہات اور تمدن سے متعلق احکام شرع کو زمانہ کی تبدیلی کے اعتبار سے بدلتے رہنے وغیرہ کے باب میں دونوں متحد ہیں ۔اس بات کو ذہن میں رکھ لینے کے بعد جناب بشیر احمد امینی میواتی کی گزشتہ عبارت سے مسلسل یہ صراحت پڑھئے:

''چنانچہ قرآن کو ماننے والی جماعت کے لئے ''انسانیت دوستی'' (یعنی Humanity) کی اساس پر یہ ضروری ہوگیا کہ اس (سرمایہ دارانہ ذہنیت کی اسلام دشمنی کے ۔ف) خلاف اپنی عملی جدو جہد کو زیادہ زوردار طریقہ سے منظم کرے ۔ان قومی اور بین الاقوامی حالات کے مقابلہ پر یہ ضروری تھا کہ ہندوستان کی قوم پرست اور انسانیت دوست قوتوں کو جمع کیا جائے ،بالخصوص مسلمانوں کے جو دھڑے جدید اور قدیم تعلیم یافتہ حضرات کے بٹتے جارہے تھے ،ان کی دوری کو ختم کر کے سرمایہ دارانہ قوتوں کے خلاف قومی جدو جہد آزادی کو منظم کیا جائے ۔(ایشیا کی عہد ساز شخصیتیں اور خلافت الٰہی ص ۷۵)

جو لوگ مغرب کے تصور ''انسانیت دوستی (Humanization)'' کی حقیقت سے واقف ہیں ،ان کو ''انسانیت دوستی'' کی مذکورہ بالا تشریح سے اتفاق میں ذرا تامل نہ ہوگا۔یعنی ''انسانیت دوستی'' کی ماہیت اور اس کی ساخت میں اسلام مخالف اجتماعیت (Socialism) اور مقصودیت آخرت مزاحم دنیوی ترقی شامل ہے ۔لیکن سرسید اور علامہ سندھی ہر دو حضرات اس کا ادراک ایک مومن و مسلم کے ذہن و فکر سے نہ کر سکے ۔بہر حال مذکورہ بالا وضاحت سے یہ معلوم ہوگیا کہ علامہ سندھی نے اپنے منشور کو قرآن سے منطبق

کرنے کا جو طریقہ کار اختیار کیا، وہ درست نہیں تھا، اور اس کی مضرتیں بہت زائد تھیں، اور جب وہ مضرتیں متعدی ہوکر دہلی سے لاہور اور لاہور سے دیوبند اور سہارنپور تک پہنچیں (جیسا کہ التقصیر فی التفسیر کی فصل اول میں مذکور پہلا، دوسرا، تیسرا اور چوتھا واقعہ کے معنونوں سے ظاہر ہے) اور ان کا تعدیہ اطراف ہند میں پھیلنے لگا تو حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ''التقصیر فی التفسیر'' نام کا رسالہ لکھا جیسا کہ مذکور ہوا۔ یہ رسالہ ۷ ۱۳۴ھ میں لکھا گیا۔

مذکورہ رسالہ کی تمہید میں تفسیر کی اسی اصولی خرابی کی نشاندہی فرمائی گئی ہے جس کی اصل زد نصوص کے معانی پر جا کر پڑتی ہے، اور معنوی تحریف تک پہنچاتی ہے اور اسی لحاظ سے نظارۃ المعارف کے طریقہ کار کو حضرت مولانا تھانویؒ نے تفسیر بالرائے کا نام دیا تھا، جس کے تحت غیر مدلول کو مدلول نص ظاہر کیا جاتا تھا جس کا اظہار حکیم الامت کے ملفوظات میں بھی ہے:

''فلاں مفسر صاحب نے تفسیر میں بہت گڑبڑ کر رکھی ہے، چناں چہ پارہ دوم کی آیت ''وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْآ اَوْلَادَكُمْ'' سے استنباط کیا ہے کہ باہر کے آدمیوں کو بلا کر نہر کھدوانا جائز ہے۔ دیکھیے! کیا لطیف استنباط ہے! اگر اس قسم کے اجتہاد اور استنباط جائز ہوں تو دین سے امن ہی اٹھ جائے''۔ آگے جامع ملفوظ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ قوسین میں لکھتے ہیں (اس سلسلہ میں حضرت کا رسالہ التقصیر فی التفسیر قابل دید ہے۔ ۱۲) (ملفوظات حکیم الامت: ج۲۵/۱۰۲، اسعد الابرار: ص ۱۹۹)

جب یہ رسالہ ''التقصیر'' مولانا احمد علی لاہوری کی نظر سے گزرا تو گو قصہ طویل ہے، لیکن آخر کار مولانا موصوف کو اپنی اصلاح کی فکر ہوئی اور انہوں نے حضرت مولانا تھانویؒ سے بیعت ہونے کی درخواست کی۔ آگے کی روداد ملفوظات میں اس طرح ہے:

''فلاں درسگاہ کے شیخ التفسیر بیعت ہونا چاہتے ہیں، میں نے لکھ دیا ہے کہ جب تک آپ اپنی غلط اور خلاف شرع تفسیر سے رجوع نہیں کریں گے، میں آپ کی خدمت نہیں کرسکتا، انھوں نے لکھا کہ اگر نفع رجوع ہی پر موقوف ہے تو میں رجوع کرتا ہوں، اس پر میں نے لکھا کہ اس کا تو یہ مطلب ہوا کہ اس تفسیر کو حق سمجھتے ہوئے بامید نفع رجوع کرتا ہوں، حالاں کہ وہ تفسیر اغلاط و اباطیل پر مشتمل ہے، اس سے رجوع واجب ہے، خواہ اور کوئی نفع ہو یا نہ ہو، اس کے جواب میں آج خط آیا ہے کہ میں رجوع کا مسودہ بھیجتا ہوں، آپ اصلاح بھی فرمادیں اور جس طرح مناسب ہو چھپوا کر شائع بھی فرمادیں، میں نے مسودہ میں چند اصلاحات کردی ہیں مثلاً انھوں نے لکھا

تھا کہ مجھ سے دانستہ تفسیر میں غلطیاں ہوگئی ہیں، میں نے اس کو کاٹ کر لکھ دیا ہے کہ وہ غلطیاں اہل زیغ کی صحبت کا اثر ہے، اوران کا یہ لکھنا کہ چھپوا کر شائع کردو مجھ کو ناگوار ہوا، اس کا جواب میں نے لکھا ہے مجھ کو چھپوانے کی کیا ضرورت ہے آپ ہی کی مصلحت ہے، آپ ہی انتفاع چاہتے ہیں، آپ خود چھپوا کر شائع کیجیے یا نہ کیجیے، انھوں نے ایک خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں نے اپنی تفسیر کی غلطیاں معلوم کر کے آئندہ کے لیے اس کی اشاعت و طباعت بند کردی ہے، میں نے اس کے جواب میں لکھا کہ یہ تو آئندہ کا تدارک ہوا، اور جو گزشتہ اشاعت سے نقصان پہنچ چکا اور پہنچ رہا ہے، اس کی تلافی بجز اعلان رجوع کے اور کسی طرح نہیں ہوسکتی، میں ان کی ہمت کی داد دیتا ہوں کہ رجوع پر آمادہ ہوگئے، جب طلب صادق ہوتی ہے تو یہی حالت ہوتی ہے۔'' (ان مفسر صاحب نے اس رجوع کو شائع فرمادیا ہے، جامع حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ)

(اسعد الابرار، ملفوظات حکیم الامت: ج ۲۵ ص-۱۹۸، ۱۷، ۱۹۳۸ء)

تحقیق کی گنجائش ابھی باقی ہے: اس پر گفتگو اور بھی ہے، مختصراً یہ کہ وہ تفسیر جو حضرت تھانویؒ کی نظر میں ''اغلاط واباطیل پر مشتمل'' تھی، اس سے حسب تصریح ملفوظات، اعلان رجوع کے باوجود، وہ تفسیری حواشی اب بھی شائع ہو رہے ہیں، چنانچہ جو نسخہ ہماری نظر سے گزرا ہے، اس میں نہ رجوع کا کوئی اشارہ ہے، نہ استدراک، یہ نسخہ فرید بک ڈپو نے ۱۳۸۲ھ میں شائع کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مذکورۃ الصدر ملفوظ جیسا کہ حوالہ سے ظاہر ہے ۱۹۳۸ء کا ہے۔ دوسری طرف مولانا احمد علی لاہوری علامہ سید سلیمان ندویؒ کو لکھے گئے اپنے ۲۳ جون ۱۹۴۶ کے ایک مکتوب میں خود یہ تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا سندھی کے قبل از ہجرت جو خیالات تھے جن کی بنیاد خالص کتاب وسنت پر تھی اور مسلکِ اسلاف سے نکلنا جرم عظیم سمجھتے تھے، میں فقط انہی خیالات سے متفق اور مستفید ہوں۔'' (مولانا سندھی کے افکار ص ۱۰۲ بحوالہ معارف جنوری ۱۹۶۵ء ص ۱۶۸، ۱۶۹)

یعنی ۱۹۳۹ء سے جن فاحش خیالات کی اشاعت علامہ سندھی کی طرف سے ہوئی، صرف اس سے بے زار ہیں۔ اور یہ معلوم ہے کہ علامہ سندھی نے ہجرت ۱۹۱۵ء میں کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۱۹۱۱ء سے ۱۹۱۵ء تک کے خیالات جو نظارۃ المعارف سے نشر ہوئے اور انہی خیالات کے زیر اثر تفسیری حواشی تفسیری اجزاء قلمی تفسیری تقریرات جو تلامذہ کے ذریعہ قلم بند کی گئیں، جن میں بعض فاسد خیالات کے اظہار میں علامہ عبید اللہ سندھی سے استفادہ کی صراحت بھی ہے مثلاً انکار نسخ میں، اوران سب چیزوں کے رد میں ہی ''التقصیر فی التفسیر'' لکھی گئی ہے۔ جب ان سب امور میں مولانا لاہوری علامہ سندھی سے متفق ہیں، جس کے وہ خود مقر

ہیں،تو پھر اعلانِ رجوع کی حیثیت کیا رہی؟ کچھ نہیں، بلکہ اس کی حقیقت حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ کی تعبیر و بیان میں کچھ اس طرح ظاہر ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ ''حضرت (حکیم الامت مولانا تھانویؒ چونکہ ماہر معالج نفسی اور مرشد کامل تھے،اس لئے۔ف) حضرتؒ کے ہاں اہلِ قلم کا یہ ایک بڑا امتحان ہوا کرتا تھا کہ اپنی غلطیوں یا لغزشوں کے اظہار میں نام نہاد علمی وقار شان تو مانع نہیں ہوتی۔''پھر لکھتے ہیں''آج کل کلام مجید کی تحریفی تفسیروں کی جیسی گرم بازاری ہے خصوصاً سیاسیات اور معاشیات کے مسائل میں،ایک ایسے ہی شیخ التفسیر اور تفسیری مصنف جو اپنی تربیت واصلاح کے لئے مکاتبت شروع بھی کر چکے تھے،اس امتحان ہی کے سلسلہ میں نکل بھاگے۔''

(سیرۃ السید کے اصول سبق؛معارف،سلیمان نمبر ۱۹۵۵ء،ص۹۹) بہر حال اب اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ فتنۂ توجیہات کے تعدیہ کو روکنے اور اکابر اہل حق کے نام کے انتساب کا دھوکہ رفع کرنے ،اور یہ ظاہر کرنے ،کہ یہ تفسیر بالرائے ہے،علم اعتبار نہیں،کا پہلا باضابطہ تحریری و عملی اقدام تھا جو فکر مذکور (فکر سندھی و لاہوری) کے پہلے ہی مرحلہ میں کیا گیا اور علمی وفکری اثرات کے لحاظ سے اب تک کئے گئے اقدامات میں سب سے زیادہ بنیادی اور اصولی ثابت ہوا۔

توجیہ نصوص کے باب میں کیا یہ گیا تھا کہ مطالب قرآن کے حوالے سے اپنے دماغ کی اپج کو مدلول نص قرار دیتے وقت عقل ونقل کے قواعد اور مسلم اصولوں سے ورے،کوئی مناسبت اور تطبیق ڈھونڈ ڈھونڈ کر قرآن کے معانی سے منطبق کر دیا جاتا تھا۔ظاہر ہے کہ یہ حدود شرعیہ سے تجاوز تھا،جس سے حضرت حکیم الامت کی بیان کردہ صراحت کے مطابق درج ذیل خرابیاں پیدا ہوئیں:(۱)''تحریف معنوی یعنی غیر محمل صحیح پر محمول کرنا اور معنی غیر واقعی سے تفسیر کرنا۔(۲)غیر ثابت کو تکلف سے ثابت کرنا۔(۳)بغیر دلیل شرعی کے محض اپنے خیالات کا تابع ہونا۔اسی دلیل شرعی کے یہ القاب ہیں ہدی،علم۔اور ان خیالات کے یہ القاب ہیں ہوی،ظن۔(۴)نصوص کی تفسیر بالرائے (یعنی غیر مدلول کو مدلولِ نص قرار دینا۔ف)(۵)دین میں کہ اعظم اس میں قرآن ہے،غلو کرنا یعنی حدود سے تجاوز کرنا جس میں حدود تفسیر سے تجاوز کرنا بھی آ گیا تحریف ہے۔اور قول باطل کا اختیار کرنا جس میں تفسیر غیر صحیح بھی آ گئی،احتمال یعنی ادعائے کاذب ہے۔اور جہل سے کوئی بات کہنا کہ بدون دلیل شرعی سے تفسیر کرنا بھی اس میں آ گیا،تاویل باطل ہے۔''

یہ پوری وضاحت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے رسالہ التقصیر فی التفسیر''کے تمہیدی کلمات سے ماخوذ ہے جسے حضرتؒ نے ان نصوص سے مستنبط فرمایا ہے:''قال اللہ تعالی:{یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ

مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ} وقال اللہ تعالی: {قُلْ مَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ}۔قال اللہ تعالی: {وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللهِ}۔ وقال اللہ تعالی: {إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ} وقال اللہ تعالی: {وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ}۔ وقال رسول اللہ ﷺ: ''مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ'' (مشکوۃ عن الترمذی وابی داؤد) وقال رسول اللہ ﷺ ''يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهُ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ'' (رواہ البیھقی فی کتاب المدخل مرسلا کذا فی المشکوۃ) (التقصیر فی التفسیر بحوالہ کتاب مذکور ص ۳۰ تا ۳۳)

اور چونکہ اپنے مقاصد و مطالب کو نصوص قرآنیہ کے ساتھ منطبق کرنے کے باب میں علم اعتبار کے حوالے سے التباس پیدا کیا گیا تھا، اس لئے حضرت حکیم الامت نے سب سے پہلے اسی التباس کو رفع فرما کر یہ واضح کیا کہ فاسد توجیہ اور اپنی رائے سے تفسیر اور چیز ہے اور علم اعتبار اور چیز ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

''جن احکام کو نصوص کی طرف مستند کیا جاتا ہے، وہ دو قسم کے ہیں: (۱) ایک قسم وہ کہ جو وجوہ دلالات، علماء و مجتہدین کے نزدیک معتبر اور کتب اصول و عربیت میں مدون ہیں، ان وجوہ کے اعتبار سے وہ نصوص ان احکام پر دلالت کرتے ہیں، پھر یہ دلالت اگر منصیصاً (یعنی نص ہی واضح طور پر دلالت کر رہی۔ف) ہے تو اس کا نام تفسیر ہے، خواہ قطعی ہو یا ظنی۔ اور اگر استنباطاً (یعنی قیاس کے شرائط و اصولوں کا لحاظ کر کے اجتہاد۔ف) ہے، تو اس کا نام فقہ اور اجتہاد ہے......'' (۱) اور دوسری قسم یہ کہ وہ نصوص دلالت کے وجوہ معتبرہ مذکورہ کے اعتبار سے اُن احکام پر دلالت نہیں کرتے لیکن جن احکام کو اُن نصوص کی طرف مستند کیا ہے،

حاشیہ (۱) اور تنصیصی دلالت کا دلالت ہونا تو ظاہر ہے اور استنباطی دلالت کا دلالت ہونا اس اصل متقرر پر ہے کہ القیاس مظہر لا مثبت (یعنی کہ قیاس ظاہر کرنے والا ہوتا ہے کچھ ثابت کرنے والا نہیں ہوتا نص میں جو دلالت مخفی تھی قیاس نے اس کو ظاہر کر دیا ہے۔ف)

اُن احکام کو اُن نصوص کے مدلولات سے ایک گونہ مناسبت و مشابہت ہے، اس مناسبت ان احکام مدلولہ سے ان احکام مستندہ کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے، اور اس تعلق کے سبب بنا بر قاعدہ الشی بالشی یذکر (ایک شے سے دوسری شے یاد آجاتی ہے۔ف) اس حکم کو اُس نص کے ذیل میں بطور تشبیہ کے ذکر کر دیا جاتا ہے۔ اور اس قسم کے احکام کو مدلولِ نص اور ثابت بالنص کہنا یقیناً تفسیر بالرائے اور تحریفِ نصوص اور سخت معصیت ہے جس پر وعید شدید وارد ہے جن میں سے بعض تمہید میں مذکور ہو چکی ہے۔

لیکن اگر مدلولِ نص نہ کہا جاوے، تو تحریف وتفسیر بالرائے کی حد سے تو نکل گیا۔ باقی رہا جواز وعدمِ جواز، اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ حکم اگر دین میں مطلوب ہو، جس کی علامت یہ ہے کہ وہ دوسری نصوص سے بوجوہ دلالتِ معتبرہ قسم اول (یعنی تنصیصی واستنباطی دلالت سے۔ف) مقصوداً ثابت ہو، تب تو جائز ہے اور ہمیشہ امت میں معمول رہا ہے، بخصوص صوفیہ میں، اور اس کا نام ''علم اعتبار'' ہے۔ اور اگر وہ حکم دین میں مطلوب نہ ہو خواہ فی نفسہ صحیح ہی ہو، جس کی علامت ابھی مذکور ہوئی (کہ دوسری نصوص سے بوجوہِ دلالاتِ معتبرہ قسم اول یعنی تنصیصی واستنباطی دلالت سے مقصوداً ثابت نہ ہو۔ف)، تو وہ ناجائز اور داخلِ غلو وتکلف منہی عنہ ہے۔ جیسے۔ آیت ''وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ'' سے یہ حکم ثابت کیا گیا کہ باہر کے آدمیوں کو بلا کر نہر کھدوانا جائز ہے۔ سو یہ حکم جواز، طلب از ما لکِ غیر کو فی نفسہ صحیح ہے مگر شرعاً مطلوب ومقصود تو نہیں ہے چنانچہ ظاہر ہے، تو اس حکم کا استنادِ قرآنی طرف یقیناً غلو (وتکلف ومنہی عنہ۔ف) ہے۔ بخلاف احکامِ صوفیہ کے کہ وہ دین میں یقیناً مطلوب ہیں۔ جیسے قصہ ذبح بقرہ بنی اسرائیل سے نفس کشی کا استنباط کیا گیا ہے کہ خود نفس کشی حکمِ شرعی اور دین میں مطلوب اور دوسری نصوص سے مقصوداً ثابت ہے۔ فشتان بینہما ولا تصح قیاس احدہما علی الآخر۔..... اس مسئلہ کی مزید تحقیق کرنا ہو تو میرے رسالہ ''مسائل السلوک من کلام ملک الملوک'' کا خطبہ اور ''مسائل المثنوی'' میں سرخی ''تحقیق حملِ صوفیہ کرام آیات را بر معانی خلافِ ظاہر'' اور رسالہ ''ظہور العدم بنور القدم'' کا اخیر مضمون ملقب بہ ''الحاق'' ملاحظہ فرمایا جاوے۔'' اس کے بعد حضرت حکیم الامتؒ نے چند فصلیں قائم فرمائی ہیں:

فصل اول: ''جس مقصود کو میں اس وقت عرض کرنا چاہتا ہوں، اس کا تعلق صرف کلام مجید اور اس کی تفسیر سے ہے۔'' پھر اس فصل میں چند واقعات ذکر کر کے جو کہ اس رسالہ ''التقصیر فی التفسیر'' کی تصنیف کے محرک بنے، ذکر کر کے لکھا ہے کہ پہلے اپنی جماعت کے ایک ذی اثر نو عزیز ترجمہ یا تفسیر کی تحصیل کے لئے ایک ایسے ہی مقام میں پہنچے جہاں تفسیر میں اسی قسم کی افراط وتفریط کا احتمال اہل علم کی روایت سے معلوم ہوا تھا۔ پھر دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک فاضل دوست نے دو رسالے انہی مترجم کے دیے، ایک میں سورہ قریش کی تفسیر تھی، دوسرے میں میں سورہ کوثر کی جس کی لوح پر صریح لفظ ''سلسلہ تفسیر وتشریح مضامین سورہ لکھا ہے جس سے ان تقریرات کا علم اعتبار میں داخل ماننے کا احتمال بھی دفع ہو گیا، کیوں کہ علم اعتبار نہ رفسیر ہوتا ہے، نہ اور نہ اس معلومات نص علیہ ص کے مضامین یعنی مدلولات ہوتے ہیں..... ان کے دیکھنے سے وہ احتمال مبدل بہ یقین ہو گیا۔'' پھر بعض واقعات اور پیش آئے، مزید یہ صورت رونما ہوئی کہ ''اپنی جماعت کے بعض طلباء سے ملاقات

ہوئی جو اسی مقام پر جانے کو تیار تھے اور انہی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ متعدد طلبہ جانے کو ہیں.... احقر نے ان صاحب کو تو وہاں جانے سے زبانی منع کر دیا، مگر دوسرے غائب حضرات کے لئے بھی عموماً اور ان عزیز کے لئے بھی دلسوزی سے دل چاہا کہ اس کے متعلق کچھ مختصر سا لکھ بھی دوں، تا کہ حقیقت کی اطلاع ہو جاوے پھر ہر ایک اپنے دین کا خود ذمہ دار ہے۔ پھر جانا نہ جانا اس کا مصداق ہوگا: {لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَّیَحْیٰى مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ} یہ وجہ ہے اس تخصیص کی کہ صرف قرآن مجید کے متعلق یہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔"

فصل دوم: "قرآن مجید کی اصلی غرض اصلاحِ معاد (یعنی آخرت کی اصلاح) ہے، عقایدِ صحیحہ و اعمالِ مرضیہ (اللہ کے ہاں پسندیدہ) ظاہرہ (مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کسبِ حلال وغیرہ) و باطنہ (مثل حسد، تکبر، نفاق، ریاء سے تزکیہ اور اخلاص، توکل، صبر و شکر کا حصول) سے باقی معاش کا ایک حصہ بھی چونکہ معین فی الدین ہے، بقدرِ ضرورت اس سے بھی تعرض کیا گیا ہے۔ مگر نہ اس طرح کہ اس کے حاصل کرنے کی تدابیر بتلائی گئی ہیں، بلکہ صرف اس طور پر کہ خاص حدود و قیود کے ساتھ اس کی تحصیل کی اجازت و ترغیب دی گئی ہے۔ جیسے کتبِ طبیہ کی اصلی غرض تدبیرِ صحت کی تعلیم ہے اور چونکہ ماکولات، مشروبات بقاءِ صحت میں معین ہیں، اس لئے بقدرِ ضرورت اس کے احکام سے بھی تعرض کیا گیا ہے، مگر نہ اس طرح کہ روٹی اور قورمہ پکانے کی ترکیب بتلائی گئی ہو، بلکہ صرف اس طور پر کہ خاص اس کے حدود و قیود کے ساتھ اس کے کھانے کی اجازت و ترغیب دی گئی ہے اور یہ دعویٰ قرآن کریم میں نظر کرنے سے کالشمس فی نصف النہار روشن ہے۔ پس قرآن مجید سے تدابیرِ معاش کو ثابت کرنا اور اس کو حکمِ قرآنی قرار دینا... جن کی تفصیل فصل سوم میں آتی ہے، ایسا ہے جیسے کسی نے کافیہ کی کہ نحو کی کتاب ہے، مسائلِ تصوف کے ساتھ شرح کی ہے، کیا اس کو الحاد اور کج روی اور اتباعِ ہویٰ نہ کہا جاوے گا!"

فصل چہارم: "اس میں... بعض عبارات نمونہ کے طور پر مختصراً مختصراً نقل کرتا ہوں... ان کے متعلق کچھ کچھ تنبیہات بھی عرض کی جاویں گی۔"

اہلِ زیغ کی جانب سے نصوص کی توجیہات اور ان پر حکیم الامت کی تنبیہات:

مفسر لاہوری کے حواشی تفسیری سے چند توجیہات جن کی تعداد ۲۱ ہے پیش کر کے ان پر تنبیہ کی گئی ہے۔ اس کے بعد سورہ کوثر اور سورہ قریش کی تفسیری توجیہات پر بھی اور نیز موصوف کے بعض ہم خیال معاصروں اہل زیغ کی توجیہاتی فساد کی نشاندہی کر دی گئی ہے:

۱۔ اس قاعدہ کی مخالفت کہ جب تک کوئی صارف نہ ہو نصوص کو ظاہر معنی پر ہی محمول کیا جائے گا

توجیہ اول: ہاروت ماروت فرشتہ سیرت انسان تھے۔

تنبیہ اول: ''اس کی بنا نہ کوئی نقل صحیح ہے، جس کے سبب قرینِ متواترہ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاوے نہ کوئی دلیل عقلی ہے جس سے فرشتہ اس فعل کے صدور کا امتناع ثابت ہو۔'' مغربیوں کی نقل میں قانونِ فطرت کی قطعیت کا شبہہ ہوتا ہے۔

۲۔ انکار نسخ: توجیہ دوم: علامہ عبید اللہ سندھی کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ انہوں نے رہی سہی منسوخات میں بھی تطبیق دے کر انہیں منسوخ نہیں رہنے دیا۔

تنبیہ دوم: ''ظاہر عبارت سے نسخ کا انکار معلوم ہوتا ہے جو جمہور کی سخت مخالفت ہے۔'' اور سر سید کے طائفہ کی موفقت ہے۔

توجیہ پنجم: {کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الخ} سے جو کچھ ثابت کیا گیا ہے، یہ تمام خرابی انکار نسخ کی ہے۔ ثابت یہ کیا گیا ہے'' کہ مثلاً بیٹا فوت ہونے لگے اور والد بوڑھا ضعیف ہو، اس بیٹے کو چاہئے کہ کہ اپنے والد کے لئے کسی قدر مال کی وصیت کر جائے اور یہ وارث کے حق میں وصیت بھی نہ بنے گی (جو شرعاً نا جائز ہے۔) کیونکہ والد غیر مسلم ہے جو وارث نہیں بنتا۔''

تنبیہ پنجم: ''بھلا کوئی نقلی یا عقلی قرینہ اس کا ہے بھی کہ والدین سے مراد کافر والدین ہیں، اسی لئے آج تک اس تفسیر کی کسی نے جراءت نہیں کی، یہ تمام تر خرابی انکار نسخ کی ہے، کیوں کہ جب اس میں نسخ نہ ہوگا تو وصیت للوارث کا اشکال لازم آوے گا۔ اس اشکال کے دفع کرنے کے لئے والدین کو کافر بنایا گیا۔ کیا نسخ کا اشکال اس تحریف سے زیادہ ہے؟ ''رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا'' پھر حسرت پر حسرت یہ کہ جس نسخ سے بچنے کے لئے یہ مصیبت اٹھائی، اس نسخ سے اب بھی بچاؤ نہ ہوا، کیوں کہ کافر کی قید لگانا حدیث ''اَلَا لَا وَصِیَّةَ لِوَارِثٍ'' سے، یہ تقیید مطلق بالحدیث ہے، تو آیت کا نسخ حدیث سے ہوا۔''

۳۔ نماز وغیرہ عبادات خود مقصود بالذات نہیں توجیہ سوم: {وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ} (البقرہ آیت ۴۳) اب تم قتال کی مشق کرو یعنی نماز پڑھو، جان لو کہ نماز اور زکوۃ جہاد کی مشق ہے۔ وَمَا تُقَدِّمُوا یعنی جس قدر جہاد کی یہ مشق کروگے!

تنبیہ سوم: ''صریح دعوی ہے کہ نماز وغیرہ خود عبادات مقصود بذاتہا نہیں ہیں، مقصود بغیر ہا ہیں یعنی للجہاد پھر اس سے بھی مقصود ملک داری و ملک گیری ہے۔ چنانچہ تنبیہ ششم میں اس کا ذکر آیا ہے۔ جس کی کوئی

دلیل نہیں بلکہ اس کا بطلان ظاہر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خود جہاد مقصود بذاتہ نہیں ہے بلکہ مقصود للعبادات المقصودہ ہے کما قال تعالیٰ:{الَّذِینَ اِنْ مَکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ}وَقَالَ تعالیٰ:{ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّه لِلّٰهِ}ورنہ جن سے جہاد ساقط ہوگیا ہو ان پر نماز فرض نہ رہتی۔"

توجیہ ششم: اتمو الحج کے تحت فرمایا گیا ہے کہ قتال کے واسطے ضروری چیزوں کی مشق ہونے کے لئے ان چیزوں کو حج میں سرانجام دو۔ اور وہ دس چیزیں ہیں (جنہیں حج میں سرانجام دیا جاتا ہے)..... ان سب چیزوں سے ایک ہی مقصد ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو، اللہ کا کلمہ سربلند ہو، اس طرح حج، قتال کے لئے مقدمہ اور تمہید ہے اور حج میں جہاد کا سبق ہے۔

تنبیہ ششم: "سب سے اول یہی سوال ہے کہ {ھَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ}علاوہ اس کے ... اس سے حج کا مقصود بالغیر ہونا لازم آتا ہے، جو ماہر شریعت کے نزدیک صریح البطلان ہے۔ نیز تاریخ بھی اس کے خلاف پر شاہد ہے، کیوں کہ اہلِ نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ جہاد کی فرضیت حج پر مقدم ہے۔ پھر افعالِ حج مقدماتِ جہاد کیسے ہوسکتے ہیں؟ رہا مسئلہ اعلائے کلمۃ اللہ و رضائے الٰہی کا تو یہ حضرات ملک گیری و سلطنت ہی کو رضائے الٰہی بتلاتے ہیں، چنانچہ عبارت بست و کیم کے ختم پر یہ قولِ صریح مذکور ہے:"تا ایں مقام ملک داری ختم شد" اس میں تصریح ہے کہ ان تمام احکام مذکورہ سے جس میں{حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ}بھی داخل ہے جو یقیناً رضائے حق کے لئے ہے، مقصود یہی سلطنت کی تحصیل ہے، بس رضائے حق یہی سلطنت ہوئی۔"

(جاری.........)

۞...۞...۞

دجالی فتنوں کا ظہور

عین قرب قیامت کے موقع پر جن بڑی علامتوں کا ظہور ہوگا، ان میں ایک نمایاں علامت "دجال" کا خروج ہے، فتنۂ دجال سب سے بھیانک فتنہ ہوگا، اس کی خطرناکی کا اندازہ ان روایات سے لگایا جاسکتا ہے، جن میں آپ ﷺ نے دجال سے چوکنا فرمایا ہے؛ اس فتنہ کی ہولناکی کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ خود رسول

خدا ﷺ اس فتنہ سے پناہ مانگتے تھے؛ چنانچہ ایک سے زائد مقامات پر آپ ﷺ کی دعاؤں میں اس فتنۂ دجال سے پناہ طلب کرنے کا ذکر ہے، جب نبی کریم ﷺ حضرات صحابہ کے سامنے اس فتنہ کا تذکرہ فرماتے، تو صحابہ کے چہروں پر خوف کے اثرات نمودار ہو جایا کرتے تھے۔ فتنہ دجال سے صرف نبی آخری الزماں ہی نے اپنی قوم کو نہیں ڈرایا، بلکہ آپ ﷺ کی صراحت کے مطابق ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈریا ہے؛ چناں چہ حضرت انسؓ کی روایت ہے، آپ نے فرمایا: "ما بعث نبی الا انذر امته الا عور الکذاب" (بخاری شریف: ۶۵۹) کوئی نبی ایسے نہیں بھیجے گئے، جنہوں نے اپنی امت کو کانے کذاب سے نہ ڈرایا ہو؛ ایک اور روایت میں فتنہ دجال کی ہولناکی کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا: آدم علیہ السلام کی پیدائش اور روز قیامت کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا اور وہ دجال کا فتنہ ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴/ ۵۷۳)

مسیح دجال ایک متعین شخص ہوگا، جو قیامت سے متصل خروج کرے گا؛ لیکن بعض احادیث کے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ خروجِ دجال سے بہت پہلے سے دجالی فتنے ظاہر ہونے لگیں گے؛ دجال دجل وفریب کی سب سے اونچی منزل پر ہوگا، لیکن اس وقت دنیا بھر میں شیطانی قوتوں کے ذریعہ جیسے کچھ حالات پیدا کئے جارہے ہیں، اس سے اندازہ ہوتا ہے، کہ دجالی فتنے پوری قوت کے ساتھ اپنا اثر دکھا رہے ہیں، جب دجال ظاہر ہوگا، تو اس کا سب سے بڑا دجل حقائق کو الٹنے اور باطل کو حق کی شکل میں پیش کرنے سے متعلق ہوگا، جو اہل ایمان کے لیے آزمائش ہوگا؛ چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے خروج سے پہلے چند سال دھوکہ وفریب کے ہوں گے، سچے کو جھوٹا بنایا جائے گا، اور جھوٹے کو سچا بنایا جائے گا، خیانت کرنے والے کو امانت دار بنایا جائے گا اور امانت دار کو خیانت کرنے والا قرار دیا جائے گا اور ان میں رویبضہ بات کریں گے، پوچھا گیا رویبضہ کون ہیں؟ فرمایا گھٹیا (فاسق وفاجر) لوگ، وہ لوگوں کے اہم معاملات میں بولا کریں گے۔ (مسند احمد: ۱۳۳۲)

صلیبی وصیہونی طاقتیں اور مغربی میڈیا آج وہ سب کچھ کررہا ہے، جس کی طرف حدیث بالا میں اشارہ کیا گیا ہے؛ بعض معاصر علما نے موجودہ صیہونی وصلیبی طاقتوں اور ان کی جانب سے ہونے والی عالمی سطح کی اسلام مخالف سرگرمیوں کو دجالی فتنوں کا مظہر قرار دیا ہے؛ گو کہ اس نظریہ سے کلی اتفاق ضروری نہیں، لیکن اتنی بات تو احادیث میں بھی مذکور ہے کہ دجال یہود میں سے ہوگا اور جب اس کا ظہور ہوگا تو یہودی ہزاروں کی تعداد میں اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور مال و دولت اور حیرت انگیز مادّی وسائل کے ذریعہ لوگوں کو

مبہوت کر کے رکھ دیں گے اور بہت سے کمزور ایمان والے مالی مفاد کی خاطر دجال کی ہمنوائی کرنے لگیں گے۔

عصر حاضر کی دجالی طاقتیں تین محاذوں سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں:

(۱) تعلیمی وفکری محاذ (۲) مالی وغذائی محاذ (۳) ثقافتی محاذ۔

ان تینوں محاذوں سے اس وقت دجل وفریب کا بازار گرم ہے اور دجالِ اکبر کے لیے اسٹیج تیار کیا جارہا ہے؛ جہاں تک تعلیمی میدان کا تعلق ہے، تو مخلوط طرزِ تعلیم، آزادیٔ فکر پر مبنی نصاب تعلیم، مقاصد تعلیم میں صرف مادّیت پر زور، جیسی شکلوں میں دجالی فتنے دندنا رہے ہیں؛ پھر سودی بینکنگ سسٹم، لائف انشورنس، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعہ مالی نظام پر دجال کے چیلوں کی گرفت مضبوط ہوتی جارہی ہے، اس کے علاوہ اوپن کلچر، آزادیٔ نسواں، فیوچر پلاننگ اور جنسی انارکی کے ذریعہ ساری دنیا پر دجالی تہذیب مسلط کی جارہی ہے؛ دجال کبیر کا ظہور تو قربِ قیامت پر ہوگا، لیکن دجالی اثرات اور دجالی طرزِ فکر ابھی سے سارے عالم پر چھاتا جارہا ہے ؛ دجالی فکر اسلامی فکر سے بالکلیہ طور پر متصادم ہے اور اس وقت مغرب اور یہود ونصاریٰ اسی دجالی فکر کی نمائندگی کررہے ہیں۔ بقول مولانا طالب جلال ندوی:

''مغربی نظام کے ہر گوشے میں دجالیت کی موجیں ٹھاٹھیں ماررہی ہیں؛ دجالیت ہر شعبے میں اسلام سے برسرِ پیکار ہے، اسلام کا تصور یہ ہے کہ دین اصل ہے، دنیا اس کے تابع ہے، ترجیحات میں دین ہمیشہ نمبر ایک پر رہے گا اور دنیا ہمیشہ نمبر دو پر رہے گی اور دجالی تصور یہ ہے کہ دنیا میں ترقی کرنی ہے، تو دنیا کو نمبر ایک پر رکھنا ہوگا اور دین کو نمبر دو پر؛ دین ایک نجی معاملہ ہے، اس کا تعلق چند باطنی اعتقادات سے ہے؛ دنیا میں کھاؤ پیو مستی کرو، فیوچر پلاننگ صرف دنیوی نقطۂ نظر سے کرو؛ آج آخرت کے نقطۂ نظر سے فیوچر پلاننگ کروگے تو کچھ نہیں ملے گا''۔ ملخص از: ''موجودہ دور کے فتنے اور ان کا علاج'' مولانا سید احمد ومیض ندوی

۞...۞...۞

انکارِ ائمہ وعلما کا فتنہ

بلال الدین بن علیم الدین ابراہیمی

آج امتِ مسلمہ، ائمہ وعلما کے آداب وحقوق سے نا آشنا یا آشنا ہوکر بھی ایسی نا آشنا ہوگئی ہے کہ، انہو

ں نے صرف ان کے آداب وحقوق کی عدمِ رعایت پر ہی قدم نہ روکا کہ، ان کی عزت واحترام کرتے، ان کو اپنا خیر خواہ تصور کرتے ، بلکہ دو قدم آگے نکل کر ان کی توہین، ان کا انکار، ان کی اتباع کو عار خیال کرنے لگے ہیں اور جوں جوں جہالت بڑھتی جارہی ہے، علم سے دوری ہوتی جارہی ہے، تقویٰ واخلاص ناپید ہوتا جارہا ہے، اورحماقت میں اضافہ ہورہا ہے؛ اتنے ہی مجتہدین روز افزوں پیدا ہورہے ہیں۔ ہرایک خود کو مجتہد خیال کررہا ہے ، علما سے خود کو مستغنی سمجھ رہا ہے، ائمہ مجتہدین کا انکار کررہا ہے اور خود کو سب سے بڑا عالم ، آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے والا مفسر ومحدث، احکام شرعیہ کا ماہر' فقیہ اعظم خیال کررہا ہے اور ایسی ایسی تحقیقات، تفسیر وتشریح پیش کی جارہی ہے اور اس انداز میں، جیسے ہمارے اسلاف (نعوذ باللہ) بلید و بے وقوف تھے؛ ان کی عقل وفہم ان نکات کو سمجھنے سے عاری و عاجز تھی ، جس پر اب یہ (فقیہ کی تعریف سے نا آشنا) روشنی ڈال رہے ہیں؛ اور اپنے اسلاف پر دین سے دور رکھنے کا تہمت لگارہے ہیں؛ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے!!؟ اور کیوں ہورہا ہے؟ اسکا جواب بھی تو ہمیں نصوص شرعیہ ہی سے ملے گا، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ، اور ایمان کو مزید تقویت پہنچی، ان ائمہ واسلاف کی قدرومنزلت میں اضافہ ہوا، اتباع سلف صالحین وتقلید ائمۂ دین شرع متین کا جذبہ مزید زور پکڑتا گیا، اپنی کم علمی بے مائیگی ، عدمِ فقاہت کا اعتراف ہوتا گیا؛ نیز اس سے کہیں زیادہ، تقویٰ ، اخلاص ، اور خشیت کے فقدان اور ہوی پرستی کا احسا س ہونے لگا۔

ان احادیث کو پڑھتے چلیے! احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ان ہی جز و کو اختصاراً تحریر کیا جارہا ہے، جو موضوع سے متعلق ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ دین یہاں تک پھیلے گا کہ سمندر پار تک پہنچ جائے گا، بحر وبر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑے دوڑائے جائیں گے، ا س کے بعد ایسی قومیں آئیں گی ، جو قرآن پڑھنے کے بعد کہیں گی ، ہم سے بڑا قاری کون ہے؟ ہم سے بڑھ کر عا لم کون ہے؟ کیا ان میں ذرہ برابر بھی خیر ہوگا؟ صحابہؓ نے فرمایا نہیں ۔ ایسے لوگ بھی مسلمان شمار ہوں گے ، مگر دوزخ کی آگ کا ایندھن ہوں گے ۔ (کتاب الرقائق)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے آخری زمانے میں بہت جھوٹے مکار لوگ ہوں گے ، جو تمہارے سامنے اسلام کے نام سے نئے نئے نظریات اور نئی نئی باتیں کریں گے ، جو نہ کبھی تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے

باپ دادانے ،ان سے بچنا کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں! (صحیح مسلم)

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں،علم اٹھ جانے سے پہلے علم حاصل کرلو!علم کا اٹھ جانا یہ ہے کہ اہل علم رخصت ہوجائیں گے؛عنقریب تم ایسے لوگوں کو پاؤگے،جن کا دعویٰ یہ ہوگا کہ،وہ تمہیں قرآنی دعوت دیتے ہیں، حالاں کہ کتاب اللہ کوانہوں نے پس پشت ڈال دیا ہوگا؛اس لیے'علم' صحیح ذرائع سے حاصل کرواوراس پر مضبوطی سے قائم رہو،نئی روش ، بے سود موشگافی، اور لایعنی غوروخوض سے بچو! (سلف صالحین کے) پرانے راستہ پر قائم رہو۔

بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آج سے سوا ۱۴ ر سوسال پہلے ہی، جن خطرات وفتن کی نشاندہی فرمائی تھی، آج ایک ایک کرکے ان کا مشاہدہ ہورہا ہے اور حرف بحرف فرامین رسول وجانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا یقین زور پکڑرہا ہے، آج دین کے نام پر بے دینی،قرآن وسنت کے نام پر دین سے انحراف اور سلفیت کے نام پر اسلاف سے بغاوت کا درس دیا جارہا ہے، اسلاف امت، اکابر خیرالقرون کی تجہیل وتحمیق کو تحقیق وتدقیق کا خوشنما عنوان دیا جارہا ہے۔اکابر فرماتے ہیں اور مشاہدہ بھی یہی ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کا سب سے پہلا اور کاری وار یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو اپنے اسلاف، اکابر علما،اہل تحقیق واہل نظر سے بدظن کردیا جائے نعوذ باللہ! ان اکابرین کو مسلمانوں کے نزدیک جھوٹا، مکاراور جاہل باور کرایا جائے اور یہ کہا جائے کہ دین سمجھنے کے لیے تمہیں کسی کی تقلید کے بجائے براہِ راست قرآن وسنت سے اخذ واستفادہ کرنا چاہئے؛اس وقت یہ فتنہ بہت زور پکڑ رہا ہے،علما صلحا،کا انکار کرتے ہوئے ،صحابہ تک بات پہنچ گئی ہے؛اب بچا ہی کیا،''ایک قدم بڑھایا تو اللہ کی پناہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اور دوسرا بڑھا یا تو نعوذ باللہ اللہ کا انکار''۔امت علما سے دور ہوکر ان سے کٹ کر ان سے مستغنی ہوکر صرف جہالت کی اندھی گھائی میں نہیں گری ہے؛ بلکہ حماقت اور ضلالت کے دلدل نے انہیں ایسا پھانس لیا ہے کہ، وہ دانستہ ونادانستہ جانے انجانے میں،وہ کچھ کرگزر رہے ہیں، جوان کے ایمان سے محرومی کا سبب ثابت ہورہا ہے۔

مغرب اور اسلام دشمنوں کی پوری کوشش ہے کہ مسلمان علما سے کٹ جائیں، بلکہ ان سے متنفر ہوجائیں،اوراسلام کواپنے ہاتھ میں لیکر، ہوی پرستی کے پروان چڑھادیں۔

بڑی حماقت کی بات

مغربی تعلیم کو پڑھنے اوراس کے نصاب کوسمجھنے کے لیے تو اس کالج کی ضرورت اوراسی پر بس

نہیں، بلکہ آپکو پورا کلچر اپنانا ہوگا، پینٹ شرٹ زیبِ تن کرنا ہوگا، ٹائی لگانی ہوگی، لڑکوں کے ساتھ لڑکیاں بھی شریک تعلیم ہوں گی ،اور انہیں بے نقاب آنا ہوگا مخصوص پارٹیوں اور ڑے میں مخصوص کپڑے پہنے ہوں گے؛ واہ بھائی دو ٹکڑے کمانے کے لیے اتنا پاپڑ بیلنا ہوگا، جسکے پاس ڈگری نہ ہو وہ اگر صحیح علاج بھی کر دے تو جیل؛ آخر یہ سب کیا ہے؛ انسانوں کے مرتب کردہ تعلیم کے حصول کے لیے، اتنی شرائط!!!

اور انسانوں کے رب کی تعلیم کوئی بھی کسی بھی زبان میں، کسی کی بھی کتاب پڑھ کر، خواہ اسے عربی آتی ہو یا نہ، خواہ اس نے اصول تفسیر ،اصول حدیث ،اصول فقہ کا نام بھی سنا ہو یا نہ؛ وہ تفسیر کرسکتا ہے، حدیث کی تشریح کرسکتا ہے، مسائل گڑھ سکتا ہے! حیف!! صد حیف!!!

عقل کے بیچارو! کہاں گئی تمہاری عقل؟ کھلواڑ کرنے کے لیے دین ہی تمہیں سوجھا؟ تم نے کبھی اپنے جسم کے ساتھ کھلواڑ کیا؟ انٹرنیٹ کی مدد سے اپنا علاج کیا؟ جب یہ خطرہ نہیں لے سکتے ،تو پھر دین کا خطرہ کیوں لینا چاہتے ہو؟ اب ذرا کوئی صدق دل سے جواب دے، ایسا کرنے والا متقی ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے دل میں خوف وخشیت ہوسکتی ہے؟ اسلام دشمنوں کی چال سمجھنے کی ضرورت ہے، اپنے ایمان کی حفاظت کی ضرورت ہے، یہ ہمارے ایمان کا آسانی سے شکار کرنا چاہتے ہیں، اس لیے علما سے ہمیں کاٹا جارہا ہے، فرقوں میں بانٹا جارہا ہے، آپسی اتفاق کو مٹایا جارہا ہے، بغض وعناد کی وبا میں لتھیڑا جارہا ہے، اور ہمارا اسلام کے ساتھ ناتا توڑا جارہا ہے۔

غیروں کا صرف گلا نہیں، اپنی جماعت میں بھی اب امت سے دوری کی وبا عام ہورہی ہے، وہ بھی دین سیکھنے کے لیے علما اور مدارس کا رخ نہیں کرنا چاہتے، انہیں بھی مسائل معلوم کرنے سے عار محسوس ہوتی ہے؛ صحیح دوا تو آپ کو میڈیکل ہی میں ملے گی، کیوں کہ دوا کے مشغلہ میں یہی لوگ مصروف ہیں۔

کیا اب علمائے ربانیین نہیں رہے

الحمد للہ جب تک قیامت نہیں آجاتی ،علمائے ربانیین موجود رہیں گے، اس لیے کہ اللہ نے دین کا فہم ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے اور جب یہ ختم ہوجائیں گے تو قیامت برپا ہوگی ،اس لیے جب تک قیامت نہیں آجاتی الحمد للہ اہل علم اور علمائے ربانیین باقی رہیں گے؛ بہر حال علما بھی بشر ہیں ،معصوم نہیں ہیں، اس لیے ان سے بھی غلطی ہوسکتی ہے؛ لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ عالم ربانی' دین کے پہنچانے میں خیانت نہیں کرے گا، اس لیے

فرمایا کہ اپنے آپ کو ان کے ساتھ جوڑے رکھو۔

امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے: ''ان لم یکن العلماء اولیاء اللّٰہ فلیس للہ ولی''

اگر اہل علم اللہ کے ولی نہیں ہیں، تو پھر اس زمین پر اللہ کا ولی کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

علما کی اہانت خطرناک ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْعُلَمَاءِ ذَهَبَتْ آخِرَتُهُ''

جس نے علما کی اہانت کی اس کی آخرت برباد ہوگئی۔ (السیر، ج ۱۷/ص ۳۵۱)

''لحوم العلماء مسمومة وعادة الله في هتك استار منتقصيهم معلومة ، ومن اطلق لسانه في العلماء بالثلب ابتلاه الله تعالى قبل موته بموت القلب''۔

(الاعلام بحرمۃ العلماء، ص ۳۲۴، در مکتبۃ الکوثر)

''علمائے کرام کے گوشت (یعنی غیبت) نہایت زہریلے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی پردہ دری میں اللہ کی عادت سب کو معلوم ہے (کہ جو لوگ علما کی اہانت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی پردہ دری فرماتے ہیں) جو شخص اپنی زبان کو علما کے بارے میں عیب جوئی کے لیے کھلا چھوڑتا ہے، تو اللہ رب العزت اس کی موت سے پہلے اس کے دل کو مردہ بنا دیتے ہیں۔''

علما سے بغض رکھنے کا نقصان

یہ بھی لکھا گیا ہے کہ علما سے بغض رکھنے کے نتیجے میں پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ، بغض رکھنے والا علما کی تعلیمات سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو درداءؓ فرمایا کرتے تھے: ''اغد عالما أو متعلما أو مستمعا أو محبا ولا تكن الخامس فتهلك'' (جامع بیان العلم وفضلہ ج ۱/ ۵۳)

''عالم بنو یا علم سیکھنے والے بنو یا علم کی باتیں سننے والے بنو یا ان اہل علم سے محبت کرنے والے بنو اور پانچویں نہ بننا یعنی علما سے بغض رکھنے والے نہ بننا؛ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔''

آپ نے مرغا دیکھا ہوگا، صبح صبح اذان دیتا ہے، حضور ﷺ نے اسے بھی برا کہنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ یہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔

''قال رسول الله ﷺ: لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة'' (ابوداؤد ج ۲/ص ۳۵۴)

حضورﷺ نے فرمایا: ''مرغے کوگالی مت دو، اس لیے کہ یہ لوگوں کو نماز کے لیے جگاتا ہے۔''

''الدنیا کلہا ظلمة الا مجالس العلماء''۔(جامع بیان العلم وفضلہ ص/۲۳۶)

''ساری دنیا اندھیرا ہی اندھیرا ہے، سوائے علما کی مجلس کے۔''

حضرت سخاویؒ فرمایا کرتے تھے:

''انما الناس بشیوخہم فاذا ذہب الشیوخ فمع من العیش''۔(فتح المغیث، ج۲/ص۳۲۰)

''لوگ اپنے شیوخ (اہل علم اور ماہرفن اساتذہ) کی وجہ سے (کسی قابل) ہوتے ہیں، جب شیوخ ہی چلے گئے، تو پھر زندگی کس کے ساتھ ہے؟ (یعنی زندگی کی گاڑی کیسے چلے گی؟)''

زندگیاں تو اکابر اور بزرگوں کے ساتھ ہوتی ہیں اور جب اکابر اور بزرگ ہی دنیا سے چلے جائیں گے، تو پھر زندگی کا مزہ نہیں رہتا، پھر ایمان کہاں بچ سکتا ہے؟ دین کہاں بچ سکتا ہے؟ ان برگزیدہ لوگوں کی کمی اور عدم موجودگی کی بنا پر امت انتشار وافتراق کا شکار ہوجاتی ہے، آپس میں محبت اور تعلق کمزور پڑ جاتا ہے، قومیت، لسانیت، بے دینی، جدت پسندی، عقل پرستی، مادیت پرستی اور شخصیت پرستی کی خوابیدہ فتنے پھر سے سر اٹھانے لگتے ہیں، بہت بڑے بڑے نقصانات ہوتے ہیں، اور دشمنان دین کو دین اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کے کھلے مواقع دستیاب ہوجاتے ہیں۔

اس لیے اشد ضرورت ہے کہ ہم تقلید کی اہمیت، افادیت، ضرورت، اس کی شرعی حیثیت اور اس کی وجوبیت سے واقف ہوں؛ علمائے حقہ سے روابط قائم اور مضبوط کریں، انہیں اپنا سچا بہی خواہ اور مصلح تصور کریں، اپنے مسائل ان کے سامنے رکھیں، قرآن وحدیث کا مطالعہ ان کی نگرانی میں رہ کر کریں، اور ہر کام کرنے سے پہلے شریعت کا اس کے متعلق کیا حکم ہیں، ان علمائے حقہ سے معلوم کریں۔

۞...۞...۞

پہلی قسط:

فتنۂ دیندار انجمن

مولانا شاہد جمال صاحب (استاذ جامعہ اکل کوا)

حامدا ومصلیا

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جس وقت ابلیس کو جنت سے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے نکالا تھا،
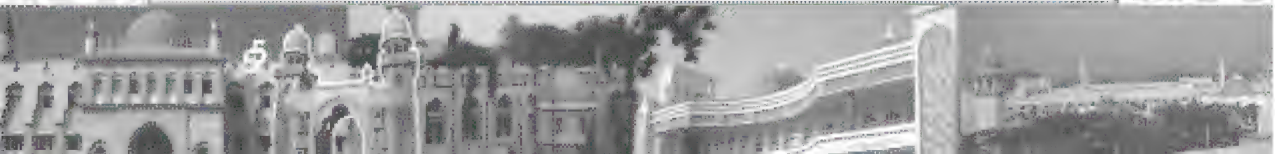
اسی وقت اس نے اللہ رب العزت سے یہ عہد کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں آپ کی عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ، جس آدم کی وجہ سے آپ مجھے جنت سے نکال رہے اور مجھے راندۂ درگاہ کر رہے ہیں، میں اس کی اولاد کو جنت میں نہ آنے دوں گا،تب ہی سے وہ اپنی بات کو پورا کرنے اور اولادِ آدم کو جنت سے روکنے کی بھرپور اور انتھک کوشش میں لگا ہوا ہے؛اس سلسلہ میں وہ جو جتن کرسکتا ہے،اس کے کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا؛ آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر آج تک ہر طرح کی گمراہی ،خواہ کفر وشرک اور بت پرستی وغیرہ کی شکل میں ہو یا ہوا پرستی اور جاہ پرستی کی صورت میں یا کسی اور طرح ہو؛سب اسی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

انبیائے سابقین کے زمانوں میں ان کی قوموں کو ان کی اتباع اور ان پر ایمان لانے سے روکنا،ان کے لائے ہوئے دین کی مخالفت کرنا،انبیا کو اذیتیں پہونچانا اور ان کی تکذیب کرنا،سب اسی کی کوششوں کا نتیجہ رہا ہے،اللہ کے آخری پیغمبر سیدالمرسلین خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکین مکہ اور دیگر مخالفین کو ابھارنا،منافقین کا گروہ بنانا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں جھوٹے نبوت کے دعویدار مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی سے دعوائے نبوت کرانا بھی،سب اسی کی تعلیمات وترغیبات کے نتائج تھے۔

اور اسی کی کوششوں کے نتیجے میں ہر زمانے میں اسی طرح کی بے دینی اور بد دینی کے علمبردار سر اٹھاتے رہے ہیں،جنھیں حدیث شریف میں ''دعاۃ علی ابواب جہنم ''یعنی جہنم کے داعی کہا گیا ہے۔

تاریخ کے صفحات اس حقیقت پر شاہدِ عدل ہیں کہ دینِ اسلام جونہی عالم شہود میں جلوہ گر ہوا،شیطانی قوتوں وطاغوتی طاقتوں نے اس ''دعوت ربانی'' کے خلاف پوری مستعدی وقوت کے ساتھ یلغار شروع کردی تھی،پھر اس کو بیخ وبن وجڑ وبنیاد سے اکھاڑ پھینکنے یا کم از کم کمزور کرنے کی،وہ کون سی تدبیر وحربہ تھا جس کو انہوں نے نہیں آزمایا؛ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتنوں کا ایک سیلاب تھا،جو اس کے خلاف امڈتا چلا آرہا تھا،مخالفتوں کا ایک طوفان تھا،جو بظاہر تھمتا نہیں تھا اور بغض وعداوت کی ایسی خندقیں تھیں،جو اس کے راستے میں رکاوٹ بنی ہوئی تھیں،یہی وہ حقیقت ہے جس کو علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔ ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

اور تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ فتنے بہت سے تو وہ تھے،جو غیر اقوام کی جانب سے کھڑے کیے گئے تھے،جن کی سرپرستی یہود بے بہبود اور نصاریٰ کر رہے تھے یہ تو خارجی فتنے تھے،اور بہت سے فتنے داخلی بھی تھے جو اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے لوگوں اور اسلام کا نام لینے والوں نے پیدا کیے تھے اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ فتنے صورتوں وشکلوں کے لحاظ سے مختلف لگتے ہیں،طرز وانداز کے اعتبار سے متفرق نظر آتے ہیں،ناموں اور

لیبلوں میں الگ الگ معلوم ہوتے ہیں اور اپنے اپنے خاص مخصوص امتیازات وتشخصات بھی رکھتے ہیں، مگر اس کے باوجود باعتبارِ نتیجہ کے ایسا لگتا ہے کہ سب کے سب ایک متفقہ نصب العین پر پوری طرح متحد و کمربستہ ہیں۔ لہٰذا وہ نصب العین کیا ہے؟ مخالفت وعداوت اور اسلام کی بیخ کنی وپامالی، سبائیت، رفضیت، شیعیت، خارجیت، اعتزالیت، ارجائیت، ابتداعیت، مہدویت، قادیانیت، جبر وقدر اور خلق قرآن وغیرہ؛ جیسے بے شمار فتنے اسی منظم منصوبے وایجنڈے کی پیداوار ہیں، جو بظاہر مختلف مگر مساءً مقصد اور نصب العین کے لحاظ سے ایک ہیں۔

ان فتنوں میں سے بڑے خطرناک وزہریلے اور ان کے اپنے مشن کے لحاظ سے بڑے کامیاب، وہ فتنے تھے، جو اسلام دشمنی میں اسلام ہی کے نام پر وجود میں آئے، اور عمل بالقرآن یا عمل بالحدیث کے نعروں اور دعووں کے ساتھ سامنے لائے گئے ہیں۔

انہیں عظیم فتنوں میں سے ایک مہلک اور خطرناک فتنہ وہ ہے، جو قادیانیت کی کوکھ سے جنم لیکر وجود میں آیا اور وہ ہے ''دین دار انجمن'' کے نام پر بے دینی وبد دینی کا فتنہ، جس کا بانی ''صدیق حسین دیندار المعروف بہ سری چن بسویشور'' ہے؛ صدیق دیندار نے غلام احمد قادیانی سے اپنا رابطہ استوار رکھا اور اس کے بعد اس کے خلیفہ بشیر الدین محمود سے بیعت کی، اور قادیانی کتب کے مطالعے اور قادیانیوں سے تربیت کے نتیجے میں دینِ اسلام کے خلاف ایک انجمن بنائی جس کا مقصد بھی وہی تھا، جو اوپر مذکور ہو چکا۔

اور اس نے قادیانی کتب کی جھوٹی پیشین گوئیوں کو بنیاد بنا کر اپنے بارے میں یوسف موعود، مثیل موسیٰ، مظہر خدا ہونے کا دعویٰ کیا، اور ختمِ نبوت کی قادیانی تشریح کے مطابق ختم نبوت پر حملہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خود کو خود ساختہ جھوٹی نبوت کا علمبردار بنالیا، اس سے قبل ہندو قوم میں اپنے کو متعارف کرانے اور ان سے دادِ تحسین کے شوق میں ان کی کتابوں کو مدار بنا کر خود کو ''چن بسویشور'' کا نام دیا اور اسی نام سے متعارف ہوا، مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود ہندو لنگایت قوم نے اس کو جھوٹا قرار دے دیا۔

اسلام کے بنیادی عقائد میں ایک اہم عقیدہ ''عقیدۂ ختم نبوت'' ہے، اس کو متاثر کرنے اور دین محمدی کی حقیقی شکل بدل دینے کی غرض سے انگریزوں کی جانب سے قادیانیت کی شکل میں ایک مستقل ومتوازی دین ایجاد کیا گیا، زائد از سو سال اس کی سرگرمیوں اور ریشہ دوانیوں کا سلسلہ تا حال جاری ہے؛ چوں کہ اس فرقۂ قادیانیت کو اسلام مخالف طاقتوں کی مدد بلاواسطہ حاصل ہے، اس لیے اس کا دجل وفریب تو کھل کر سامنے آگیا، مگر اس کی جڑوں کو مضبوط کرنے اور اس کو استحکام بخشنے کے مقصد سے، جو ضمنی تحریکیں وجود میں آئیں انہیں اکثر لوگ سمجھ نہ سکے۔

انہیں میں ایک تحریک وہ ہے جسے محمد علی لاہوری قادیانی کی سرپرستی میں صدیق حسین چن بسویشور نے ''انجمن دیندار'' کے نام سے جاری کیا، اس باطل فرقہ کی بنیاد ۱۹۲۴ء میں کرناٹک کے علاقہ میں ڈالی گئی، پھر کچھ عرصہ بعد آصف نگر حیدرآباد میں کسی صاحب کی عطا کردہ اراضی پر باقاعدہ اس کا مرکز قائم کیا گیا، جو آج تک قائم ہے۔

بد قسمتی سے اس فرقہ کو دشمنِ اسلام یہود بے بہبود اور انگریز کی جانب سے تائید و مادّی حمایت ویسی حاصل نہ ہوسکی، جیسا کہ قادیانیت کو حاصل تھی، اور نہ ہی مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند و خلیفہ نے اس کی طرف کچھ توجہ کی، جس کی وجہ سے چن بسویشور اور ان کا فرقہ دردر کی ٹھوکریں کھاتا رہا، اور ابھی دس بارہ سال قبل پیش آئے دلخراش حادثات کے نتیجے میں ان پر عائد پابندیوں نے تو اور بھی بے در اور بے آسرا کردیا؛ البتہ کچھ لوگ گفتگو کی شعبدہ بازی اور چال ڈھال کی شیخیت سے اب بھی امت کے سادہ لوح اور جاہل مسلمانوں کو گمراہ کررہے ہیں، دیگر فرقِ باطلہ کی طرح یہ فرقہ بھی اپنے نظریات کو چھپا کر مذہب اسلام کی ظاہری چیزوں کو پیش کرتے ہیں، غیروں میں تبلیغ کے حسین عنوان کو تو یہ لوگ خوب استعمال کرتے ہیں، اور کچھ وید وغیرہ کی مخصوص عبارتیں رٹ رٹ کر ہندوؤں کو مانوس کرتے پھرتے ہیں۔

موصوف صدیق حسین دیندار کی پیدائش ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۶ء بمقام بالم پیٹ ضلع ورنگل بروز پیر صبح ۱۰ بجے ہوئی، ان کا دادھیال مدراس کا علاقہ چنگل پیٹ سے تعلق رکھتا ہے اور ننھیال دکن کا علاقہ اودگیر سے وابستہ ہے۔ پیدائش کے بعد جب ان کے والد نے انہیں دیکھا تو خدا جانے کیا محسوس کیا کہ بجائے فرطِ مسرت سے چومنے چمکارنے اور لاڈ پیار کرنے کے اپنی اہلیہ کو ہدایت دی کہ اسے کوڑے پر پھینک دیا جائے تو بہت بہتر ہے؛ لیکن ماں کی ممتا نے اس ہدایت پر عمل کرنے کو گوارا نہ کیا، پال پوس کر امت کے لیے ایک آزمائش اور گمراہی کا سرچشمہ بنادیا۔

مذہب اسلام کے مقابلے میں اندرونی و بیرونی بہت سے فتنے اٹھے ہیں، جن کا مقابلہ اور ان کی سرکوبی انہیں کے افعال و اقوال کو سامنے رکھ کر اسلامی دلائل قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں؛ علمائے اسلام حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کرتے رہے ہیں، علمائے اسلام جب کبھی کسی فتنے کے مقابلے میں کھڑے ہوئے، تو اس فتنہ کو دبا کر ہی دم لیا ہے، انہیں فتنوں میں یہ سری چن بسویشور کا بھی ایک فتنہ ہے، جس کا غلط اور باطل ہونا خود ان کی تحریرات سے ظاہر ہے، جو متضاد باتوں کا مجموعہ اور تمام ادیان کا معجون مرکب ہے؛ جیسے کبھی کہتا ہے کہ میں اللہ کا مظہر ہوں، اسی طرح کہتا ہے خدا محمد میں حلول کرگیا ہے، اس لیے میں خدا ہوں، کبھی کہتا ہے کہ ہر نبی کی بعثت میں اعادہ ضروری ہے، اس لیے میں محمد نبی بن کر آیا ہوں، مجھ پر ایمان لانا ہر شخص پر

لازم ہے؛ ورنہ کافر اور جہنمی ہے، کبھی کہتا ہے کہ میں خلیفہ اول صدیقِ اکبر ہوں، لہٰذا میری خلافت تسلیم کرنا واجب ہے، کبھی کہتا ہے کہ میں مثیلِ ابراہیم ہوں، کبھی کہتا ہے کہ میں ایشور ہوں، پرمیشور کا اوتار ہوں، الغرض اس طرح کے واہی تباہی بکتا رہتا ہے، اور امت اسلامیہ کو بے دینی وبد دینی کی طرف گھسیٹ کر ضلالت وگمراہی اور کفروشرک کی دعوت دے رہا ہے، چنانچہ مختلف علاقوں میں بالخصوص کرناٹک آندھرا پردیش اور تلنگانہ کے علاقوں میں اپنی ساکھ مضبوط کر رہا ہے۔ العیاذ باللہ

صدیق حسین دیندار معروف بہ سرچن بسویشور کے دعووں کا آغاز ادیانِ باطلہ کے مزعوم تخیلات، ہندو اوتاروں کے ملفوظات اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ہفوات کا مرہونِ منت ہے، پہلے پہل ان کے مخاطب اور ان کا میدان عمل ہندو اقوام ہی تھیں، اہل اسلام سے کچھ لینا دینا نہ تھا، لیکن جب انہوں نے محسوس کیا کہ خود مسلمانوں میں ایسے جہلا کی کمی نہیں ہے، جو دعوی وکرشمہ ہی کو آسمانی قوت اور مرکز عقیدت سمجھ بیٹھنے کے عادی ہیں، تو موصوف نے اپنی نظر التفات اس طرف پھیر دی۔

مگر یہاں مسلمانوں میں صرف ویدوں، اُپنشدوں سے کام چلنے والا نہ تھا، کتاب وسنت کا حوالہ ضروری تھا، اس لیے چن بسویشور نے قرآن وحدیث کی ورق گردانی شروع کی، اور اپنے ذاتی مطالعہ سے اپنے مقصود تک پہنچنے کی برسوں تک بھر پور جدو جہد کی، چنانچہ کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ کو اپنی ہوس وخود پسندی کی آگ بجھانے کا ذریعہ بنایا، اور ملت اسلامیہ کو الحاد وزندقہ کے عمیق غار میں ڈھکیلنے کے لیے تحریفِ قرآن کا سہارا لیا، متعدد آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ کو ان کے سیاق وسباق اور تفسیر ماثور سے ہٹا کر ان کی بے محل تاویلات وتحریفات کر کے اپنے دعووں کے موافق بنانے میں مشغول ہو گئے۔

پھر جب اپنے علاقہ میں پیش آئے مخالف حالات سے مایوس ہو گئے، تو دوسرا علاقہ تلاش کرتے ہوئے یاغستان جا پہنچے، جب وہاں سے بھی خائب وخاسر اور نامراد ہو کر واپس وطن پہنچے، تو اس نامرادی پر پردہ ڈالنے کے لیے سورۂ کہف کا سہارا لیا۔

انہوں نے اس سورہ کی ایک نام نہاد ''عملی تفسیر'' لکھی، اہل یاغستان میں سے جنہوں نے جہل ونادانی اور موصوف کے جھوٹے دعووں سے بے خبری کی وجہ سے انہیں کوئی انقلابی مسیحا سمجھ کر قبول کر لیا تھا، ان یاغستانیوں کو ''اصحاب کہف'' اور اپنی مقامی وفادار جماعت کو ''اصحاب رقیم'' قرار دیکر پوری سورۂ کہف کو ان دو جماعتوں پر فٹ کر دی، ان کی یہ تفسیر کیا ہے؛ بلکہ یہ تفسیر تو ان کے ذہنی وعملی دیوالیہ پن کا منھ بولتا ثبوت ہے، اور شاید ان کی ایسی ہی ذہنیت اور ان کے اسی تجربے کی وجہ سے انہوں نے اکابر مفسرین قرآن اور علمائے حق کی تفسیروں کو اپنی کتاب میں ''الوؤں کا بازار'' قرار دیا ہے۔

سرچن بسویشور کے معتقدین میں ایک صوفی عبدالقادر نامی شخص بھی ہیں، یہ صاحب اپنی معلومات اور

تحریری صلاحیت میں اپنے گرو سے بدرجہا بہتر ہیں، مگر گرو کے رنگ میں اس قدر رنگے ہوئے ہیں کہ اسی کی ملحدانہ ومشرکانہ سُر میں سُر ملا کر گفتگو کرتے ہیں، گویا کہ گرو کے تمام دعاوی کو دلائل سے مدلل کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے؛ خواہ اس کے لیے اپنا دین وایمان بھی بیچنا پڑ جائے، چنانچہ انہوں نے ایک کتاب بعنوان "تفسیر الآیات باستشہاد الکائنات" کے نام سے لکھی ہے، اس کا دوسرا نام "ظہور حقیقی" بھی ہے۔

یہ صاحب اپنی معلومات بلکہ مزعومات پر اس قدر مغرور ہیں کہ کتاب وسنت کے سمجھنے کے واسطے منقول ومقبول تفاسیر واحادیث کے تمام متفق علیہ اصولوں کا خون کرکے اپنے اختراعی ذہن سے انتہائی جاہلانہ وجارحانہ اصول وضع کر لیے ہیں، جن سے ہٹ کر اس تعریف بے جا کے بغیر اپنی اور اپنے شیخ کے زلیغ وضلال کی پردہ داری؛ بلکہ ملمع سازی ان کے لیے ممکن بھی نہ تھی۔ فاعتبروا یااولی الابصار

خدائے برتر جزائے خیر عطا فرمائے امتِ محمدیہ کا درد رکھنے والے ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد وناظم مجلس علمیہ آندھرا پردیش، ممتاز عالم دین "حضرت مولانا عبد القوی صاحب زید مجدہ" کو کہ انہوں نے جہاں ردقادیانیت ورد مہدویت وغیرہ پر تقریری وتحریری طور سے مجاہدہ ومقابلہ کر کے امت کو ان کے دجل وفریب سے بچانے کی ہر ممکن جدوجہد کی ہے؛ وہیں اب جناب موصوف سری چن بسویشور کی "دیندار انجمن" کی حقیقت اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ واضح کرکے اور اس کے دجل ومکر کا پول کھول کر امت کو اس فتنہ کا شکار ہونے سے سعی مشکور بھی کی ہے؛ تا کہ اس فرقہ سے وابستہ افراد اپنے بانی کے عقائد ونظریات کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھ کر حق وباطل میں تمیز کر سکیں۔

الحمد للہ فرقِ ضالّہ پر مولانا موصوف کی گہری نظر ہے، اور ان فرقوں کی تردید وتعاقب کا خداداد ملکہ رکھتے ہیں، چنانچہ قادیانیت سے تعلق رکھنے والی "دیندار انجمن" پر قلم اٹھا کر اس کے تمام رازہائے سربستہ کو طشت ازبام فرمادیا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا محترم کی یہ خیر خواہانہ کوشش اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہو، اور ان کی یہ کوشش امت کے لیے سبب ہدایت ہو اور مرتدین کے لیے باعث توبہ ونورِ ہدایت ہو۔ آمین (جاری)

⊛...⊛...⊛

معاشرتی فتنے

میڈیا، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ کا فتنہ

موبائل کا فتنہ

فتنۂ آزادئ نسواں و بے پردگی

اسلامی چینلز کا فتنہ

مخلوط تعلیم کا فتنہ

زنا کے عام ہو جانے کا فتنہ

مسلم معاشرہ میں نشے کا فتنہ

اغیار کے اطوار کا فتنہ

علمی فتنے

فکری ارتداد و گمراہی کے فتنے

ذہنی ارتداد کا فتنہ

گلوبلائزیشن کا فتنہ

نیو ورلڈ آرڈر ایک خطرناک فتنہ

صیہونیت- دنیا کا سب سے عظیم فتنہ

فتنہ سوشلزم و کمیونزم

فتنہ مغربیت

میڈیا، مثبت و منفی اثرات کا جائزہ

عمران اللہ قاسمی

یہ بات انسان کی سرشت میں شامل ہے کہ وہ ایک دوسرے کے حالات اور پیش آمدہ واقعات سے باخبر رہنا چاہتا ہے، اسی وجہ کر روزِ اول سے باہمی خبروں کی منتقلی کا سلسلہ جاری ہے؛ البتہ ابتدائی دور میں خبروں کا تبادلہ صرف زبانی طور پر ہوتا تھا، پھر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں تبدیلی آتی رہی، بعد کے زمانہ میں جب ماحول نے ترقی وتہذیب کا لبادہ اوڑھ لیا، تو پھر یہ سلسلہ کاغذات کی پشت پر سوار ہوکر اخبارات و رسائل کی صورت اختیار کر گیا اور پھر دورِ جدید کی ترقی نے اس میں ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ کا بھی اضافہ کردیا؛ اس کے لیے باضابطہ اسٹیشن اور نیوز ایجنسیوں کا قیام عمل میں آیا اور حکومتوں کی توجہ کی بدولت آج یہ شعبہ دن رات ترقی کی طرف گامزن ہے اور ایسی زبردست قوت بن چکا ہے، جس نے دیگر بہت سی قوتوں کو مات دے دی اور اپنے ہر کمال کا لوہا منوالیا ہے، اسی مواصلاتی نظام کو دورِ جدید میں میڈیا کا نام دے دیا گیا ہے۔

میڈیا کا تعارف:

میڈیا انگلش زبان کا لفظ ہے، جس کے اصلی معنی واسطہ کے ہوتے ہیں، جو چیزیں حادثہ یا واقعہ کی خبر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے میں واسطہ کا کام دیتی ہیں، آج کے دور میں کثرت سے ان پر میڈیا کا اطلاق ہونے لگا، اسی وجہ سے جب بھی میڈیا کا لفظ بولا جاتا ہے، تو اس سے ذرائع ابلاغ اور خبر رسانی کے اسباب ووسائل ہی مراد ہوتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دور میں میڈیا کی بڑی اہمیت ہے، جس نے دور دراز رہنے والے ہر انسان کو اپنے متعلقین سے انتہائی قریب کردیا، عالم انسانی کے ایک گوشہ سے اڑی خبر آن کے آن میں پورے عالم میں پھیل جاتی ہے، قدرتی آفات، زمینی حوادث، سیاسی اکھاڑ پچھاڑ اور کھیل وتفریح کا کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا واقعہ کائنات میں رونما ہوتا ہے، تو آناً فاناً ساری دنیا میں پھیل جاتا ہے؛ جدید دور کی ترقی کی بدولت آج کل میڈیا نے ایک سہولت یہ بھی پیدا کردی ہے کہ آپ اس کے ذریعے اپنے نظریات وخیالات کو پوری دنیا میں عام کرسکتے ہیں، ملکی اور عالمی پیمانے پر جب اور جس وقت آپ چاہیں آسانی سے من پسند فضا قائم کرسکتے ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ مغربی اقوام نے جب دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کا خواب دیکھا تو سونے کے ذخائر پر قبضہ کو مرکزی اور بنیادی اہمیت دینے کے بعد دوسرا درجہ انہوں نے میڈیا کو دیا، پھر میڈیا کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوکر، اس کی باگ ڈور کو اپنے قابو میں کرکے دنیا کے ذہن وفکر اور دماغ پر حکمرانی کرنے میں وہ کامیاب ہوگئے۔

مغربی میڈیا کی یلغار:

میڈیا کی اصل غرض اور منشا تو صرف خبر رسانی اور عوام کو دنیاوی واقعات اور حالات سے باخبر رکھنا ہے، لیکن جو طبقہ اس زمانہ میں اپنی چالاکیوں اور عیاریوں سے میڈیا پر قابض ہو گیا ہے، اس نے اپنے دیرینہ منصوبہ ''نئے عالمی نظام'' کی تکمیل کی راہ میں روڑہ بننے والے عوام کی دماغی تطہیر کے لیے، اس کا استعمال شروع کر دیا ہے، انہوں نے ایک طرف تو کثیر خبروں کی اشاعت کے ذریعہ ایک انسان کو دوسرے انسان سے قریب کرنے کا فریب دیا، تو دوسری طرف بڑی چالاکی سے انسانوں کا رشتہ خدا سے بالکل کاٹ دیا چناں چہ ٹی وی پر نوع بہ نوع چینلوں کا اجرا، ویڈیو کی رنگا رنگ، کیسیٹوں اور کمپیوٹر سی ڈیز کی بھر مار، نیز پرنٹ میڈیا کی کرشماتی فنکاریوں سے مزین رنگ برنگ کے خوش نما مجلات اور باتصویر رسائل و اخبارات کی اشاعت، یہ سب وہ چیزیں ہیں، جنہوں نے معاشرے میں عریانیت اور فحش کاری کو فروغ دیا اور لوگوں کو تفریح اور لذت اندوزی و سفلی خواہشات کا اس قدر دلدادہ اور خوگر بنا دیا کہ وہ خوب سے خوب تر کی جستجو میں ساری حدیں پھلانگ جانا چاہ رہے ہیں اور یہ سب مغربی میڈیا کی یلغار کے برے نتائج ہیں، مغربی میڈیا، ٹی وی، ریڈیو، انٹرنیٹ، اخبارات و رسائل وغیرہ پر مشتمل ہے، ہم سب پہلے ٹی وی کا جائزہ لیتے ہیں۔

سنیما و ٹیلی ویژن کی یورش:

ٹیلی ویژن دورِ جدید کی وہ خطرناک ایجاد ہے، جس نے میڈیا کی دنیا میں غیر معمولی انقلاب برپا کر دیا، اس ایجاد نے متحرک تصاویر اور آواز دونوں استعمال کر کے پوری دنیا کو سمیٹ کر ایک بستی میں تبدیل کر دیا؛ چناں چہ ٹی وی پر فلموں، ڈراموں، ناچ گانوں، خبروں، اور عالمی معلومات پر مشتمل بے شمار پروگرام پیش کئے جاتے ہیں، جن میں اکثر پروگرام حیا سوزی کا مظاہرہ کرتے ہیں نیز فلم، ڈرامے اور ناچ گانوں کی شکل میں پیش کئے جانے والے بیشتر پروگرام اسلامی تعلیمات کے منافی ہوتے ہیں اور وہ پروگرام بد اخلاقی، فواحش و منکرات کو فروغ دینے والے، تشدد سے بھر پور، اپنی چلتی پھرتی تصویروں کے ذریعہ مشاہدین کے دل و دماغ میں جنسی میلان جگانے اور نہایت چالاکی اور ہوشیاری کے ساتھ چوری، ڈکیتی، عصمت دری اور عصمت فروشی کے گر سکھانے والے ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے مشاہدین میں جنسی بے راہ روی اور آزاد خیالی کا رجحان پیدا ہونے لگتا ہے، قوم کے نوجوان افراد، ان تصاویر کے ذریعہ پیش کئے جانے والے فرضی واقعات کو نہ صرف دیکھتے ہیں بل کہ ساتھ ہی ان سے عملی سبق بھی حاصل کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں وہ شریعت سے آزاد اور بے راہ روی کے دلدادہ اور معاشرے اور سماج کے اصولوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں؛ نیز ان پروگراموں کی وجہ سے عورتوں میں عریانیت، اباحت پسندی اور بدکاری جیسے جرائم پروان چڑھنے لگتے ہیں اور یہ سب مغرب کی ذہن ہے، جو ایک منصوبہ کے تحت اسلامی حلقوں میں عام کی

جاری ہے؛ بل کہ اس کو توپوں اور بندوقوں کے بغیر لڑی جانے والی ایک ایسی جنگ سے تعبیر کر سکتے ہیں، جو اہل مغرب نے اسلام کے خلاف عرصہ سے چھیڑ رکھی ہے، گویا میڈیا کے ذریعے لڑی جانے والی، یہ ایک ایسی جنگ ہے، جو مغربی استعماروں کے قدیم خوابوں کی تعبیر ہے۔(مغربی میڈیا اور اس کے اثرات)

نیز مغربی میڈیا کبھی بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کسی واقعہ کو پیش کرنے میں چشم پوشی تو دور کی بات سہل پسندی سے بھی کام نہیں لیتا، چناں چہ دن رات بغیر کسی توقف کے کروڑوں ڈالر کے صرفے سے مختلف طریقوں سے ایسی فلمیں تیار کی جارہی ہیں، جس میں دینِ اسلام اور مسلمانوں کو اصل نشانہ بنایا جا رہا ہے، چناں چہ مصر میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۴۷ء تک دو بھائیوں نے ستر کے قریب ایسی فلمیں تیار کیں، جن میں فحاشی اور عریانیت کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات اور اسلامی شخصیات کے خلاف ایسا زہر تھا، جس نے نئی نسل کے دل و دماغ کو غیر معمولی حد تک مسموم کر دیا، اسلام اور اس کی تعلیمات و شخصیات سے نفرت پیدا کر دی، اسلام کے خلاف مغربی استعمار کی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں ہیں؛ بل کہ اہل مغرب کسی بھی معاشرے پر غلبہ پانے کے لیے بے حیائی اور فحاشی کے میدان میں کسی سے کمتر ثابت نہیں ہوئے، چناں چہ افغانستان میں حکومت طالبان کے سقوط کے بعد امریکہ نے خشک روٹیوں، زخمیوں مجبوروں کے لیے دواؤں کی اہمیت سے قبل کابل کے بازاروں، اس کے گلی کوچوں کو فحش فلمی گانوں ویڈیو کیسٹوں، شہوت رانی پر اکسانے والی مغربی رقاصاؤں اور اس طرح کے بے شمار حیا سوزی کے مظاہرے سے چوبیس گھنٹہ میں بھر دیا تھا ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا؛ تاکہ ایک مذہب پرست، دین دار اور روایت شناس معاشرے کو نیست و نابود کر دیا جائے'' یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ امریکہ کی اور اس کے حلیف ممالک کی یہ کوشش صرف افغانستان ہی میں وجود پذیر نہیں ہوئیں؛ بل کہ اہل مغرب اس طرح کے موقع پر کوتاہ دستی سے بھی کام نہیں لیتے، یہ ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زبردست کاوشیں ہیں، جن کے نتیجہ میں نام نہاد مسلمانوں میں ایک اچھی خاصی تعداد میں ان کو ایسے پٹھو مل گئے ہیں، جو مسلمانوں کے دین و ایمان کو بھسم کر دینے کی خاطر تیار کئے ہوئے، اس زہر کو ڈالر اور پونڈ دے کر منگواتے ہیں اور اپنے مسلمان ہم وطنوں اور دینی بھائیوں کے حلق میں زبردستی انڈیلتے ہیں، اس انکشاف سے آپ کو حیرت ہوگی کہ بارہ اسلامی ممالک ایسے ہیں، جو پچاس فی صد ریڈیو، ٹی وی کے فلمی اور دیگر پروگرام، مغربی ملکوں سے درآمد کرتے ہیں، مصر میں ۸۵ رفیصد، عرب امارات میں ۷۷ رفی صد، تونس میں ۷۸ رفیصد، الجزائر میں ۷۹ رفیصد، مراکش میں ۸۲ رفی صد امریکی فلمیں پیش کی جاتی ہیں۔

اور سعودی عرب میں ہر ماہ ستر سے اسی ہزار تک امریکہ اور جاپان سے تیار کئے ہوئے ویڈیو اور آڈیو

کیسٹ فروخت ہوتے ہیں، یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ یہ رپورٹ آج سے تقریباً ۱۵/۱۶ سال قبل کی ہے لہٰذا وقت کی رفتار کے ساتھ اس کی فروختگی میں اضافہ بالکل یقینی ہے۔

انٹرنیٹ کی گل کاریاں:

میڈیا کے ضمن میں انٹرنیٹ بھی ایک قابل ذکر چیز ہے، جس کا بٹن دباتے ہی آپ فحش وغلاظت سے بھرپور عریاں سے عریاں ترین دنیا کا نظارہ کر سکتے ہیں؛ یہ انٹرنیٹ کیا ہے؟ یہ کمپیوٹر کا ایک ایسا سیٹ ہے، جس کے ذریعہ اوپٹک فائبر ٹیلی ویژن اور مصنوعی سیاروں کے ذریعہ ہم ایک دوسرے سے بات چیت کر سکتے ہیں، رابطہ بنا سکتے ہیں گویا کہ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے نیٹ ورک کا کام کرتا ہے، جس کے ذریعہ آپ ہر قسم کی معلومات حاصل کر سکتے ہیں، نیز انٹرنیٹ سے وابستہ ہر آدمی اس پر اپنے نظریات واحساسات اور اپنی فکر کو دوسرے کے سامنے رکھ سکتا ہے اور آج کل اس مقصد کے لیے انٹرنیٹ کا استعمال ایک عام بات ہے، اسی وجہ سے کالجوں یونی ورسٹیوں لائبریریوں اور مارکیٹوں میں استعمال اور اس کی ضرورت اور مانگ بڑھتی جارہی ہے اور کثیر تعداد میں ہر روز لوگ اس سے وابستہ ہو رہے ہیں؛ چناں چہ اس موقع سے اسلام دشمن طاقتیں فائدہ اٹھا رہی ہیں، آج کل اسلام مخالف طاقتیں اس انٹرنیٹ کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہی ہیں، اس کا صاف اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس وقت انٹرنیٹ پر کم وبیش ساڑھے چار لاکھ سے زائد مذہبی ویب سائٹس ہیں (۱۶/ سال پہلے کے مطابق) ان میں سے کم وبیش دو لاکھ صرف عیسائیوں کے قبضہ میں ہیں، جن کے ذریعہ وہ عیسائیت کی معلومات اور تبلیغ کا کام کرتے ہیں، ان کے علاوہ دشمنانِ اسلام نے اسلام کے خلاف بڑی ہوشیاری سے نفرت انگیز مہم چھیڑ رکھی ہے "الازھر" کے سینٹر اسلامک اکانومی کے ڈائرکٹر جنرل کا بیان ہے کہ اب تک انٹرنیٹ پر ایسے ستائیس پروگرام کا پتہ چلا ہے، جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غلط فہمیاں پھیلا رہے ہیں (نوجوان تباہی کے دہانے پر ص ۱۵/۴) ان سب سازشوں کے علاوہ انٹرنیٹ پر ایسے بے شمار پروگرام ڈال دیے جاتے ہیں، جو فحاشی اور جنسی رجحان کے فروغ سے نئی نسل کی اخلاقی قدروں کو پامال کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کے مضر اثرات بھی برائی کی کسی بارش سے کم نہیں ہیں"

اخبارات کی غلط بیانی اور فحش کاری:

میڈیا کے ضمن میں ایک اہم چیز اخبارات ورسائل بھی ہیں "حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل اخبارات کی دنیا پر یہودی ساہوکاروں کی اجارہ داری ہے اور وہ ان کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں؛ چناں چہ وہ مسلمانوں میں ہی کچھ ایسے افراد فراہم کر لیتے ہیں، جو ان کا آلہ کار بن کر میدانِ صحافت میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف خوب گل کھلاتے ہیں، چناں چہ عرب ممالک میں "الہلال

اور الاہرام" کے تعاون سے مغربی افکار و اقتدار کی ترجمانی کرنے والوں کی ایک ایسی کھیپ موجود ہے، جو نئی نسل کے ذہن و دماغ کو مسموم کرنے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں اور صحیح الفکر داعیوں، دینی تحریکوں اور ان کے علم برداروں کے خلاف زہر افشانی کی مہم چھیڑے رہتے ہیں، نیز اپنی تحریرات میں ضبط تولید، جنسی اباحت، عورتوں کو مکمل آزادی، رقاصاؤں اور مغنیاؤں کے اداروں کی تقدیس و ہمت افزائی کے علاوہ فحش کہانیوں مع عریاں تصاویر اور بے تحقیق سوالات کے ساتھ نوجوان نسل کے ذہن میں اسلام کے تئیں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں، چناں چہ بعض رسائل اور اخبارات کا اجرا صرف اسلام مخالف فضا تیار کرنے کے مقصد سے ہوتا ہے، نیز ناجائز جنسی تعلقات کی وکالت و حمایت اور عورت سے وابستہ اخلاقی اقدار کو پامال کرنے والے رسائل کی کثرت بھی لمحہ فکریہ ہیں؛ چناں چہ دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہونے والے رسائل کی ایک بڑی تعداد پورے انسانی معاشرے کو جنسی بے راہ روی اور فحاشی کے سمندر میں ڈبونے میں لگی ہوئی ہے، تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ اس طرح کے تمام رسائل کو اپنی تمام تر عریانیت اور فحاشی کے باوجود (رجسٹرار نیوز پیپر کی طرف سے) رجسٹریشن حاصل ہے اور ان میں سے Fantasy نام کے ایک انگلش رسالہ کو اس کے نہایت فحش اور عریاں ہونے کے باوجود ترقی پسند حلقوں میں کافی مقبولیت حاصل ہے؛ چناں چہ یہ رسالہ آج سے چند سال پہلے تک آٹھ لاکھ سے بھی زیادہ تعداد میں شائع ہوتا تھا جب کہ موجودہ وقت میں اس کی تعداد میں اضافہ ایک بدیہی امر ہے (مغربی میڈیا ص ۲۳۷)

اس مختصر سے تجزیہ سے یہ پتہ لگا کہ یہودی میڈیا پر قابض ہو کر کس طریقہ سے اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اس کا استعمال کر رہے ہیں؛ یہاں تک کہ ہمارے گھروں اور آنکھوں تک میں گھس آئے اور اسلام پر حملہ آور ہیں، لہٰذا ان کی سازشوں اور دقیقہ سنجیوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے؛ تا کہ ان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا بآسانی ازالہ ہو سکے اور امت کے قائدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ خیر خواہانہ جذبہ کے ساتھ آپس میں مل کر ایک ایسی مناسب حکمت عملی تیار کریں جس کی بدولت اہل اسلام مغربی میڈیا کی یلغار سے بچ سکیں اور ایمان و عمل پر گامزن رہیں۔

موبائل کا فتنہ

بلال الدین بن علیم الدین ابراہیمی

اس کے متعلق کیا کہا جائے ؛ بس اتنا سمجھ لیجئے کہ اب تک جتنی چیزیں بیان کی گئیں ،میڈیا ، ٹی وی، انٹرنیٹ، اخبار، سیریلز ،فلم غرض ہر طرح کی فحاشی وعریانیت کو یہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور ان چیزوں کے ارتکاب کے لیے یہ بآسانی دستیاب ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ کو ان برائیوں میں ملوث ہونے کا موقع نہایت آسانی سے فراہم کر دیتا ہے؛ کیوں کہ یہ آپ کے ساتھ آپ کے جسم کے جزو کی طرح ہمیشہ منسلک ہے ،آپ کی جلوت ہو یا خلوت ،ہر جگہ یہ آپ کا شریک ہے، بہت سارے گناہ ٹی وی وغیرہ کے ،تو انسان دوسروں کے لحاظ سے اپنی کچھ عزت کا خیال کرتے ہوئے بادلِ نخواستہ ترک کر دیتا ہے ؛ کہ لوگ کیا کہیں گے؟ عالم صاحب ،حاجی صاحب ،متولی صاحب اور گھر میں ٹی وی!! خیر شیطان نے اس کا بھی حل تلاش کر لیا اور حاجی صاحب اور عالم صاحب کے لیے بھی اسلامی چینلز کے حوالہ سے ٹی وی دیکھنے کا جواز فراہم کر دیا اور اب عالم صاحب کے گھر میں بھی یہ نحوست آگئی ،مانا کہ آپ اسلامی چینلز دیکھ رہے ہیں، لیکن آپ کی غیر موجودگی میں آپ کے بچے اور گھر کی عورتیں کیا کر رہی ہیں؟ خیر بات موبائل کی چل رہی ہے کہ موبائل کے ساتھ ایسی کوئی الجھن نہیں ،یہ ایسا ساتھی ہے، جس کے لیے یہ چیزیں کوئی مانع نہیں ،یہ مکمل تنہائی اور Privacy مہیا کرتا ہے ؛ بچے ماں باپ کے بغل میں اور ان کے سامنے ہونے کے باوجود اس موبائل کے ذریعہ اپنے محبوب سے قریب تر اور والدین سے بعید ہیں ،موبائل کے ہوتے ہوئے ساری بندشیں ،رکاوٹیں بیکار ہیں ،یہ ایک ایسا حربہ ہے، جس کے آگے کوئی موانع نہیں ٹک سکتا۔

چاٹنگ، ٹاکنگ، گیمنگ

موبائل پر نوجوان طبقہ فیس بک، واٹس پ وغیرہ پر چاٹنگ میں برباد ہے ،اب تو فری آڈیو، ویڈیو کالنگ نے ساری کمی پوری کر دی اور نوجوان لڑکے لڑکیوں کا محفوظ رہنا مشکل ہوگیا ،یہ نسلِ انسانی کے لیے ہر اعتبار سے مضر ہے، یہ جہاں نوجوانوں کو نکما بنا رہا ہے، وہیں ان کی جوانی کو بھی تہس نہس کر رہا ہے ،ان کی جوانی کا آغاز ہی جب غیر شرعی اور غیر فطری طریقے پر ہو رہا ہے ،تو وہ آگے جا کر کیا اپنی ذمہ داری سنبھالیگا ؟ اور موبائل میں ملوث والدین کیا اپنے بچوں کو اس سے دور رکھیں گے؛ اسی طرح چھوٹے بچے موبائل میں گیم کے دیوانے ہوتے چلے جا رہے ہیں، یہ عمر ان کی تربیت کی ہے، نہ کہ گیم جیسے لغو فعل میں مبتلا ہونے کی اور یہ گیم صرف گیم نہیں ہے ،اس کے اندر بہت سارے فکری زہر ہیں ، جو بچپن ہی سے بچوں کو دین بلکہ انسانیت سے دور کر رہے ہیں ۔اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔

فتنۂ آزادیٔ نسواں و بے پردگی

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ

نئی نسل کے کرب واضطراب کا ایک بڑا سبب صنف نازک کے بارے میں غلط روی پر مسلسل اصرار ہے، اسلام نے عورت کو عزت واحترام کا جو مقام بخشا ہے، وہ نہ کسی قدیم تہذیب میں اسے حاصل ہوا تھا، نہ جدید ترقی یافتہ تہذیب کو اسکی ہوا لگی ہے، اسلام نے اس کے تمام حقوق دلوائے، اسے ماں بہن اور بیٹی کے نہایت قابلِ احترام القاب سے سرفراز کیا، مرد وعورت کے درمیان نہایت مقدس ازدواجی رشتہ قائم کر کے دونوں کی زندگی کو سراپا امن وسکون بنانے کی ضمانت دی، عورت کے تمام حقوق ونفقات کا بوجھ مرد کے ذمہ ڈالا ہے، اس کو گھر کی ملکہ بنا کر گھر کا سارا نظام ونسق اسکے سپرد کیا، اولاد کی بہترین اتالیق کی حیثیت سے اسے پیش کیا، مرد وزن کے الگ الگ دائرہ کار کی حد بندی کی، دونوں کے لئے ایسے عادلانہ احکام وضع فرمایا کہ یہ رشتہ نفسیاتی طور پر محبت وخلوص کا مجسمہ بن جائے گھر کے انتظامی معاملات عورت کے سپرد کر کے مرد کو گھر کی فکر سے یکسو کر دیا اور باہر کی تمام ضروریات، کاروبار مرد پر ڈال کر عورت کو فکرِ معاش سے آزاد کر دیا؛ تاکہ دونوں جانب سے احسان مندی اور قدر شناسی کے جذبات پروان چڑھیں۔

ایک پرفریب نعرہ آزادئ نسواں

مگر جدید تہذیب نے ان تمام مصالح واسرار کو غارت کر کے ''آزادیٔ نسواں'' کا ایک پرفریب نعرہ ایجاد کیا اور صنف نازک کو گھر کی سلطنت سے باہر نکال کر گلی کوچوں میں رسوا کیا اور زندگی کی پرخار وادیوں میں اسے مردوں کے دوش بدوش چلنے پر مجبور کیا، جو فرائض مردوں کے ذمہ تھے ان کا بوجھ بھی عورتوں پر ڈالا، اس کے بعد ''تعلیم نسواں'' کے فسوں ساحری نے عورت کو جدید تعلیم اور جدید تہذیب کے قالب میں ڈھالا اور اب عورتوں کے لئے اعلیٰ تعلیم فیشن بن گیا، ڈگری حاصل کرنے کے بعد اب ضرورت ہے کہ ملازمتوں میں انہیں بھی برابر کا حصہ دیا جائے، پہلے مردوں کے لئے ملازمتوں کی جگہ کا سوال تھا، اب عورتوں کے لئے ملازمت کا اس پر مزید اضافہ ہو گیا۔

ہمیں خوب معلوم ہے کہ جدید طبقہ کس ذہن سے سوچنے کا عادی ہو چکا ہے، اس لیے ہمیں توقع نہیں کہ اس گرداب بلا میں پھنس جانے کے باوجود، وہ کسی ناصح مشفق کی بات سننا گوارا کرے گا؛ تاہم ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ جدید تہذیب نے عورتوں سے بدترین مزاق کر کے شرف انسانیت کو دھبہ لگا دیا ہے۔

پردہ عورت کا فطری حق ہے

پردہ عورت کا فطری حق ہے، عورت گھر میں ہو یا بازار میں، کالج میں ہو یا یونیورسٹی میں یا دفتر میں، وہ اپنی فطرت کو تبدیل کرنے سے قاصر ہے؛ وہ جہاں ہوگی اس کے ضمیر کی خلش اور فطرت کی آواز اسے پردہ کرنے پر مجبور کرے گی، وہ بے دین قومیں جو عورت کی فطرت سے اندھی اور خالق فطرت کے احکام سے ناآشنا ہیں

، وہ اگر عورت کی پردہ دری کے جرم کا ارتکاب کریں، تو جائے تعجب نہیں؛ مگر ایک مسلمان جس کے سامنے خدا اور رسول کے احکام اور اس کے اکابر کا شاندار ماضی موجود ہو، اس کا اپنی بہو بیٹیوں کو پردے سے باہر لے آنا، مردہ ضمیری کا قبیح ترین مظاہرہ ہے؛ عورت کی ساخت و پرداخت اس کی عادات و اطوار اور اس کی گفتار و رفتار پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ، وہ عورت (مستور) ہے اسے ستر (پردہ) سے باہر لانا، اس پر بدترین ظلم ہے۔

جدید تہذیب اور عورت

ستم ظریفی کی حد ہے کہ وہ عورت، جو عصمت و تقدس کا نشان تھی اور جس کی عفت و نزہت سے چاند شرماتا تھا، اسے پردہ سے باہر لا کر اس سے ناپاک نظروں کی تسکین اور نجس قلوب کی تفریح کا کام لیا گیا، جدید تہذیب میں عورت زینتِ خانہ نہیں، شمعِ محفل ہے؛ اس کی محبت و خلوص کی ہر ادا اپنے شوہر اور بال بچوں کے لیے وقف نہیں؛ بلکہ اس کی رعنائی و زیبائی وقف تماشائے عالم ہے، وہ تقدس کا نشان نہیں کہ اس کے احترام میں غیر محرم نظریں فوراً نیچے جھک جائیں، بلکہ وہ بازاروں کی رونق ہے؛ آج دو پیسے کی چیز بھی عورت کی تصویر کے بغیر فروخت نہیں ہوتی، اس سے زیادہ نسوانیت کی ہتک اور کیا ہو سکتی ہے، کیا اسلام نے عورت کو یہی مقام بخشا تھا؟ کیا جدید تہذیب نے عورت پر یہی احسان کیا؟ کیا یہی آزادیٔ نسواں ہے، جس کے لیے گلے پھاڑ پھاڑ کر نعرے لگائے جاتے تھے؟

عورت پر ظلم یا احسان!

اسلام کی نظر میں عورت ایک ایسا پھول ہے، جو غیر محرم نظر کی گرم ہوا سے فوراً مرجھا جاتا ہے، اسے پردہ سے باہر لانا اس کی فطرت کی توہین ہے؛ اسلام نے نان و نفقہ کی تمام ذمہ داری مرد پر ڈالی تھی، لیکن بزدل مغرب نے مردوں کے دوش بدوش چلنے کا جھانسہ دے کر یہ سارا بوجھ اٹھا کر عورت کے سر پر رکھ دیا، جدید تہذیب کے نقیبوں سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ عورت پر احسان ہوا یا بدترین ظلم؟

پھر مرد و زن کے اختلاط اور آلودہ نظروں کی آوارگی نے معاشرے میں جو طوفان برپا کیا، اس کے بیان سے زبانِ قلم کو حیا آتی ہے، یہ ہے آزادیٔ نسواں اور تعلیم نسواں کا پر فریب افسوں؛ جس نے انسانیت کو تہ و بالا اور معاشرے کو کرب و اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

اسلامی چینلز کا فتنہ

اسلام کی نام نہاد تبلیغ اور اپنی خفت مٹانے کے لیے، اس دور میں اسلامی چینل بھی بہت سارے کھولے گئے

ہیں، جو درحقیقت اسلامی چینل نہیں، بلکہ باطل کی تبلیغ کا مراکز ہیں، ان کا اصل مقصد عوام الناس کو اسلام کی روح سے محروم کرنا ہے اور ان پر پیش کیے جانے والے اکثر پروگراموں کے میزبان طبقے کی اکثریت بے دینوں پر مشتمل ہے۔

کوئی قرآن کا منکر ہے، تو کوئی حدیث کا منکر ہے اور کوئی دہریہ ہے، لیکن لبادہ سب نے اسلام کا اوڑھ رکھا ہے؛ تاکہ اسلام کا نام لے کر لوگوں کو اسلام سے دور کر دیا جائے؛ قرآن کا نام لیکر قرآن کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کر دیا جائے۔ پہلے مسلمان گناہ کرتا تھا اور اسے اپنے گناہ کا احساس بھی ہوتا تھا، وہ شرمندہ بھی ہوتا تھا، اور کبھی توبہ بھی کر لیا کرتا تھا، ان چینلز کے ذریعے ایسی محنت کی جارہی ہے کہ بندہ گناہ بھی کرے اور اپنے گناہ کو گناہ بھی نہ سمجھے؛ بے حیا بھی بن جائے اور بے حیائی کا احساس بھی اس کے اندر سے نکل جائے، شعور بھی ختم ہو جائے۔

قرآن فتنوں کا معالج ہے

یہ سارا طبقہ جو میڈیا پر آرہا ہے، اسی سوچ کو پیدا کرنے کے لیے ہے؛ لیکن ان کی تمام کوششوں اور جد و جہد کے باوجود اللہ کا کلام موجود ہے اور قیامت تک رہے گا اور فتنوں کے سدباب کا اس سے بڑا کوئی ذریعہ نہیں ہے

۔

پردے کے حکم کے ضمن میں مسلمان خواتین کو اس بات کا بھی حکم دیا گیا کہ

{ولا یضربن بارجلھن لیعلم مایخفین من زینتھن} (سورۃ الاحزاب:۳۱)

اور اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ (اس سے) ان کی خفیہ زیب و زینت کی چیزیں (زیورات اور پازیب وغیرہ) ظاہر نہ ہو جائیں۔

مسلمان عورتوں سے کہا کہ تم اپنے پاؤں کو بھی زمین پر زور سے نہ مارنا (اس لیے کہ وہ خواتین اپنے پاؤں کے اندر پازیب پہنا کرتی تھیں) ایسا نہ ہو کہ تمہارے پاؤں کی آواز آجائے اور کسی شخص کی نظریں تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں؛ اسلام نے کس قدر احتیاط سکھائی ہے۔

لیکن ان اسلامی چینیلو پر مرد و عورت کا اختلاط عام بات ہے، اور ان اسلامی چینیلو کے بدولت دوسرے کتنے چینیلو بھی ہم لطف اندوز ہو رہے ہیں، جو بظاہر اسلامی چینیلو بھی نہیں۔ (ماخوذ از: دورحاضر کے فتنے)

مخلوط تعلیم کا فتنہ

کیا تعلیم کے لیے مخلوط ہونا ضروری ہے؟ آج دنیائے مغرب (جو اس رسمِ بد کی موجد ہے) بھی مخلوط تعلیم کے نتائج دیکھ کر یہ بات کہنے پر مجبور ہوگئی ہے کہ مخلوط تعلیم دنیا کو برباد کرنے والا نظام ہے؛ اس لیے کہ اس نظام کے اندر اگر کوئی لڑکا پڑھے گا، تو وہ کتاب پر دیکھے گا تو سہی، لیکن اس کے دماغ میں کوئی اور کتاب ہوگی؛ بظاہر مطالعہ تو کتاب ہی کا کر رہا ہوگا، لیکن حقیقت میں وہ اپنے دل کے اندر رکھی ہوئی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہوگا؛ یہ سب اس مخلوط نظام تعلیم کا زہر ہے، جو آج ہمارے معاشرے میں سرایت کر چکا ہے، جس نے بچیوں کو برباد کر دیا ہے، اور نوجوانوں کا شباب داغدار کر دیا ہے۔

اسلام کی ہدایات واضح ہیں

اللہ پاک نے ہمیں ایسا دین دیا ہے کہ، جس میں عورت اور مرد کی ذمہ داریوں اور فرائض کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں کہ عورت نے بھی ایک حد تک کام کرنا ہے اور مرد نے بھی ایک حد تک کام کرنا ہے، لیکن دائرۂ کار دونوں کے الگ الگ ہیں، ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہے، جو پردے کی دیوار ہے، علیحدگی کی دیوار ہے؛ اس لیے کہ جہاں مخلوط نظام ہوگا؛ وہاں گھر اجڑ جائیں گے، نہ تعلیم ہوگی، نہ ترقی ہوگی۔

میرے مطالعہ میں ایک واقعہ آیا جو بڑا سبق آموز اور عبرت آموز ہے؛ مغرب کے کم وبیش تمام ممالک میں یہ قانون ہے کہ لڑکا لڑکی اٹھارہ سال کے بعد قانون کی مدد حاصل کر سکتے ہیں، اس عمر کے بعد اگر ان کے ماں باپ انہیں کچھ کہیں تو اس صورت میں قانوناً ماں باپ کو مجرم تصور کیا جاتا ہے، اور بچوں کو بزعم مغرب تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ بیٹی غلط لائن میں پڑ گئی جسے دنیا عشق کہتی ہے (جو درحقیقت فسق ہے) ماں باپ نے چاہا کہ اسے اس ملک سے نکال کر بیلجیئم لے جائیں، ماحول بدل جائے گا تو سوچ بھی بدل جائے گی، جب لے جانے لگے تو موبائل تو ہاتھ میں تھا ہی، اس نے چپکے سے پولیس کو فون کر دیا کہ میرے ماں باپ مجھے اغوا کر کے لے جا رہے ہیں؛ پولیس آئی اور ماں باپ کو پکڑ کر جیل بھیج دیا اور اس کو اس کے آشنا کے ساتھ بھیج دیا؛ اندازہ لگائیے کہ یہ سب اس مخلوط نظام کے ثمرات اور نتائج ہیں، جس کی دعوت آج ہمیں مغرب دے رہا ہے، یہ سب چیز بہت عبرت ناک ہے۔

مغرب اپنی تہذیب کی نقالی اور اسے اختیار کرنے پر ہمیں اس لیے مجبور کر رہا ہے؛ تاکہ ان کی طرح ہم بھی اجڑ جائیں، ان کی نسلوں اور معاشرے کی طرح ہماری نسلیں اور معاشرہ بھی برباد ہوجائے۔

(ماخوذ از: دورِ حاضر کے فتنے)

زنا کے عام ہوجانے کا فتنہ

اس وقت یہ امت جن فتنوں کا شکار ہے، ان فتنوں میں سے ایک سنگین ترین فتنہ زنا ہے، آج مسلم

معاشرہ میں بھی یہ لعنت عام ہوگئی ہے، مسلم نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس وبا میں مبتلا ہیں اور کیوں نہ ہوں! جب مسلم معاشرہ نے اسلامی معاشرت ترک کر کے مغربی معاشرت اختیار کرلی ہے، تو وہ نکاح چھوڑ کر زنا ہی کریں گے! آج ہمارے یہاں نہ پردے کا اہتمام، نہ آپسی اختلاط پر روک تھام، بلکہ بچپن ہی سے بے پردہ اسکول کالج کی لت، وہاں مسلم غیر مسلم لڑکوں سے اختلاط، پکنک اور سیر سپاٹے کا موقع اور پھر ٹی وی، انٹرنیٹ، موبائل کی راہنمائی؛ ایک طرف یہ ساری چیزیں اور دوسری طرف، نہ اللہ کا خوف، نہ دین کا علم، نہ قرآن کی تلاوت، نہ مرنے کے بعد کی زندگی کی فکر، نہ قبر و دوزخ کی پرواہ؛ ان تمام صورت حال کے بعد بچے اور بچیوں کا محفوظ رہنا، خواہشاتِ نفس کو قابو میں رکھنا یہ امر محال ہے۔ آج فیشن کی پرستش میں یہ سب جائز ہے؛ یہی وجوہات ہیں، جن کی بنا پر ہمارے معاشرہ میں زنا آسان اور نکاح مشکل ہوگیا ہے۔

زنا کی ممانعت اور اُس کے بارے میں وعیدیں:

۱- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں: {قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ} (سورۃ النور: ۳۱)

ایک اور جگہ ارشاد ہے: زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک وہ بے حیائی اور بہت برا راستہ ہے۔

{وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّسَاءَ سَبِیْلًا} (سورۃ الاسراء: ۳۲)

۲- نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "کہ زنا پر مداومت اختیار کرنے والا بت پرستی کرنے والے کی طرح ہے۔" "اَلْمُقِیْمُ عَلَی الزِّنَا کَعَابِدِ وَثَنٍ" (اعتلال القلوب للخرائطی: ۱۹۴)

۳- نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس قوم میں زنا اور سود عام ہوجائے، وہ لوگ اپنے اوپر خود اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اتار لیتے ہیں۔

{مَا ظَھَرَ فِیْ قَوْمٍ الزِّنٰی وَالرِّبَا اِلَّا اَحَلُّوْا بِاَنْفُسِھِمْ عِقَابَ اللّٰہِ}۔ (مسند ابی یعلیٰ موصلی: ۷۰۹۱)

۴- نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "زنا فقر کے پیدا ہونے کا سبب ہے۔"

"اَلزِّنَا یُوْرِثُ الْفَقْرَ" (شعب الایمان: ۵۰۳۴)

❂......❂......❂

مسلم معاشرہ میں نشے کا فتنہ

آج مسلم معاشرہ شراب، گانجہ، افیم، ڈرگس وغیرہ کی لت میں غیروں سے بھی آگے ہے؛ غیروں نے

مسلمانوں کو دین و دنیا دونوں جہاں میں برباد کرنے کے لیے نشہ کا عادی بنادیا ہے، مسلم نوجوانوں کو نشہ میں اس طرح ملوث کردیا ہے کہ وہ نہ دین کے رہے ہیں اور نہ دنیا کے۔ شراب کی نحوست ایسی ہے کہ شرابی سے جائز و ناجائز کی تمیز ہی ختم ہوجاتی ہے، اسے محرم غیر محرم کی بھی تمیز نہیں رہتی؛ آج شراب کو نام بدل بدل کر عام کیا جارہا ہے، یاد رکھیں، نام بدلنے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدل سکتی؛ اس لیے اس نحوست سے بچنے اور امت کو بچانے کی ضرورت ہے، جس چیز میں شک بھی ہو کہ یہ شراب جیسی ہے شراب نہیں، اس کو چھوڑنا ہوگا؛ ورنہ دین کا چھوٹ جانا آسان ہوجائیگا۔

۱- شراب ایک گندگی ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

{إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ} (سورۃ المائدۃ:۹۰)

۲- شراب ایک شیطانی عمل ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

{مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ} (المائدہ:۹۰)

۳- شراب دلوں میں بغض اور عداوت کے پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔ کقولہ تعالیٰ:

{إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ} (المائدۃ:۹۰)

۴- شراب اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دیتی ہے {وَيَصُدَّكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ} (المائدۃ:۹۰)

۵- شراب کے نقصانات اس کے نفع سے زیادہ ہیں: {إِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا} (البقرۃ:۲۱۹)

۶- شراب پی کر توبہ کیے بغیر مرنے والا آخرت میں شراب سے محروم رہے گا۔

''مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا، حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ'' (بخاری، رقم:۵۵۷۵)

۷- حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے تھے کہ شراب پینے والوں کو سلام مت کیا کرو۔

''لَا تُسَلِّمُوا عَلَى شَرَبَةِ الْخَمْرِ'' (بخاری، رقم:۶۲۵۵)

۸- شراب پیتے ہوئے بندہ مؤمن نہیں رہتا۔

{وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ'' (بخاری، رقم:۸۰)

۞...۞...۞

اغیار کے اطوار کا فتنہ

اغیار کے طور طریق

از مفتی جعفر حسین قاسمی

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے، جس میں رواں دواں متحرک اور تغیر پذیر زندگی کے تمام شعبوں اور گوشوں کے لیے بدرجۂ اتم رہبری و رہنمائی موجود ہے، اور اسلام ایک ایسا دستور حیات ہے، جس میں ولادت سے وفات تک کے تمام پیش آمدہ مسائل کا حل موجود ہے، لہٰذا ہم فرزندانِ اسلام کو کسی بے بنیاد مذہب اور گمراہ کن دین سے یا کسی باطل قدیم وجدید تہذیب وکلچر سے کچھ سیکھنے اور لینے کی بالکل ضرورت نہیں ہے، کتاب و سنت ہی ہمارے لیے کافی وشافی ہیں۔

لیکن افسوس وصد افسوس کہ آج امت کا ایک بڑا طبقہ اغیار (کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ) کے طور وطریق کا شوقین وشیدائی ہے؛ بلکہ ان کو اپنا فخر محسوس کرتا ہے، من جملہ ان کے "یوم ولادت" منانا، عیسوی سال کی آمد پر "نیا سال مبارک" کہنا اور اس کے پیغامات ترسیل کرنا "اپریل فول" منانا اور یوم عاشقاں منانا وغیرہ۔

یہ سب رسومات غیر اسلامی ہیں، اور نیز عقل و دانش کی ترازو میں بھی باوزن نہیں ہیں، مناسب ہوگا کہ عقل کی کسوٹی پر ان کا تھوڑا سا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے۔

رسوم کا جائزہ

(۱)..... "یوم ولادت" کوئی خوشی کی تقریب سجانے کا موقع نہیں ہے، بلکہ فکر کرنے کا مقام ہے، کہ محدود زندگی کا ایک سال کم ہوگیا۔

(۲)..... عیسوی سال کی آمد پر "نیا سال مبارک" کہنا؛ بلکہ اسے شب عید کی طرح منانا، از روئے عقل وفہم درست نہیں کہ، اس سے دنیا کی عمر کا ایک سال کم ہوجاتا ہے، اور دنیا قیامت کے قریب ہوجاتی ہے، اور سالِ نو کیا؛ بلکہ سمجھا جائے تو ہر لمحہ نیا ہے، پھر سالِ نو منانے کا کیا مطلب؟

آج کل تو اس میں حد درجہ غلو کیا جارہا ہے، رات کے بارہ بجے کا رقص وشراب، ناچ وگانے اور ہیجان انگیز موسیقی سے انتظار کیا جاتا ہے، اور بارہ بجنے پر آتش بازی کی جاتی ہے، اور غبارے پھوڑے جاتے ہیں، وغیرہ

(۳)..... "اپریل فول" یہ تو جھوٹ، دھوکہ فریب اور اذیت وایذا رسانی کا پلندہ ہے، تعجب ہے ان لوگوں کی عقل پر جو اسے تفریح کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

(۴)..... "یوم عاشقاں" اس میں بے حجابی، بے غیرتی سے نوجوان لڑکے اور لڑکی کا ملنا، اور سرخ

گلاب کا تحفہ وہدیہ پیش کرنا ہوتا ہے، کیا یہ دعوتِ زنا نہیں ہے؟

دورنگی چھوڑ دے

اور اللہ تعالیٰ نے اس چیز کو بھی ناپسند فرمایا کہ دین اسلام پر مکمل عمل پیرا ہوتے ہوئے بھی یہودیت کی بعض چیزوں پر عمل کرے، جیسا کہ کتب تفاسیر میں ہے: بعض (یہودی) ساتھی اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی یوم السبت (ہفتہ کا دن) کی تعظیم کرتے تھے، اور اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کو مکروہ گردانتے تھے، انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا:

''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ التَّوْرَاۃَ کِتَابُ اللّٰہِ، فَدَعْنَا فَلْنَقُمْ بِھَا فِیْ صَلَاتِنَا بِاللَّیْلِ''

یا رسول اللہ! ہمیں اجازت دیں کہ ہم (احکامات اسلام کے ساتھ ساتھ) قیام لیل (تہجد) میں تورات کی تلاوت کریں کہ وہ بھی تو کتاب اللہ ہے؛ اس پر قرآن پاک کی اس آیت کا نزول ہوا۔

{یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ، اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ} (البقرۃ:۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ، اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، یقین جانو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں مکمل دسراپا داخل ہوجاؤ، تمہارے لیے احکامات اسلام ہی کافی وشافی ہیں، اب تمہیں کسی اور شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، سابق مذہب کی بعض باتوں پر عمل کا خیال شیطانی کارستانی ہے؛ اس لیے یہ خیال دل سے نکال دو اور سابق مذہب کی بعض باتوں پر عمل کرنے سے، ان کی مشابہت ہوجائے گی جو مذموم ہے۔ (البغوی:۱/۲۴۰)

علمی فتنے

علمی فتنے وہ ہوتے ہیں، جو علوم وفنون کی راہ سے آتے ہیں، تاریخ اسلام میں ان علمی فتنوں کی مختلف

صورتیں رہی ہیں؛ بہرصورت ان علمی فتنوں کا اثر براہ راست اعتقاد پر پڑتا ہے، ان فتنوں میں سب سے زیادہ خطرناک فتنہ ''باطنیہ'' (اسماعیلی فرقہ) تھا، جو قرامطہ کے دور میں ابھرا اور خوب پھلا پھولا، اس فتنہ کا سب سے بڑا اور برا نتیجہ یہ نکلا کہ دین میں الحاد و تحریف کا دروازہ کھل گیا اور اسلامی حقائق ''ضروریات دین، متواترات اسلام، بنیادی عقائد و اعمال، مجمع علیہ شعائر اسلام'' میں تاویلوں اور تحریفوں کے دروازے کھل گئے۔ (اور اسی کے نتیجہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر شعائر اسلام ان کے مذہب سے نکالے گئے)۔

اس آخری دور میں یہ فتنہ بہت بڑے پیمانے پر تمام اسلامی ممالک میں یورپ سے درآمد ہوا شروع ہوا اور مستشرقین یورپ نے تو اس کو ایسا اپنا نصب العین بنالیا کہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف نشر و اشاعت، تحقیق و ریسرچ غرض ہر دلکش اور پرفریب عنوان سے اس کے پیچھے پڑ گئے، اپنی زندگیاں اس کے لیے وقف کردیں، اور اسلام سے انتقام لینے کا اس کو ایک ''کارگر ترین حربہ'' قرار دے لیا، یہاں تک کہ جو طلبا اسلامی ممالک کا سفر کرتے ہیں، ان درسگاہوں میں ان طلبہ سے ''اسلامی موضوعات'' پر ایسے مقالات و مضامین'' لکھواتے ہیں کہ وہ مسلمان طلبہ بھی اسلامی معتقدات کے بارے میں کم از کم ''تشکیک'' کے اندر ضرور مبتلا ہوجاتے ہیں، یہ وہ دردناک داستانیں ہیں، جن کی تفصیل کے لیے بے پایاں دفتر درکار ہیں۔

(دور حاضر کے فتنے اور انکا علاج: مولانا یوسف صاحب بنوریؒ)

آج ان علوم عصریہ یعنی علوم مغربیہ کے ذریعہ جو اسلام سے دوری اور اسلامی فکر کو مغربی فکر بنانے کی صد فیصد کامیاب کوشش ہورہی ہے، وہ ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ آج مغربی فکر مسلم معاشرے میں رسوخ کی حد تک پہونچ چکی ہے، آج جو ہم مسلم نام کے انگریز دیکھ رہے ہیں، وہ اسی تعلیم کی دین ہے، عصری علوم مذموم نہیں وہ تو مطلوب ہے، لیکن جو عصری علوم ہم حاصل کررہے ہیں، وہ عصری علوم کم مغربی علوم زیادہ ہے، آج علوم عصریہ کو مسلمان بنانے کی اشد ضرورت ہے؛ ورنہ مسلمان مسلمان نہ رہیں گے۔ (از: مرتب)

ذہنی ارتداد کا فتنہ

جدت پسندوں اور تعلیم یافتہ لوگوں میں جدت پسندی و جدید الفکری نے بدعقیدگی و ایمانی کمزوری کا ایک دوسرا رنگ اختیار کیا ہے، وہ یہ کہ ان میں بہت سے لوگ وہ ہیں، جو یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ دور میں یہ دین

اسلام چلنے کے قابل نہیں، اس کے احکام اس دور کے لائق نہیں، وہ اس دین کو دائمی پیغام نہیں سمجھتے، ایک محدود وقت کا ایک محدود پیغام سمجھتے ہیں، وہ اس دین کو تمام دینی و دنیوی سعادتوں کا کفیل و ضامن نہیں سمجھتے، اس کو زندگی کا دستور العمل نہیں خیال کرتے، اس کو سب دینوں و مذہبوں سے افضل قرار نہیں دیتے۔ حرمتِ سود، عورتوں کے پردے، اور دیگر احکاماتِ خداوندی ان کو فرسودہ دکھائی دیتے ہیں اور بعض جدت پسند لوگ ایسے بھی ہیں، جو اسلام سے صرف دور نہیں؛ بلکہ نفور بھی ہیں؛ وہ اسلام کے مطابق اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے، خود اسلام کو بدل دینا چاہتے ہیں، ان کو اسلام کے بہت سے احکامات میں غیر معقولیت نظر آتی ہے، بہت سے قرآنی حقائق ان کو مشکوک دکھائی دیتے ہیں اور بہت سارے مضامین میں ان کو ترمیم و تنسیخ، حذف و اضافہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؛ مگر پھر بھی وہ اسلام کا دعوی بر ملا کرتے ہیں اور اپنے اس صریح کفر کو اسلام کے ساتھ جھوٹی ہمدردی کے پردہ میں چھپاتے ہیں؛ ان میں سے بعض تو وہ ہیں، جو اس کو زبانِ قال سے کہتے ہیں اور اکثر وہ ہیں، جو زبانِ حال سے اس کا اظہار کرتے ہیں، یہ نظریہ کس قدر خطرناک ہے؟ یہ ہر مومن پر واضح ہے۔

ذہنی ارتداد کی چند مثالیں

(۱) اسی ذہنی ارتداد کی ایک صورت یہ ہے کہ بہت سے لوگ قرآن و دین کی تعلیم کو لغو و فضول خیال کرتے اور دینی مدارس کو اور دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اس کے مقابلے میں دنیوی تعلیم کو بہت اہم و ضروری اور دنیوی تعلیمی اداروں کو اور عصری علوم پڑھنے والوں کو بہ نگاہ عظمت دیکھتے ہیں۔

جبکہ اہل اسلام کے نزدیک یہ بات معلوم و مسلم اور دلائل سے ثابت ہے کہ قرآن و شریعت کے بغیر اسلامی زندگی کا کوئی تصور نہیں اور نجات کا دارومدار بھی اسی پر ہے اور قرآن و سنت کی تعلیم و تدریس اور اس کے لیے دینی مدارس و تعلیم گاہیں اور اس کے ماہر علما کا وجود لازم و ضروری ہے۔

لیکن امت مسلمہ کا عموماً حال یہ ہے کہ ان سب امور کو غیر ضروری؛ بلکہ فضول سمجھتے ہیں اور حقارت کی نظر سے ان کو دیکھا جاتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ عموماً اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے محروم رکھتے؛ بلکہ بعض تو اس سے ان کو بچاتے ہیں اور اگر کسی کے لحاظ سے دینی تعلیم کے لیے داخل بھی ہیں، تو ضمناً اور ایک فضول کام کی طرح اپنے بچے کھچے اوقات اس کے لیے دیتے ہیں، نیز ان کے اسباق کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ بچے پڑھتے بھی ہیں یا نہیں؟ کامیاب بھی ہوتے ہیں یا نہیں؟ الغرض اس کو ایک لغو و فضول کام سمجھا جاتا ہے۔

اس کے بالمقابل یہ لوگ دنیوی و عصری تعلیم کے لیے پوری مستعدی دکھاتے ہیں، اور بڑی بڑی رقمیں

خرچ کر کے اس کو حاصل کرواتے ہیں، حتی کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی لاکھوں کا ڈونیشن دے کر اسکولوں میں داخل کرواتے ہیں اور اپنے ذہین وعقل مند بچوں کو اس کے لیے منتخب کرتے ہیں؛ وہاں کے امتحانات کی فکر کرتے ہیں اور بچوں کے کامیاب وناکام ہونے کے بارے میں فکر مندی کا مظاہرہ کرتے ہیں؛ خلاصہ یہ کہ دنیوی تعلیم کی اہمیت وضرورت کا احساس اس کی حیثیت سے زیادہ کرتے ہیں۔

یہ سب امور بظاہر تو بدعملی کے نمونے معلوم ہوتے ہیں؛ مگر درحقیقت یہ آثار ہیں، اس ذہنی ارتداد کے جس کی وجہ سے قرآن وسنت کی اور دینی تعلیم کی تحقیر اور اس سے روگردانی کا سلسلہ جاری ہے۔

(۲) اسی ارتداد کی ایک صورت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ملیں گے، جو قرآن وسنت کے احکام وفرامین کو دنیوی زندگی کے لیے نافذ العمل ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتے، بالفاظ دیگر وہ شریعت کو ہماری دنیوی زندگی کے ہر شعبۂ وحال کے لیے ہدایت ہونے کا یقین نہیں رکھتے؛ بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن تو صرف پڑھنے کے لیے ہے؛ تاکہ آخرت میں ثواب مل جائے، باقی یہ کہ وہ ہمارے لیے زندگی کے ہر باب وشعبے میں رہبری کرنے، خواہ وہ ہماری معاملاتی زندگی ہو یا معاشرتی زندگی ہو یا سیاسی زندگی ہو، اس کا ان کو یقین نہیں؛ بلکہ بعض تو اس طرح کی بات کرنے پر کہنے والے کو بے وقوف سمجھ کر لقمہ دیتے یا کوئی رعایت کرتے ہیں، تو اس پر ہنس پڑتے ہیں۔

اس کا کچھ ثبوت تو بعض اسلامی ممالک کے حالات سے بخوبی ہوجاتا ہے، جہاں آج بھی یہ بحث جاری ہے کہ اسلام کو بطور قانون یہاں نافذ کرنا چاہیے یا نہیں؟ اور ان ممالک کے سربراہوں میں سے تقریباً سبھی اور عوام میں سے ایک بڑی اکثریت نفاذ شریعت کے خلاف ہے اور انسانوں کے بنائے ہوئے ظالمانہ وجابرانہ قوانین کو مانتی اور ان کو نافذ کرنے کی قائل ہے؛ کیا ان کے ذہنی ارتداد پر اس سے زیادہ بڑی کوئی دلیل درکار ہے؟

ایسے ہی موقعہ پر قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے:{أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ}(مائدہ:۵۰)

(کیا وہ لوگ جاہلیت کا قانون چاہتے ہیں؟ اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ کے قانون سے بہتر کس کا قانون ہوسکتا ہے؟)

اور حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيقَ دَمَهُ'' (بخاری:۶۸۸۲۔ سنن کبریٰ بیہقی:۸/۲۸)

تین آدمی اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سب زیادہ ناپسند ہیں: ایک حرم میں نافرمانی کرنے والا؛ دوسرا اسلام میں جاہلیت کے طریقے تلاش کرنے والا؛ تیسرا بلاوجہ مسلمان آدمی کے خون بہانے کے لیے، اس کا مطالبہ کرنے والا۔

اس میں جو ''سنة الجاهلية'' کا ذکر ہے، اس سے بہتر یہی مراد ہے کہ اللہ کے احکام وفرامین کو چھوڑ کر انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو اختیار کیا جائے؛ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض قرار دیا ہے۔

حضرت مفکر اسلام کا فکر انگیز بیان

اس صورت حال کا اندازہ آج سے تقریباً چالیس پچاس برس پہلے ہی عالم اسلام کی معروف دینی وعلمی شخصیت مفکر اسلام حضرت علامہ ابو الحسن علی الندوی رحمہ اللہ کو ہو گیا تھا اور آپ نے اس پر ایک رسالہ ''رِدّةٌ ولا أبا بكر لها'' کے نام سے بزبانِ عربی تصنیف کیا اور اس کا ترجمہ ''نیا طوفان'' کے نام سے کیا گیا، یہ رسالہ تو پورے کا پورا پڑھنے اور غور کرنے کے قابل ہے، اس رسالے میں حضرت نے اس ارتداد کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا کہ:

''یہ ارتداد ہے، جس نے عالم اسلام کو اس سرے سے اس سرے تک تاراج کیا ہے، گھر گھر اور خاندان خاندان پر اس کا حملہ ہوا ہے، یونیورسٹیوں، کالجوں، اور اداروں سب پر اس کی یورش ہوئی ہے، مشکل ہی سے کوئی ایسا خوش قسمت خاندان ہوگا، جس میں اس دین (باطل) کا کوئی پیروکار، پرستار اور عقیدت گزار موجود نہ ہو۔ آپ جب ذرا ان سے تنہائی میں باتیں کریں گے، کچھ چھیڑیں گے اور اندر کی بات اگلوائیں گے، تو دیکھیں گے کہ وہ ایمان باللہ سے محروم ہوگا یا ایمان بالیوم الآخر سے خالی ہوگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ رکھتا ہوگا یا قرآن کو ایک معجزہ وابدی کتاب اور دستورِ حیات نہ مانتا ہوگا اور ان میں سب سے غنیمت وہ ہوگا، جو کہے گا کہ میں اس قسم کے مسائل پر غور نہیں کرتا اور ان کو کوئی بڑی اہمیت نہیں دیتا''۔ (ماخوذ از: امت میں اعتقادی وعملی بگاڑ)

آج امت مسلمہ کا ایک بڑا طبقہ اس فکری ارتداد میں ملوث ہے، خواہ وہ زبان قال سے کتنے ہی اسلام کا دعویٰ کرے؛ لیکن زبان حال ان کی فکری ارتداد کی پوری ترجمانی کرتا ہے۔

❁......❁......❁

گلوبلائزیشن کا فتنہ

دورِ حاضر کے جن فتنوں نے عالمگیر سطح پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں اور جن سے مسلم معاشرہ سب

سے زیادہ متاثر ہوا ہے، ان میں سرفہرست گلوبلائزیشن ہے، یہ ایک انتہائی غیر محسوس فتنہ ہے، جس کا ظاہر انتہائی پرفریب اور خوشنما ہے، لیکن اس کے اثرات دین وایمان، اخلاق وتہذیب اور مذہبی اقدار کے لیے انتہائی تباہ کن ہیں؛ دیگر فتنوں کی طرح یہ فتنہ بھی مغربی دشمنانِ اسلام کے راستہ سے آیا ہے اور اس کی آبیاری کرنے والے یہودی ونصاریٰ ہیں، جن کی اسلام دشمنی ظاہر وباہر ہے۔

گلوبلائزیشن، گلوب سے ماخوذ ہے، جس کے معنی کائنات کے ہیں؛ گلوبلائزیشن کا ترجمہ عالمی بنانا ہے؛ اردو میں اس کے لیے عالم کاری کا لفظ استعمال ہو رہا ہے۔ گلوبلائزیشن کی اصطلاح سے پہلے مغرب نے نیو ورلڈ آرڈر (نیا عالمی نظام) کا نعرہ بلند کیا تھا، جن مقاصد کے لیے مغربی طاقتوں نے نئے عالمی نظام کا نعرہ بلند کیا تھا، گلوبلائزیشن انہی مقصد کی تکمیل کا نام ہے؛ گلوبلائزیشن اگرچہ تجارت کو بین الاقوامی بنانے کے لیے بولا جاتا ہے اور اس کا بنیادی مقصد خالص معاشی بتایا جاتا ہے، لیکن اس کے اہداف انتہائی گہرے اور پہلودار ہیں؛ دین، اخلاق، تہذیب، تمدن اور قدریں سب اس کی زد میں آجاتی ہیں۔

''ثقافتی طور پر گلوبلائزیشن کی اصطلاح گذشتہ صدی کی آخری دو دہائیوں میں مشہور رہوئی ہے، لیکن عملاً اس کی بنیاد 1965ء ہی میں پڑ گئی تھی؛ جب المجمع المسکونی کی دوسری میٹنگ کے تمام کیتھولک چرچوں کے اتحاد پر زور دیا گیا تھا؛ تاکہ وہ متحد ہو کر اسلام کا مقابلہ کرسکیں اور 90 کی دہائی میں اسے روئے زمین سے نیست ونابود کرسکیں۔ 1987ء میں ایسی دوسری المسکونی کانفرنس ''کلوراڈو'' میں ہوئی، جس میں خاموش طریقہ سے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی تدابیر کے سلسلہ میں چالیس نکات پر بحث ومباحثہ ہوا۔ (المجتمع، ۷مارچ ۲۰۰۷)

گلوبلائزیشن کے نقصانات

گلوبلائزیشن کا سب سے بڑا نقصان تہذیب وتمدن اور قدروں کی بربادی کی شکل میں ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے لیے یہ پہلو سب سے زیادہ تشویشناک ہے؛ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی نظر میں تہذیب وتمدن کی کوئی اہمیت نہیں، اس لیے کہ ان کی اپنی کوئی تہذیبی شناخت نہیں ہوتی، لیکن اسلام کی اپنی مستقل تہذیب ہے، اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ گلوبلائزیشن کے نتیجہ میں ساری دنیا پر مغربی تہذیب کا تسلط قائم ہونے لگا ہے۔

''گلوبلائزیشن، نیو ورلڈ آرڈر، گلوبل ولیج اور لارج میڈل ایسٹ'' ان تمام اصطلاحات کا ایک مشترک ہدف ہے اور وہ ہے اسلام کی عزت وشوکت کو نابود کرنا اور اسلام کے اس نظامِ خاندان کو ختم کرنا، جو اپنی انفرادیت رکھتا ہے۔ اہل مغرب باوجود اپنی ترقی یافتہ تہذیب کے ایسا نظام پیش کرنے سے قاصر ہیں؛ اسلام

کے نظامِ خاندان میں عورت کو مرکزیت حاصل ہونے کی وجہ سے، وہ ان سازشوں کا اوّلین ہدف بنی ہوئی ہے، جن کے تانے بانے خفیہ طریقے سے بنے جارہے ہیں؛ تا کہ اسے اس کے دینی تشخص سے عاری کردیا جائے اور ثقافتی طور پر گلوبلائزیشن کے تقاضوں کا پابند بنادیا جائے۔'' (المجتمع ۳/مارچ ۲۰۰۷)

مسلم خاندان پر گلوبلائزیشن کے اثرات صاف محسوس کیے جاسکتے ہیں؛ گلوبلائزیشن کے نتیجہ میں مسلم خاندان اختلاف وانتشار کا شکار ہورہے ہیں، افرادِ خاندان میں باہمی مدد کا جذبہ مفقود ہوتا جارہا ہے، خود غرضی اور مفاد پرستی بامِ عروج کو پہنچ چکی ہے، اولاد میں والدین کی نافرمانی تشویشناک حد تک بڑھتی جارہی ہے، اولاد ماں باپ کو پسماندہ اور پرانے خیالات کا تصور کرنے لگی ہے؛ دوسری جانب خود ماں باپ میں اولاد کے تئیں ذمہ داریوں کا احساس ختم ہوتا جارہا ہے، اب ماں باپ اولاد کو اپنی تعیشِ زندگی کے لیے رکاوٹ سمجھنے لگے ہیں، ماں باپ اپنے بچوں کی تعمیرِ سیرت اور روحانی تربیت سے دامن بچاتے ہیں؛ ایک ہی جگہ اور ایک ہی اپارٹمنٹ میں رہتے ہوئے لوگ پڑوسیوں سے کٹے ہوئے رہتے ہیں، پڑوسیوں کا حسن سلوک قصہ پارینہ بنتا جارہا ہے؛ ہر خاندان دوسرے خاندان سے کٹا ہوا زندگی گزار رہا ہے، خاندان کے بزرگوں سے نیازمندانہ روابط اور ان کا ادب واحترام ختم ہوتا جارہا ہے؛ اب گھر کے نوجوان بوڑھوں اور بزرگوں کو بوجھ خیال کرنے لگے ہیں؛ بیت المعمرین جدید کلچر کا ایک حصہ بن گیا ہے، گھر کے بوڑھوں سے جان چھڑانے کے لیے انہیں بیت المعمرین میں شریک کرایا جاتا ہے۔

خاندانی انتشار اور خود غرضی اور مفاد پرستی کی بڑھتی وبا نے خاندانی جرائم میں خوب اضافہ کیا ہے؛ باپ کا اپنی اولاد کو قتل کرڈالنا اور اولاد کا باپ کو قتل کرنا، شوہر بیوی کو اور بیوی کا شوہر کو قتل کردینا اور محرم رشتہ داروں کے ساتھ بدکاری عام ہورہی ہے؛ گلوبلائزیشن کے ان اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے دینی شعور کی بیداری اور مضبوطی کے ساتھ دین پر عمل آوری ضروری ہے۔ گلوبلائزیشن دراصل دین بیزاری اور دین سے آزادی کی دعوت ہے، اس کا مقابلہ دین پسندی اور شریعت پر سخت عمل آوری کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے، اس سلسلہ میں علما اور داعیانِ امت پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے؛ مسلم معاشرہ کو گلوبلائزیشن کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لیے، انہیں اپنی دعوتی واصلاحی کوششوں میں تیزی لانی ہوگی۔ (ملخص از: موجودہ دور کے فتنے اور ان کا علاج)
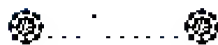
نیو ورلڈ آرڈر ایک خطرناک فتنہ

اسلام دشمن اہل مغرب اور یہود ونصاریٰ کے لیے سب سے زیادہ، جو چیز تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے، وہ مسلمانوں کی اسلام پر عمل آوری اور مختلف شعبہ ہائے حیات میں سختی کے ساتھ شریعتِ اسلامی کا نفاذ ہے؛ حقیقی اسلام سے وابستگی کو مغربی سامراج اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتا ہے، اس لیے کہ اسلام ہی وہ طاقت ہے، جو مغرب کے استعماری عزائم کی تکمیل کی راہ میں زبردست رکاوٹ بن سکتی ہے؛ چنانچہ مغربی مفکر اور وہاں کے سیاست داں ہمیشہ اسلام سے خائف رہتے ہیں؛ ان کی تشویش کا اندازہ ان بیانات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے؛ جن میں انہوں نے صاف الفاظ میں اسلام کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ 'لارینس براؤن' کہتا ہے:

''پہلے ہم یہودی خطرے سے ڈرتے تھے، زرد خطرے (جاپان، چین) سے ڈرتے تھے اور اشتراکیت سے ڈرتے تھے، لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا، اس لیے کہ یہود ہمارے دوست نکلے، چنانچہ ان پر ظلم کرنے والا ہمارا جانی دشمن ہوگا؛ پھر دوسری جنگ کے دوران اشتراکی ہمارے حلیف بنے رہے، زرد خطرہ تو اس سے نمٹنے کے لیے بڑی جمہوری حکومتیں کافی ہیں، اب اصل خطرہ نظامِ اسلامی اور اس کے زندہ جاوید مذہب ہونے کی حیثیت سے اپنے حلقۂ متبعین کو وسیع کر لینے کی غیر معمولی قدرت وصلاحیت سے ہے؛ مسلمان زبردست حیات بخش طاقت وقوت کے مالک ہیں؛ یورپی سامراج کی راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی (اسلام) ہے۔'' (قادۃ الغرب یقولون: دمروا الاسلام، ص ۵۷)

اہل مغرب کی ان تحریروں سے صاف واضح ہے کہ وہ اسلام کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہیں، چنانچہ اس مزعومہ خطرہ سے نمٹنے کے لیے، جہاں انہوں نے بہت سے حربے استعمال کیے، وہیں ایک بڑا حربہ ''نیو ورلڈ آرڈر'' کا تصور ہے؛ جس کا مقصد اہلِ دنیا کو اسلام سے بدظن کرکے عالم انسانی پر مغربی طرزِ فکر اور مغربی تمدن کی بالادستی قائم کرنا ہے؛ اگرچہ نیو ورلڈ آرڈر کی تشکیل کی باقاعدہ کوشش 1917ء میں کی گئی؛ لیکن اس کی فکری جڑیں کافی قدیم ہیں۔ 1250ء میں منصورہ میں شکست کے بعد لوئس نہم نے ایک وصیت تحریر کیا تھا، جس کا ذکر مختلف عرب مصنفین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے؛ آٹھویں صلیبی حملہ میں شکست کے بعد لوئیس نہم نے وصیت تحریر کی تھی، جس میں اس نے صاف لکھا تھا کہ جنگ کے ذریعہ مسلمانوں پر فتح حاصل نہیں کی جاسکتی، اس لیے کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے غیر معمولی محبت ہوتی ہے، ان میں اپنے رسول کے پیروی کا بے پناہ جذبہ ہے، وہ دین کی خاطر ہر طرح کی جانی ومالی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتے، ایسے میں مسلمانوں کو زیر کرنے کے لیے ہمیں ایسی حکمتِ عملی اپنانی چاہیے، جس کے تحت مسلمانوں سے دینی جذبہ کا صفایا کردیا جائے؛ عالم اسلام میں نفرت وعداوت اور انتشار پیدا کیا جائے، اسلامی معاشرہ میں کفر والحاد، دین بیزاری اور اخلاقی

بے راہ روی عام کردی جائے ،ان میں مسلکی اختلافات کو ہوا دے کر، انہیں مختلف خانوں میں بانٹ دیا جائے؛ چنانچہ اس وقت سے عیسائی مشنریوں، مستشرقین، متجددین کی حوصلہ افزائی اور فکری وثقافتی یلغار کے مختلف ہتھیاروں کے ذریعہ اسلام کے مقابلہ میں نیو ورلڈ آرڈر کو دنیا میں رواج دینے کی ہمہ جہت کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔

نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعہ عالم اسلام کو اپنے شکنجہ میں کسنے کے لیے امریکہ اور اس کے حواری مغربی ممالک درج ذیل خطوط پر کام کر رہے ہیں:

(۱) ٹکنالوجی کا استعمال: ہر قسم کی جدید ٹکنالوجی پر امریکہ کی اجارہ داری ہے؛ تا کہ ٹیکنالوجی بالادستی مغرب اور یوروپ ہی کو حاصل رہے اور مسلم ممالک ہمیشہ مغرب کے دستِ نگر رہیں۔

(۲) امریکہ ہر اس ملک کے خلاف طاقت کے استعمال میں تامل نہیں کرتا، جو امریکی مفادات کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہو یا امریکی مفادات کی تکمیل میں معاون نہ بنے؛ چنانچہ دنیا بھر میں اسلامی تحریکات کو کچلنے کے لیے امریکہ ہر قسم کے حربے استعمال کرتا رہا۔

(۳) نیو ورلڈ آرڈر کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے مغربی تہذیب اور بے حیائی واباحیت پسندی کو فروغ دینا ضروری ہے، چنانچہ اس کے لیے ذرائع ابلاغ کی ساری توانائیاں جھونکی جارہی ہیں: ویلنٹائن ڈے، روز ڈے، کلچر ڈے اور اس قسم کے بے شمار ڈیز کو مسلم ملکوں میں خوب رواج دیا جارہا ہے؛ فحاشی کی ترویج کے لیے فلم انڈسٹریاں، ٹی وی سیریلز، ویڈیو فوٹو کلب آرٹس وغیرہ کو خوب ترقی دی جارہی ہے۔

(۴) تعلیم کو بطورِ ہتھیار استعمال کرنے کے لیے نصابِ تعلیم کی تشکیل مغربی طرز پر کی جارہی ہے؛ ابتدائی کلاسوں کی کتابوں تک میں مغربی افکار ونظریات شامل کیے جارہے ہیں؛ تعلیمی اداروں میں مغربی کلچر کو عام کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

(۵) آزادیٔ نسواں کے پُرفریب نعرے کے ذریعہ مسلم خواتین کو مغربی خواتین کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی جارہی ہے۔

(۶) مسلمانوں کو خلفشار سے دوچار کرنے کے لیے اسلام مخالف فرقوں کو خوب بڑھاوا دیا جارہا ہے؛ اسی طرح ماڈرن اسلام، مقبول اسلام اور سیکولر اسلام جیسی اصطلاحات کو رواج دے کر نام نہاد اور مغرب نواز مسلمانوں کی خوب حوصلہ افزائی کی جارہی ہے اور دہشت گرد، رجعت پسند، بنیاد پرست جیسے القاب دے کر حقیقی مسلمانوں سے لوگوں کو متنفر کیا جارہا ہے۔ (ملخص از: موجودہ دور کے فتنے اور ان کا علاج)

صیہونیت-دنیا کا سب سے عظیم فتنہ

موجودہ دور کا سب سے عظیم فتنہ جس کے ساری دنیا پر انتہائی خطرناک اثرات مرتب ہوئے اور اب بھی مسلسل ہو رہے ہیں عالمی صیہونیت کا فتنہ ہے؛ یہودیوں کی جانب سے برپا کردہ ''صیہونیت'' فساد کا ایک ایسا جرثومہ ہے، جو عالم انسانی کے پورے جسم کو اندر سے کھوکھلا کر رہا ہے؛ عالمی سطح کے ہر فساد کے پیچھے صیہونیت اور صیہونی فکر کارفرما نظر آئے گی؛ جتنے باطل نظریات اور ازمس اس وقت پائے جاتے ہیں، ان کا سرا کسی نہ کسی یہودی یا صیہونی سے جا ملتا ہے؛ عالمی سرمایہ داری کے خلاف برپا عالمی کمیونزم کے فلسفہ کے پیچھے یہودی دماغ کارفرما تھا؛ مغربی استعمار کے جلو میں پروان چڑھنے والے مشرقی علوم کے مطالعہ کی تحریک استشراق میں بھی یہودیوں کا ہاتھ تھا، اس وقت ذرائع ابلاغ کے راستہ سے آنے والی عریانیت وفحاشی کی سرپرستی بھی صیہونیت ہی کی جانب سے ہو رہی ہے؛ دنیا بھر میں رائج سودی نظام معیشت بھی صیہونی کارستانی کا نتیجہ ہے؛ الغرض اقتصاد ومعیشت، تہذیب وتمدن، سیاست وقیادت اور ابلاغ وترسیل کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے، جسے صیہونی اثرات سے محفوظ کہا جا سکے۔

صیہونی تحریک کی فکری بنیادیں

عالمِ اسلام کے معروف مفکر علامہ یوسف القرضاوی اپنی کتاب ''القدس قضیۃ کل مسلم'' میں صیہونیت کی فکری بنیادوں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جہاں تک صیہونیت کی فکری بنیادوں کی بات ہے تو وہ تین اساسی نکتوں پر مبنی ہے:

(۱) ایک یہ کہ یہودی اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں اور دوسرے تمام انسانوں پر فضیلت رکھتے ہیں۔

(۲) ایک خدائی میثاق نے یہودیوں کو ارض فلسطین سے جوڑا ہوا ہے، یہ میثاق اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا، جو قیامت تک کے لیے ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کا عیسائی عقیدہ فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام سے مربوط ہے یعنی جب یہودی فلسطین میں جمع ہو جائیں گے، تو انہی میں نزول عیسیٰ ہوگا۔ انہی تین بنیادی نکتوں پر

صیہونی مسیحی تعلیمات کی بنیاد ہے؛ کیونکہ صیہونی عیسائیت اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے: ایک یہ کہ اسرائیل کا قیام ہوجائے، جو 1948ء میں ہوچکا۔ دوسرے القدس پر اسرائیلی قبضہ ہوجائے، جو 1967ء میں ہوچکا ہے۔ تیسرے مسجد اقصیٰ کے کھنڈروں پر ہیکل سلیمانی کا قیام ہوجائے، جس کے لیے اسرائیل مسلسل کوششیں کررہا ہے''۔ (بیت المقدس مسلمانان عالم کا مسئلہ ۴۶)

صیہونیت کی تین زیر زمین تنظیمیں

صیہونیت اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے تین زیر زمین تنظیموں کو استعمال کرتی رہی ہے: (۱) ماسونیت۔ (۲) روٹری کلب۔ (۳) لائنس کلب۔ ان تینوں تنظیموں کی متعدد اور متنوع شکلیں اور صورتیں ہیں، یہ سب بظاہر عام انسانی بھلائی کے بہت سے کام بھی کرتی ہیں، لیکن آخری مرحلہ میں ان کے تمام اعمال اور سرگرمیوں کا ہدف یہودی مفادات کا تحفظ ہوتا ہے؛ ان تنظیموں کے ذریعہ ہی عالمی یہودیت نے پہلے کالجوں، یونیورسٹیوں اور اعلیٰ تعلیم و تحقیق کے اداروں میں نفوذ کیا؛ جہاں سے انہیں اعلیٰ صلاحیتوں کے کیڈر فراہم ہوئے، اس کے بعد زندگی کے تمام بڑے شعبوں میں رسائی ہوگئی۔ (رہنمائے عہد خصوصی شمارے)

صیہونیت کی اساس تشدد اور تفوق ہے

صیہونیت کی بنیادی فکر تشدد اور تفوق ہے، صیہونی خود کو تمام اقوام عالم سے افضل سمجھتے ہیں؛ یہودیوں کا کہنا ہے کہ ہمیں ہماری کتاب منتخب قوم کہتی ہے اور ہمیں حق دیتی ہے کہ جس بستی میں داخل ہوں، اسے اپنے لیے مباح کریں۔ تلمود انہیں دنیا بھر کے لوگوں پر فوقیت دیتی ہے اور ان کے جان و مال و آبرو سب کو یہودیوں کے حق میں مباح قرار دیتی ہے اور اس کے لیے انہیں اچھے اور برے طریقے اور وسیلہ کے استعمال کا جواز دیتی ہے۔ (بیت المقدس مسلمانان عالم کا مسئلہ یوسف القرضاوی)

تشدد صیہونیت کی اساس ہے، اس وقت ساری دنیا میں صیہونیت کے کارندے فساد پھیلا رہے ہیں؛ فحاشی و عریانیت کی ترویج کررہے ہیں؛ صیہونیت کا بھرپور مقابلہ اسلام اور اہل اسلام ہی کرسکتے ہیں، اس خطرناک فتنہ سے ہر مسلمان کو واقف رہنا ضروری ہے؛ تاکہ اس کے اثرات بد سے خود بھی محفوظ رہ سکے اور دوسروں کو بھی ان سے آگاہ کرسکے۔ (ملخص از: موجودہ دور کے فتنے اور ان کا علاج)

❊...❊...❊

فتنہ سوشلزم و کمیونزم

جب یہ لوگ تمام ضروریات زندگی کے لیے محتاج نظر آتے ہیں، تو سوشلزم کی آواز اٹھاتے ہیں اور نفاق سے اس کے ساتھ اسلام کا پیوند لگانے کا نعرہ بھی لگا دیتے ہیں اور اسلامی سوشلزم لانے کی چیخ و پکار کرتے ہیں؛ تا کہ ان نعروں سے مزدوروں، غریبوں کو دھوکا دے سکیں، کبھی جاگیروں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرتے، تو کبھی کارخانوں کو قومیانے کی تحریک کرتے ہیں، اسلام میں نہ سوشلزم کی گنجائش، نہ کمیونزم کی گنجائش، نہ کسی کی جائیداد و مال پر قبضہ کرنے کی گنجائش؛ اسلام کا عادلانہ نظام اسلامی حکومت کے تمام شہریوں کی عام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے؛ سربراہ مملکت گلی کوچوں میں پھر کر غریبوں کی خبر گیری کرتا ہے؛ نہ وہاں کوئی بھوکا رہتا ہے، نہ کروڑوں کا مالک ہوتا ہے۔

فتنہ مغربیت

''مجمع الزوائد'' میں حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے بحوالہ ''معجم طبرانی'' ایک حدیث بروایت عصمۃ بن قیس سلمی صحابی نقل کی ہے:

انّہ کان یتعوّذ من فتنۃ المشرق قیل فکیف فتنۃ المغرب؟ قال: ''تلک اعظم واعظم''

''نبی کریم ﷺ فتنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے، آپ سے دریافت کیا گیا کہ مغرب میں بھی فتنہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ تو بہت ہی بڑا ہے، بہت ہی بڑا ہے۔

یقین سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ آپ کی مراد فتنہ مغرب سے کیا ہے؟ ہوسکتا ہے کہ سقوط اندلس کی طرف اشارہ ہو کہ؛ وہاں اسلام کا پورا بیڑہ ہی غرق ہوگیا اور نام کا مسلمان بھی کوئی اس ملک میں نہ رہا، تمام ملک پر کفر کا استیلا ہوگیا، لیکن ہوسکتا ہے کہ بلاد مغرب کے اس ''فتنۂ استشراق'' کی طرف بھی اشارہ ہو کہ الحاد و تحریف کا یہ فتنہ مغربی دروازوں سے ہی تمام دنیا کے مسلمان ملکوں میں داخل ہوگا، جو سب فتنوں سے زیادہ خطرناک اور عالمگیر ہوگا؛ بہر حال الفاظ حدیث کے عموم میں تو یہ داخل ہے ہی۔

الغرض اس دور میں یہ علمی فتنے پورے زور شور اور طاقت و قوت کے ساتھ اسلامی ممالک میں پھیل رہا ہے، ہمارا ملک نسبتاً ان سے مامون و محفوظ تھا، لیکن کچھ تو جدید تعلیم کے اثرات سے کچھ مستشرقین کی دسیسہ کاریوں سے نیز مواصلات کی آسانیوں سے اور مال و دولت کی فراوانی سے اب تو یہ ملک کچھ بعید نہیں کہ اس معاملہ میں دوسرے ملک سے گوسبقت لے جائے۔ (ماخوذ از: دور حاضر کے فتنے اور انکا علاج)

علامات قیامت بترتیب زمانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم

حضرت مفتی صاحب نے علامات قیامت کو زمانہ کے اعتبار سے فہرست کی شکل میں اس طرح مرتب کیا ہے کہ اگر حوالہ وغیرہ ہٹا دیا جائے، تو یہ مستقل ایک مضمون معلوم ہوگا۔ اس شمارے میں صفحات کی حد بندی کی وجہ سے مزید اختصار سے کام لیا گیا ہے، ورنہ ہر حدیث کے کئی حوالے ہیں؛ نیز عمدہ و ضروری حاشیہ بھی حضرت مفتی صاحب نے قائم کیا ہے، لیکن وہ یہاں نقل نہیں کیا جاسکا۔ اس فہرست کو سمجھنے کے لیے اور قیامت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، دجال، یاجوج ماجوج، حضرت مہدی علیہ السلام وغیرہ کے متعلق احادیث کی روشنی میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے آپ کو حضرت کی یہ کتاب "علامات قیامت اور نزول مسیح" کا مطالعہ مفید ہوگا۔ یہاں اس مضمون کو لینا اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ آج کوئی بھی امام مہدی ہونے کا، عیسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے، اور کچھ لوگ دور حاضر کے نئے نئے ایجادات اور یورپ کے اسلام پر یلغار اور ان کی اسلام خلاف سازشوں کو بنیاد بنا کر ان تمام احادیث کو جو دجال اور اس کی کارستانی سے متعلق ہیں، ان پر اور ان حالات پر منطبق کر رہے ہیں؛ اس لیے یہاں پر ترتیب زمانی کے مطابق احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے؛ تا کہ امت ان خادعین وخبیثین سے محفوظ رہ سکے۔

۱-قیامت سے پہلے ایسے بڑے بڑے واقعات رونما ہوں گے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھا کریں گے: کیا ان کے بارے میں تمہارے نبی نے کچھ فرمایا ہے؟ (۱/۷حاکم وغیرہ)

۲-..........تیس بڑے بڑے کذاب ظاہر ہوں گے، سب سے آخری کذاب کانا دجال ہوگا۔ (۱/۷حاکم وغیرہ)

۳-..........لیکن (نزول عیسیٰ تک) اس امت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرپیکار رہے گی، جو اپنے مخالفین کی پروا نہ کرے گی۔ (۳مسلم، ۷/۴ کنز العمال، ابن عساکر وغیرہ)

امام مہدی

۴-..........اس جماعت کے آخری امیر امام مہدی ہوں گے۔ (۳/مسلم، ابویعلی و ۱۲/۲الحاوی، ابونعیم وغیرہ)

۵-..........جو نیک سیرت ہوں گے۔ (۱/۳ابن ماجہ وغیرہ و ۲/۱۱الحاوی، ابونعیم)

۶-..........اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت (اور اولاد) میں سے ہوں گے۔ (۳۱، ابونعیم، کنز العمال)

۷-..........اور انہی کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ (۲بخاری و مسلم مع حاشیہ و ۳/مسلم وغیرہ)

۸-..........جو آیت قرآنیہ {وانہ لعلم للساعۃ} کی رو سے قرب قیامت کی علامت ہے۔ (الدر المنثور وغیرہ)

۹ -.........مسلمانوں کا ایک لشکر جو اللہ کی پسندیدہ جماعت پر مشتمل ہوگا، ہندوستان پر جہاد کرے گا (اور فتح یاب ہوکر اس کے حکمرانوں کو طوق وسلاسل میں جکڑ لائے گا) (نسائی، احمد وغیرہما)

۱۰ -.........جب یہ لشکر واپس ہوگا، تو شام میں عیسیٰ ابن مریم کو پائے گا۔ (۲۶، کنزل العمال، ابونعیم)

خروج دجال سے پہلے کے واقعات

۱۱ -.........رومی اعماق یا وابق کے مقام تک پہنچ جائیں گے، ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا؛ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے، تو رومی اپنے قیدی واپس مانگیں گے اور مسلمان انکار کریں گے، اس پر جنگ ہوگی، جنگ میں ایک تہائی مسلمان فرار ہوجائیں گے، جن کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا، ایک تہائی شہید ہوجائیں گے، جو افضل الشہدا ہوں گے اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے، جو آئندہ ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ و مامون ہوجائیں گے۔ (صحیح مسلم)

۱۲ -.........پھر یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ (صحیح مسلم)

۱۳ -.........جب وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے، تو خروجِ دجال کی جھوٹی خبر مشہور ہوجائے گی، جسے سنتے ہی یہ لشکر وہاں سے روانہ ہوجائے گا۔ (صحیح مسلم)

خروج دجال

۱۴ -.........اور (جب یہ لوگ شام پہنچیں گے) تو دجال واقعی نکل آئے گا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)

۱۵ -.........اس سے پہلے تین بار ایسا واقعہ پیش آچکا ہوگا کہ لوگ گھبرا اٹھیں گے۔ (۶/۱ احمد وغیرہ)

۱۶ -.........خروج دجال کے وقت اچھے لوگ کم ہوں گے، باہمی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ (حاکم)

۱۷ -.........دین میں کمزوری آچکی ہوگی۔ (احمد، حاکم)

۱۸ -.........علم اس زمانہ میں رخصت ہو رہا ہوگا۔ (احمد وغیرہ)

۱۹ -.........عرب اس زمانہ میں کم ہوں گے (ابن ماجہ وغیرہ)

۲۰ -.........دجال کے اکثر پیرو عورتیں اور یہودی ہوں گے۔ (احمد وغیرہ)

۲۱ -.........یہودیوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی، جو مرقع تلواروں سے مسلح ہوں گے اور ان پر بیش قیمت دبیز کپڑے ''ساج'' کا لباس ہوگا۔ (۱۳/۱ ابن ماجہ وغیرہ و ۶/۱ احمد وغیرہ)

۲۲-............دجال شام وعراق کے درمیان نکلے گا۔(۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہما)

۲۳-............اور اصفہان کے ایک مقام ''یہودیہ'' میں نمودار ہوگا۔(۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ، ابوداؤد وغیرہما)

''دجال کا حلیہ''

۲۴-............دجال جوان ہوگا (اور عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا۔)(۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۲۵-............(رنگ گندمی اور) بال پیچیدار ہوں گے۔(۵/مسلم وغیرہ ۸/۳طبرانی وغیرہ)

۲۶-............دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی۔(۳۵/احمد وغیرہ)

۲۷-............ایک (بائیں) آنکھ سے کانا ہوگا۔(۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ ۷/حاکم و ۳۱/احمد وحاکم و ۳۵/احمد وغیرہ)

۲۸-............دوسری (دائیں) آنکھ میں موٹی پھلّی ہوگی۔(۳۵/احمد وغیرہ ۳۶/حاکم وغیرہ ۸/۳طبرانی وغیرہ)

۲۹-............پیشانی پر کافر (اس طرح) لکھا ہوگا۔(ک،ف،ر)(۱۳/ابن ماجہ و ۳۱/احمد، حاکم و ۳۵/احمد و ۳۶/وغیرہ
)

۳۰-............جسے ہر مومن پڑھ سکے گا، خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۳۱/احمد حاکم و ۳۶/وغیرہ

۳۱-............وہ ایک گدھے پر سواری کرے گا، جس کے دونوں کانوں کا درمیان کا چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔

۳۲-............دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی۔(۵/مسلم وغیرہ)

۳۳-............تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا، (جیسے زمین اس کے واسطے لپیٹ دی گئی ہو)۔(ابن ماجہ وغیرہ)

۳۴-............اور ہر طرف فساد پھیلائے گا۔(۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۳۵-............مگر (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ (اور بیت المقدس) میں داخل نہ ہو سکے گا۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۳۶-............اس زمانہ میں مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے۔(۳۳/احمد، الدالمنثور)

۳۷-............اور (مکہ معظمہ و) مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا، جو اسے اندر گھسنے نہ دیں گے۔
(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۳۱/احمد، حاکم، و ۳۳/احمد وغیرہ، ۲۰/مجمع الزوائد، اوسط طبرانی)

۳۸-............لہٰذا وہ مدینہ طیبہ کے باہر (ظریب احمر میں کھاری زمین کے ختم پر اور خندق کے درمیان) ٹھہرے
گا۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۳۳/احمد، الدر المنثور و ۶/درمنثور معمر و ۲۰/مجمع الزوائد، طبرانی)

۳۹-............اور بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہو جائے گا۔(۲۰/حاکم)

۴۰-............اس وقت مدینہ طیبہ میں (تین) زلزلے آئیں گے، جو ہر منافق مرد وعورت کو مدینہ سے نکال

پھینکیں گے۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ ۱۸/معمر، درمنثور)

۴۱-.........یہ سب منافقین دجال سے جاملیں گے۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۳۳/احمد وغیرہ و ۱۸/معمر، درمنثور)

۴۲-.........عورتیں دجال کی پیروی سب سے پہلے کریں گی۔(۱۰۳/مجمع الزوائد طبرانی)

۴۳-.........غرض مدینہ طیبہ ان سے بالکل پاک ہوجائے گا، اس لیے اس دن کو یوم نجات کہا جائے گا۔(ابن ماجہ
)

۴۴-.........جب لوگ اسے پریشان کریں گے، تو وہ غصہ کی حالت میں واپس ہوگا۔(۱۰۲/مجمع الزوائد، اوسط طبرانی)

''فتنہ دجال''

۴۵-.........فتنۂ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخِ انسانی میں اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا۔(ابن ماجہ وغیرہ)

۴۶-.........اسی لیے تمام انبیائے کرام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۴۷-.........مگر اس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائیں کسی اور نبی نے نہیں بتلائیں۔(طبرانی
)

۴۸-.........وہ (پہلے نبوت کا اور اس کے بعد) خدائی کا دعویٰ کرے گا۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۷/حاکم وغیرہ)

۴۹-.........اس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔(۳۱/احمد، حاکم)

۵۰-.........زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا، تو وہ باہر نکل کر اس کے پیچھے ہوجائیں گے۔(۵/مسلم وغیرہ)

۵۱-.........مادر زاد اندھے اور ابرص کو تندرست کردے گا۔(۸ ۳/طبرانی، و فتح الباری)

۵۲-.........اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شیاطین بھیجے گا، جو لوگوں سے باتیں کریں گے۔(۳۱/حاکم)

۵۳-.........چناں چہ وہ کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کردوں تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟ دیہاتی وعدہ کرلے گا، تو اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آکر کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۵۴-.........نیز دجال کے ساتھ دو فرشتے دو نبیوں کے ہم شکل ہوں گے، جو اس کی تکذیب لوگوں کی آزمائش کے لیے، اس طرح کریں گے کہ سننے والوں کو تصدیق کرتے ہوئے معلوم ہوں گے۔(۳۵/احمد، درمنثور)

۵۵-.........جو شخص اس کی تصدیق کرے گا (کافر ہوجائے گا اور) اس کے پچھلے تمام نیک اعمال باطل و بے کار ہوجائیں گے اور جو اس کی تکذیب کرے گا، اس کے سب گناہ معاف ہوجائیں گے۔(حاکم، طبرانی، وغیرہ)

۵۶ - ....اس کا ایک عظیم فتنہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اس کی بات مان لیں گے، ان کی زمینوں میں دجال کے کہنے پر بادلوں سے بارش ہو (تی نظر آئے) گی اور اسی کے کہنے پر ان کی زمین نباتات اگائے گی، ان کے مویشی خوب فربہ ہوجائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اس کی بات نہ مانیں گے، ان میں قحط پڑے گا اور ان کے سارے مویشی ہلاک ہوجائیں گے۔ (۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۵۷ - ....غرض اس کی پیروی کرنے والوں کے سوا، سب لوگ اس وقت مشقت میں ہوں گے۔ (احمد، حاکم)

۵۸ - ....اور عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی اسے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔ (الجامع الصغیر للسیوطی، ابوداود وغیرہ)

۵۹ - ....(نہروں اور وادیوں کی صورت میں) اس کے ساتھ ایک جنت ہوگی، اور ایک آگ، لیکن حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت۔ (۱۲/ابن ماجہ وغیرہ، ۵/۳ احمد وغیرہ ۲/۳ حاکم وغیرہ ۹/۳ ابن شیبہ، ابن عساکر)

۶۰ - ....جو شخص اس کی آگ میں گرے گا، اس کا اجر و ثواب یقینی اور گناہ معاف ہوجائیں گے۔ (ابن ابی شیبہ)

۶۱ - ....اور جو شخص دجال پر سورۂ کہف کی ابتدائی (دس) آیات پڑھ دیگا، وہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا؛ حتیٰ کہ اگر دجال اسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے، تو وہ اس پر ٹھنڈی ہوجائے گی۔ (۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۶۲ - ....دجال تلوار (یا آرے) سے ایک (مومن) نوجوان کے دو ٹکڑے کر کے، الگ الگ ڈال دے گا، پھر اس کو آواز دے گا، تو (اللہ کے حکم سے) وہ زندہ ہوجائے گا۔ (۵/مسلم وغیرہ ۱۳/ابن ماجہ وغیرہ ۱/۳ احمد، حاکم)

۶۳ - ....اور دجال اس سے پوچھے گا بتا تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا ''میرا رب اللہ ہے'' اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے، مجھے آج پہلے سے زیادہ تیرے دجال ہونے کا یقین ہے۔ (۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۶۴ - ....دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور کے مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہ دی جائے گی۔ (احمد، حاکم)

۶۵ - ....اس کا فتنہ ۴۰/روز رہے گا، جن میں سے ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا، باقی ایام حسب معمول ہوں گے۔ (۵/مسلم وغیرہ ۱/۳ احمد حاکم)

۶۶ - ....اس زمانہ میں مسلمانوں کے تین شہر ایسے ہوں گے کہ، ان میں سے ایک تو دو سمندروں کے سنگم پر ہوگا، دوسرا ''حیرہ'' (عراق) کے مقام پر اور تیسرا شام میں، وہ مشرق کے لوگوں کو شکست دے گا اور اس شہر میں سب سے پہلے آئے گا، جو دو سمندروں کے سنگم پر ہے۔ (۱۶/احمد وغیرہ)

۶۷-............(شہر کے) لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔(۱۶/احمد،۵،ابن ابی شیبہ،الدالمنثور)

۶۸-............ایک گروہ (وہیں رہ جائے گا اور) دجال کی پیروی کرے گا اور ایک دیہات میں چلا جائے گا۔(احمد)

۶۹-............اور ایک گروہ اپنے قریب والے شہر میں منتقل ہوجائے گا، پھر دجال اس قریب والے شہر میں آئے گا، اس میں بھی لوگوں کے اسی طرح تین گروہ ہوجائیں گے اور تیسرا گروہ اس قریب والے شہر میں منتقل ہوجائے گا، جو شام کے مغربی حصہ میں ہوگا۔(احمد)

۷۰-............یہاں تک کہ مؤمنین اُردن و بیت المقدس میں جمع ہوجائیں گے۔(۲/ابن ماجہ وغیرہ ۱۷/حاکم ۳۶/حاکم)

۷۱-............اور دجال شام میں (فلسطین کے ایک شہر تک) پہنچ جائے گا (جو باب لُدّ پر واقع ہوگا)(درمنثور)

۷۲-............اور مسلمان ''اَفیق'' نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجیں گے، جو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے۔(۱۶/احمد وغیرہ)

۷۳-............بالآخر مسلمان (بیت المقدس کے) ایک پہاڑ پر محصور ہوجائیں گے۔(۲۸۰ جامع معمر، درمنثور)

۷۴-............جس کا نام ''جبل الدخان'' ہے۔(۳۱/احمد، حاکم)

۷۵-............اور دجال (پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر) مسلمانوں (کی ایک جماعت) کا محاصرہ کرلے گا(حاکم)

۷۶-............یہ محاصرہ سخت ہوگا۔(۳۱/احمد، حاکم)

۷۷-............جس کے باعث مسلمان سخت مشقت (اور فقر و فاقہ) میں مبتلا ہوجائیں گے۔(احمد، حاکم)

۷۸-............حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھائیں گے۔(۱۶/احمد وغیرہ ۱۱۵/الحاوی، ابونعیم)

۷۹-............دجال آخری بار اردن کے علاقہ میں ''اَفیق'' نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا، اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا، وادیٔ اردن میں موجود ہوگا؛ وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کردے گا، ایک تہائی کو شکست دے گا، اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے۔(۳۲/حاکم)

۸۰-............(جب محاصرہ طول کھینچے گا، تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ (اب کس کا انتظار ہے) اس سرکش سے جنگ کرو (تاکہ شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تم کو حاصل ہوجائے) چنانچہ سب لوگ پختہ عہد کرلیں گے کہ صبح ہوتے ہی (نماز فجر کے بعد) دجال سے جنگ کریں گے۔(۲۰/حاکم و ۳۶/حاکم وغیرہ ۶۸/معمر وغیرہ)

''نزول عیسیٰ علیہ السلام''

۸۱-............وہ رات سخت تاریک ہوگی۔(۶۸/معمر وغیرہ)

۸۲- ....اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے۔(۷/مسلم)

۸۳- ....کہ صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی (کہ تمہارا فریادرس آپہنچا) لوگ تعجب سے کہیں گے "یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے۔(احمد، الحاوی، ابونعیم)

۸۴- ....غرض (نماز فجر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے۔

۸۵- ....نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔(۵/مسلم)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ"

۸۶- ....آپ مشہور صحابی حضرت عروۃ بن مسعودؓ کے مشابہ ہوں گے۔(۵/مسلم، احمد، حاکم، وغیرہم و ۹۷/در منثور)

۸۷- ....قدو قامت درمیانہ، رنگ سرخ وسفید۔(۱۰/ابو داؤد، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، ابن جریر ۱۵/احمد۔)

۸۸- ....اور بال (شانوں تک پھیلے ہوئے) سیدھے صاف اور چمکدار ہوں گے، جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں۔(۱۰/ابو داؤد وغیرہ مع حاشیہ از بخاری و ۱۵/احمد)

۸۹- ....سر جھکائیں گے، تو اس سے موتیوں کی مانند قطرے ٹپکیں گے (یا ٹپکتے ہوئے معلوم ہوں گے)۔(مسلم)

۹۰-۹۱- ....جسم پر ایک زرہ (۲۸/معمر وغیرہ) اور ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے۔(۵/مسلم وغیرہ)

۹۲- ....جس جماعت میں آپ کا نزول ہوگا، وہ اس زمانہ کے صالح ترین آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں پر مشتمل ہوگی۔(۲۹/دیلمی)

۹۳- ....ان کے استفسار پر آپ اپنا تعارف کرائیں گے۔(۲۸/معمر وغیرہ)

۹۴- ....اور دجال سے جہاد کے بارے میں ان کے جذبات وخیالات معلوم فرمائیں گے۔(۳۱/حاکم، معمر)

۹۵- ....اس وقت مسلمانوں کے امیر امام مہدی ہوں گے۔(۲/مع حاشیہ و ۱۰۴/الحاوی للسیوطی، و اخبار المہدی لابی نعیم)

۹۶- ....جن کا ظہور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکا ہوگا۔(۲۷/نسائی، ابونعیم، حاکم، کنزل العمال و ۲۶/مشکوۃ)

"مقام نزول، وقت نزول اور امام مہدی"

۹۷- ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس (یا بیت المقدس میں امام مہدی کے پاس) ہوگا۔(۵/مسلم وغیرہ مع حاشیہ ۳۰/طبرانی، ابن عساکر)

۹۸- ....اس وقت امام (مہدی) نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ (۱۳/ابن ماجہ)

۹۹- ....اور نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی۔ (۷/مسلم، ابن ماجہ و ۱۵/۱۱الحاوی للسیوطی ابونعیم۔)

۱۰۰- ....امام (مہدی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے مگر وہ انکار کریں گے۔ (مسلم،)

۱۰۱- ....اور فرمائیں گے کہ (یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ) اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔ (۳/مسلم)

۱۰۲- ....جب امام (مہدی) پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ (ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر) فرمائیں گے کہ تم ہی نماز پڑھاؤ۔ (۱۳/ابن ماجہ ۱۳/احمد، حاکم)

۱۰۳- ....کیوں کہ اس نماز کی اقامت تمہارے لیے ہوچکی ہے۔ (۱۳/ابن ماجہ ۱۰۷/الحاوی، ابوعمر الدانی)

۱۰۴- ....چناں چہ اس وقت کی نماز امام مہدی ہی پڑھائیں گے۔ (۲/بخاری، و مسلم مع حاشیہ ۱۳/ابن ماجہ و ۱۶/احمد)

۱۰۵- ....اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (۴۱/کنزل العمال، ابونعیم و ۱۰۷/الحاوی)

۱۰۶- ....اور رکوع سے اٹھ کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد یہ جملہ فرمائیں گے۔ ''قتل اللّٰہ الدجال و اظہر المؤمنین'' (۲۴/ابن حبان مجمع الزوائد، سعایہ شرح وقایہ)

''دجال سے جنگ''

۱۰۷- ....غرض نماز فجر سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھلوائیں گے، جس کے پیچھے دجال ہوگا، اور اس کے ساتھ ستر ہزار مسلح یہودی ہوں گے۔ (۱۳/ابن ماجہ)

۱۰۸- ....آپ ہاتھ کے اشارہ سے فرمائیں گے کہ میرے اور دجال کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ (۳۶/حاکم)

۱۰۹- ....دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی، اس طرح گھلنے لگے گا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے (یا جیسے رانگ اور چربی پگھلتی ہے)۔ (۷/مسلم و ۱۳/ابن ماجہ ۱۴/احمد ۱۶/احمد ۳۱/احمد، ابن عساکر و ۲۸/معمر)

۱۱۰- ....اس وقت جس کافر پر عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے گی، وہ مرجائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی؛ وہیں تک سانس پہنچے گی۔ (۵/مسلم)

۱۱۱ - ....مسلمان پہاڑ سے اتر کر دجال کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں پر ایسا رعب چھائے گا کہ ڈیل ڈول والا یہودی تلوار تک نہ اٹھا سکے گا۔ (۶۸/معمر وغیرہ)

۱۱۲ - ....غرض جنگ ہوگی۔ (۲۱/حاکم، الدر المنثور)

۱۱۳ - ....اس وقت آپ کے پاس (دو نرم تلواریں اور) ایک حربہ ہوگا۔ (۷ مسلم و ۱۴/احمد، ۱۶/احمد)

''قتل دجال اور مسلمانوں کی فتح''

۱۱۴ - ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے۔ (۵ مسلم وغیرہ، ۶/مسلم، احمد، حاکم وغیرہم و ۱۳/احمد، حاکم)

۱۱۵ - ....اور فرمائیں گے کہ میری ایک ضرب تیرے لیے مقدر ہو چکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔ (ابن ماجہ)

۱۱۶ - ....اس وقت آپ کے پاس (دو نرم تلواریں اور) حربہ ہوگا۔ (۷/مسلم و ۱۴/احمد، ۱۶/احمد)

۱۱۷ - ....جس سے آپ دجال کو (باب لُدّ) پر قتل کر دیں گے۔ (۵ تا ۷/ابوداؤد و ۱۱/ترمذی، احمد و ۱۳ و ۱۶/احمد)

۱۱۸ - ....پاس ہی ''افیق نامی گھاٹی'' ہوگی۔ (۳۵/ابن ابی شیبہ)

۱۱۹ - ....حربہ اس کے سینہ کی بیچوں بیچ لگے گا۔ (۱۶/احمد)

۱۲۰ - ....اور عیسیٰ علیہ السلام اس کا خون جو آپ کے حربہ پر لگ گیا ہوگا، مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ (۷/مسلم)

۱۲۱ - ....بالآخر دجال کے ساتھی (یہودیوں) کو شکست ہو جائے گی۔ (۱۳/ابن ماجہ، ۱۴/احمد، ۱۷/حاکم)

۱۲۲ - ....اور ان کو مسلمان (چن چن کر) قتل کریں گے۔ (۱۳/ابن ماجہ و ۱۳/احمد، حاکم، و ۳۴/ابن ابی شیبہ، ۳۶/حاکم)

۱۲۳ - ....کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دیگی۔ (۱۳/ابن ماجہ ۱۶/احمد وغیرہ)

۱۲۴ - ....حتیٰ کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے کہ یہ (ہمارے پیچھے) کافر (یہودی چھپا ہوا) ہے (آکر اسے قتل کر دو۔) (۱۳/ابن ماجہ ۱۴/احمد، ۷/حاکم، ۳۱/احمد، حاکم، ۳۴/مسلم، ابن ابی شیبہ)

۱۲۵ - ....باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ (۱/بخاری و مسلم، احمد ۴/احمد، ۲۷/در منثور)

۱۲۶ - ....عیسیٰ علیہ السلام اور (مسلمان) خنزیر کو قتل کریں گے (اور صلیب توڑ دیں گے) (۱/بخاری و مسلم، احمد)

۱۲۷ - ....پھر آپ کی خدمت میں اطراف و اکناف کے لوگ جو دجال (کے دھوکہ فریب) سے بچے رہے ہوں گے، حاضر ہوں گے اور آپ ان کو جنت میں عظیم درجات کی خوشخبری دے کر دلاسا و تسلی دیں گے۔ (۵/مسلم)

۱۲۸ – ....پھر لوگ اپنے اپنے وطن واپس ہو جائیں گے۔(۱۴/احمد)

۱۲۹ – ....مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت وصحبت میں رہے گی۔(۴۰/در منثور، الحکیم الترمذی)

۱۳۰ – ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام فج الروحاء میں تشریف لے جائیں گے، وہاں سے حج یا عمرہ (یا دونوں کریں گے۔(۴/مسلم، احمد، حاکم، و ۷۰/ابن عساکر کنز العمال)

۱۳۱ – ....اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جا کر سلام عرض کریں گے اور آپ ان کے سلام کا جواب دیں گے۔(۴/حاکم و ۶۲/مجمع الزوائد، روح المعانی، عند قولہ تعالیٰ ''وخاتم النبیین'')

''یاجوج ماجوج''

۱۳۲ – ....لوگ امن وچین کی زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی۔(حاکم)

۱۳۳ – ....اور یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے۔(۵/مسلم وغیرہ، و ۸/مسلم، ابوداؤد، ترمذی، وغیرہ)

۱۳۴ – ....اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو طور کی طرف جمع کرلیں؛ کیوں کہ یاجوج ماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کا نہ ہوگا۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۳۵ – ....یاجوج ماجوج اتنی بڑی تعداد میں تیزی سے نکلیں گے کہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

(۵/مسلم وغیرہ و ۱۴/احمد)

۱۳۶ – ....وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، زمین میں (جہاں پہنچیں گے) تباہی مچا دیں گے اور جس پانی پر گذریں گے اسے پی کر ختم کردیں گے۔(۱۴/احمد وغیرہ و ۵۷/ابن ابی شیبہ وغیرہ و ۱۰۸/حاکم، الحاوی)

۱۳۷ – ....ان کی ابتدائی جماعت جب بحیرہ (طبریہ) پر گذرے گی، تو اس کا پورا پانی پی جائے گی اور جب ان کی آخری جماعت وہاں سے گزرے گی تو اسے دیکھ کر کہے گی۔''یہاں کبھی پانی (کا اثر) تھا''؟۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۳۸ – ....بالآخر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہل زمین پر تو ہم غلبہ پا چکے، آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔(۳۶/حاکم، ابن عساکر)

۱۳۹ – ....حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اس وقت محصور ہوں گے، جہاں غذا کی سخت قلت کے باعث لوگوں کو ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر معلوم ہوگا۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۴۰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لوگوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا جوج ماجوج کے لیے بد دعا فرمائیں گے ۔(۵ مسلم وغیرہ)

۱۴۱ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پس اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں (اور کانوں) میں ایک کیڑا (اور حلق میں ایک پھوڑا) نکال دے گا ۔

(۵/مسلم وغیرہ و ۳۶/حاکم، ابن عساکر و ۱۰۸/حاکم السیوطی فی الحاوی)

۱۴۲ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے ۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۴۳ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ سب (دفعۃً) ہلاک ہو جائیں گے ۔(۵/مسلم وغیرہ، و ۱۴/احمد و ۳۶/حاکم، ابن عساکر، ۱۰۸/حاکم)

۱۴۴ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے، مگر پوری زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں کی (چکناہٹ اور) بدبو سے بھری ہوگی ۔(۵/مسلم وغیرہ و ۱۴/احمد، حاکم، السیوطی فی الحاوی)

۱۴۵ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی ۔(۳۶/حاکم، ابن عساکر و ۱۰۸/حاکم وغیرہ)

۱۴۶ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام (اور ان کے ساتھی) دعا کریں گے ۔(۵/مسلم وغیرہ و ۱۰۸/حاکم وغیرہ)

۱۴۷ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پس اللہ تعالیٰ (ایک ہوا اور) لمبی گردنوں والے (بڑے بڑے) پرندے بھیج دے گا، جو ان کی لاشیں اٹھا کر (سمندر میں اور) جہاں اللہ چاہے گا پھینک دیں گے ۔(۵/مسلم وغیرہ و ۳۶/حاکم، ابن عساکر وغیرہما، وغیرہ)

۱۴۸ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا، جو زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کردیگی ۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۴۹ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور زمین اپنی اصل حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی ۔(۵/مسلم وغیرہ و ۱۴/احمد)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات''

۱۵۰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دنیا میں آپ کا نزول (وقیام) امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے ہوگا ۔(۱/بخاری، مسلم، احمد)

۱۵۱ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس امت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے ۔(۶۷/در منثور، طبرانی)

۱۵۲ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چناں چہ آپ قرآن وحدیث (اور اسلامی شریعت) پر خود بھی عمل کریں گے، اور لوگوں کو بھی اس پر چلائیں گے ۔(۸۳/طبرانی وغیرہ و ۵۵/الاشاعۃ ابو الشیخ ابن حیان)

۱۵۳ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور (نمازوں میں) لوگوں کی امامت کریں گے ۔(احمد، ابن حبان، بزار مع حاشیہ)

۱۵۴ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کا نزول اس امت کے آخری دور میں ہوگا ۔(کنز العمال، در منثور و ۱۹/ابن ابی شیبہ، مشکوۃ رزین ۔

علامات قیامت قرآن و سنت کی روشنی میں

۱۵۵ – ....اور نزول کے بعد دنیا میں چالیس سال قیام کریں گے۔(۱۰/ ابوداؤد، درمنثور، ۳۳/ احمد)

۱۵۶ – ....اسلام کے دو راول کے بعد یہ امت کا بہترین دور ہوگا۔(۲۴/ کنز العمال ابونعیم)

۱۵۷ – ....آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔(۹/ نسائی، احمد، المختارۃ، اوسط طبرانی)

۱۵۸ – ....اور جو لوگ اپنا دین بچانے کے لیے آپ سے جاملیں گے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے۔(۵۲/ کنز العمال، نعیم بن حماد)

۱۵۹ – ....اس زمانہ میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔(۱۰/ ابوداؤد، درمنثور، ۱۳/ ابن ماجہ، ۱۵/ احمد و ۸۱/ عبدالرزاق، عبد بن حمید، ۸۵/ درمنثور، ابن ابی حاتم)

۱۶۰ – ....جہاد موقوف ہوجائے گا۔(۱/ بخاری، مسلم)

۱۶۱ – ....اور نہ خراج وصول کیا جائے گا۔(۴/ احمد)

۱۶۲ – ....نہ جزیہ۔(۱۰/ ابوداؤد و ۱۲/ ابن ماجہ و ۱۵/ احمد و ۳۶/ حاکم، و ۶۷/ درمنثور، الطبرانی مجمع الزوائد)

۱۶۳ – ....مال و زر لوگوں میں اتنا عام کردیں گے کہ مال کو کوئی قبول نہ کرے گا۔(۱/ بخاری، مسلم و غیرہما)

۱۶۴ – ....زکوۃ و صدقات کا لینا ترک کردیا جائے گا۔(۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ)

۱۶۵ – ....اور لوگ ایک سجدہ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ پسند کریں گے۔(۱/ بخاری و مسلم)

۱۶۶ – ....ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات نازل ہوں گی۔(۵ مسلم و غیرہ)

۱۶۷ – ....پوری دنیا امن و امان سے بھر جائیگی۔(۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ و ۱۵/ احمد، و ۶۷/ طبرانی و غیرہ)

۱۶۸ – ....سات سال تک کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی۔(۶/ مسلم، احمد، کنز العمال، درمنثور)

۱۶۹ – ....سب کے دلوں سے (بخل) و کینہ اور بغض و حسد نکل جائے گا۔(ا و ۶/ مسلم و غیرہ و ۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ)

۱۷۰ – ....چالیس سال تک نہ کوئی مریگا نہ بیمار ہوگا۔(۱۰۸/ حاکم، سیوطی فی الحاوی)

۱۷۱ – ....ہر زہریلے جانور کا زہر نکال لیا جائے گا۔(۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ)

۱۷۲ – ....سانپ (اور بچھو) بھی کسی کو ایذا نہ دیں گے۔(۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ)

۱۷۳ – ....بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔(۱۵/ احمد)

۱۷۴ – ....یہاں تک کہ بچہ اگر سانپ کے منہ میں بھی ہاتھ دیگا، تو وہ ہرگز ایذا نہ پہنچائے گا۔(۱۳/ ابن ماجہ و غیرہ

(

۱۷۵-............ورندے بھی کسی کو کچھ نہ کہیں گے۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ و ۶۸/حاکم، السیوطی فی الحاوی)

۱۷۶-............آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا۔(۱۵/کنز العمال، ابونعیم)

۱۷۷-............حتیٰ کہ کوئی لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی تو وہ اسے کچھ نہ کہے گا۔(۱۳/ابن ماجہ وغیرہ)

۱۷۸-............اونٹ شیروں کے ساتھ بکریوں کے ساتھ چریں گے۔(۱۵/احمد)

۱۷۹-............بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا، جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔(۱۳/ابن ماجہ)

۱۸۰-............زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی بڑھ جائے گی کہ بیج ٹھوس پتھر میں بھی بویا جائے گا تو اگ آئے گا۔ (۵۶/کنز العمال، ابونعیم)

۱۸۱-............ہل چلائے بغیر بھی ایک مد سے سات مد گندم پیدا ہوگا۔(۱۰۸/حاکم، السیوطی فی الحاوی)

۱۸۲-............ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اسے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۸۳-............دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی، لوگوں کی بہت بڑی جماعت کو، ایک گائے پورے قبیلہ کو، ایک بکری پوری برادری کو کافی ہوگی۔(۵/مسلم وغیرہ)

۱۸۴-............غرض نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زندگی بڑی خوش گوار ہوگی۔(۵۶/کنز العمال، ابونعیم)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد''

۱۸۵-............حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نزول کے بعد) دنیا میں نکاح فرمائیں گے۔(۵۸/مشکوٰۃ، ابن الجوزی،)

۱۸۶-............اور آپ کے اولاد بھی ہوگی۔(۵۸/مشکوٰۃ، ابن الجوزی، کنز العمال، والخطط للمقریزی)

۱۸۷-............(نکاح کے بعد) دنیا میں آپ کا قیام انیس سال رہے گا۔(۶۳/فتح الباری، نعیم بن حماد)

۱۸۸-............پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی۔(۱۰/ابوداؤد و ۱۵/احمد، و ۵۵/الاشاعۃ للبرزنجی)

۱۸۹-............اور مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر (آپ کو دفن کر) دینگے۔(۱۰/ابوداؤد وغیرہ و ۱۵/احمد)

۱۹۰-............لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلۂ بنی تمیم کے ایک شخص کو، جس کا نام مُقعد ہوگا، خلیفہ مقرر کریں گے۔(۵۵/الاشاعۃ للبرزنجی)

۱۹۱-............پھر مقعد کا بھی انتقال ہوجائے گا۔(۵۵/الاشاعۃ للبرزنجی)

''متفرق علامات قیامت''

۱۹۲ – ....اور آپ کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت تک اس پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی۔ (۸ر مسلم، ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ، ۲۳ر طبرانی حاکم، ابن مردویہ، کنزل العمال)

۱۹۳ – ....زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات ہوں گے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں۔ (۸ر مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ و ۲۳ر طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، کنز العمال)

''دھواں''

۱۹۴ – ....ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ (۸ر مسلم، ابوداؤد وغیرہ مع آیت قرآنیہ بر حاشیہ)

۱۹۵ – ....اس سے مؤمنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا، مگر کفار کے سر ایسے ہو جائیں گے؛ جیسے انہیں آگ پر بھون دیا گیا ہو۔ (حاشیہ حدیث ۸ر بحوالہ تفسیر ابن جریر مرفوعاً)

''آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا''

۱۹۶ – ....قیامت کی ایک علامت یہ ہوگی کہ ایک روز آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ (مسلم)

۱۹۷ – ....جسے دیکھتے ہی سب کافر ایمان لے آئیں گے، مگر اس وقت ان کا ایمان قبول نہ کیا جائے گا اور گنہگار مسلمانوں کی توبہ بھی اس وقت قبول نہ ہوگی۔ (صحیح بخاری و آیت قرآنیہ)

''دابۃ الارض''

۱۹۸ – ....اور ایک جانور (یعنی دابۃ الارض) زمین سے نکلے گا۔ (مسلم وغیرہ)

۱۹۹ – ....جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔ (آیت قرآنیہ بر حاشیہ حدیث ۸)

''یمن کی آگ''

۲۰۰ – ....پھر ایک آگ یمن (عدن کی گہرائی) سے نکلے گی، جو لوگوں کو محشر (شام) کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ (۸ر مسلم، ابوداؤد و ترمذی، ابن ماجہ مع حاشیہ و ۲۳ر طبرانی، حاکم، ابن مردویہ و ۷ر ۳ر تفسیر ابن جریر، در منثور)

۲۰۱ – ....اور سب مؤمنین کو ملک شام میں جمع کرے گی۔ (حاشیہ بر حدیث ۸ر بحوالہ احمد، نسائی، ابوداؤد، ترمذی، حاکم)

۲۰۲ – ....مقعد کی موت کے بعد تیس سال گذرنے نہ پائیں گے کہ قرآن لوگوں کے سینوں اور مصاحف سے اٹھا لیا جائے گا۔ (۵۵ر الاشاعۃ)

۲۰۳- ....پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے اس کے بعد قبض ارواح ہوگا۔(۷ر حاکم)

''مومنین کی موت اور قیامت''

۲۰۴- ....ایک (خوش گوار ہوا آئے گی، جو تمام مؤمنین کی روحیں قبض کرلے گی اور کوئی مومن دنیا میں باقی نہ رہے گا۔(۵ر مسلم وغیرہ ۱۱۶ر الحاوی للسیوطی،نعیم، بن حماد)

۲۰۵- ....پھر دنیا میں صرف بدترین لوگ رہیں گے۔(۵ر مسلم)

۲۰۶- ....اور گدھوں کی طرح جماع کیا کریں گے۔ (۵ر مسلم)

۲۰۷- ....پہاڑ دھن دیئے جائیں گے اور زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کردی جائیگی، اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن کی طرح ہوگا، جس کے مالک ہر وقت اس انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب بچہ جن دے۔(۱۴ر احمد)

۲۰۸- ....بالآخر انہی بدترین لوگوں پر قیامت آجائیگی۔(۵ر مسلم وغیرہ ۱۱۶ر سیوطی نعیم بن حماد)

قیامت کس طرح آئے گی اس کی ہولناک تفصیلات قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں مختلف عنوانات کے ساتھ بہت کثرت سے بیان کی گئی ہیں، مگر حصۂ دوم کی احادیث میں وہ تفصیلات نہیں ہیں، اس لیے ہم اس فہرست کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

کتبہ محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

خادم طلبہ و دار الافتاء دار العلوم کراچی۔

فتنوں سے حفاظت کا مختصر دستور العمل

حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری قدس سرہ

اول: شورائیت

کسی بھی قسم کا دینی یا سیاسی قدم اٹھائیں، تو اہل خیر وصلاح اور اہل دانش وخرد سے مشورہ کئے بغیر نہ اٹھائیں اور اہل شوریٰ میں سے ہر شخص نہایت اخلاص کے ساتھ فی ما بینہ وبین اللہ اپنا مشورہ دے، اپنی بات

منوانے کی فکر نہ کرے، نہ اپنی رائے پر خواہ مخواہ کا اصرار کرے، اگر صحیح اسلامی شوریٰ پر عمل کیا جائے، توان شاء اللہ بہت سی گمراہیوں اور فتنوں کا سد باب ہوسکتا ہے، ان سب میں سب سے بڑا فتنہ عجب اور اعجاب بالرائی کا ہے؛ الغرض مخلصین کے لیے لازم ہے کہ اپنی رائے پر اصرار نہ کریں، بلکہ اپنی رائے کو متہم سمجھیں، مبادا اس میں نفس وشیطان کا کوئی خفی کید چھپا ہوا ہو۔

دوم: اعتدال پسندی

اگر پوری کوشش کے باوجود سب کی رائے متفق نہ ہوسکے اور اہل حق کی دو جماعتیں وجود میں آہی جائیں، تو ہر جماعت اپنے کو قطعی حق پر اور دوسرے کو قطعی باطل پر نہ سمجھے، زیادہ سے زیادہ جس بات کی گنجائش ہے، وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے موقف کو ''صواب محتمل خطاء'' اور دوسرے کے موقف کو ''خطا محتمل صواب'' سمجھے اور دونوں طرف سے برابر یہ خواہش رہنی چاہیے اور کوشش بھی کہ تمام اہل حق ایک کلمہ پر متفق ہوجائیں۔

سوم: حکایات وشکایات سے احتراز

آج کل پروپیگنڈے کا دور ہے، پروپیگنڈے کے کرشمہ سے رائی کو پربت اور تنکے کو شہتیر بنا کر پیش کیا جاتا ہے، غلط افواہیں اور جھوٹی خبریں پھیلا کر ایک دوسرے کے درمیان منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو شخص اس فتنہ سے محفوظ رہنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ جب تک کسی حکایت وشکایت کے صحیح ہونے کا پورا وثوق نہ ہوجائے، اس وقت تک اس پر کان نہ دھرے نہ اس پر کوئی کارروائی کرے، امیرالموٴمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے شکایت کی کہ ''ابن ملجم آپ کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے اور قتل کی دھمکیاں دیتا ہے، آپ اسے قتل کرادیجیے'' فرمایا: ''کیا میں اپنے قاتل کو قتل کردوں''؟

یعنی میں قاتل بن جاؤں؟ اس طرح اس قسم کی حکایات وشکایات کو نقل کرنا بھی امت کو فتنے میں ڈالنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اسی قسم کے فتنوں کے بارے میں ہدایت فرمائی تھی، جو سنن ابوداؤد میں ہے کہ:

((ستکون فتن، القاعد فیها خیر من القائم، والقائم فیها خیر من الماشی، والماشی فیها خیر من الساعی))

ترجمہ: بہت سے فتنے ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے

والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے: ''النائم خیر من الیقظان والیقظان فیھا خیر من القائم''

ترجمہ: جوان فتنوں میں سورہا ہوگا، وہ جاگنے والے سے بہتر ہوگا اور جو جاگ رہا ہوگا، وہ اٹھنے والے سے بہتر ہوگا۔

ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ میرے کسی قول وعمل سے امت کے درمیان افتراق کی خلیج وسیع نہ ہو، نیز اہل حق کو اس بات سے چوکنا رہنا چاہیے کہ اہل باطل ان کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر، اپنا الو سیدھا نہ کرسکیں؛ جب اہل حق آپس ہی میں لڑنے لگتے ہیں، تو اہل باطل کے لیے میدان صاف ہوجاتا ہے؛ اس لیے اہل حق کو اہل باطل کے ہاتھ کا کھلونا نہیں بننا چاہیے کہ، جوش میں اپنوں ہی کو بدنام کرنے لگیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مرض یہی ہے کہ اپنوں سے بدگمانی رکھیں گے اور حق تعالیٰ کے نام پر اہل حق سے لڑیں گے؛ لیکن اہل باطل کے ساتھ مسامحت اور رواداری برتی جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

چہارم: اکرام واحترام مسلم

ایک مسلمان اللہ تعالیٰ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اکرام واحترام کا مستحق ہے اور ہماری باہمی رنجشوں سے اس کے احترام کا حکم منسوخ نہیں ہوجاتا۔ سنن ابوداؤد میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ ((ان اجلال اللّٰہ تعالی اکرام ذی الشیبۃ المسلم، و حامل القرآن غیر الغالی فیہ و الجافی عنہ، و اکرام ذی السلطان المقسط)) (مشکوٰۃ:۴۲۳)

ترجمہ: تین چیزیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں داخل ہیں:

۱- سفید ریش مسلمان کی عزت کرنا۔

۲- حامل قرآن کی عزت کرنا۔

۳- اور عادل حاکم کی عزت کرنا۔

بہر حال اختلاف کی بنا پر کسی بھی مسلمان کی ہتک عزت جائز نہیں اور خاص طور پر علمائے دین کی بے حرمتی کرنا تو بہت ہی بری بات ہے، کوئی مخلص عالم دین ایک رائے رکھتا ہو تو، اس پر سب وشتم کرنا، اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقام کا نہایت خطرہ ہے؛ ایسا شخص مخذول (نصرت الٰہی کا نا اہل) اور بے توفیق ہوجاتا ہے

اور ایمان کی سلامتی مشکل ہوجاتی ہے۔

پنجم: استخارہ کرنا

دورِ حاضر میں امت کا شیرازہ جس بری طرح سے بکھر گیا ہے، مستقبل قریب میں اس کی شیرازہ بندی کا کوئی امکان نظر نہیں آتا ہے، جب استشار کا راستہ بند ہوگیا، تو اب صرف استخارہ ہی باقی رہ گیا حدیث شریف میں تو فرمایا تھا: ((ما خاب من استخار و ما ندم من استشار))

''جو استخارہ کرے گا خائب وخاسر (ناکام اور نقصان اٹھانے والا) نہ ہوگا اور جو مشورہ کرے گا وہ پشیمان شرمندہ نہ ہوگا۔

عوام کے لیے یہی دستورالعمل ہے کہ اگر کوئی ان فتنوں میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتا، تو مسنون استخارہ کر کے عمل کرے اور امید ہے کہ استخارہ کے بعد اس کا قدم صحیح ہوگا، مسنون استخارہ کا مطلب یہی ہے کہ انسان جب کسی امر میں متحیر اور متردد ہوتا ہے اور کوئی واضح اور صاف پہلو نظر نہیں آتا، اس کا علم رہنمائی سے قاصر رہتا اور اس کی طاقت بہتر کام کرنے سے عاجز، تو حق تعالیٰ کی بارگاہِ رحمت والطاف میں التجا کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ سے دعا، توکل، تفویض اور تسلیم ورضا بالقضا کے راستوں سے کرتا ہے کہ، وہ اس کی دستگیری اور رہنمائی فرمائے؛ بہتر صورت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جامعہ کے شب وروز

کویت کی مشہور تنظیم ''جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری الخیریۃ'' کا وفد احاطہ جامعہ میں

مولانا عبدالرحمن صاحب ملی ندوی-ایڈیٹر مجلہ ''النور'' جامعہ اکل کوا

کویت کی یہ مشہور ومعروف رفاہی تنظیم ''جمعیۃ الشیخ عبداللہ النوری الخیریۃ'' مشہور ترین تنظیموں میں

سے ایک ہے۔اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے، اور نیٹ ورک بڑا محیط ہے، اس تنظیم کا اپنا ایک طریقہ کار ہے، جو اصول وضابطہ پر مبنی ہے۔یہ تنظیم اپنے کاموں میں سستی، جھول، کوتاہی، اور نقص کو برداشت نہیں کرتی۔

تقریباً دنیا بھر میں اپنی خدمات کی وجہ سے پہنچانی جاتی ہے۔

اس تنظیم کے افراد سے ملاقات کرنا یعنی کہ اپنے آپ کو با اصول اور متحرک بنانا۔ایک عجیب بات ہوئی کہ اس تنظیم کے بنیادی واہم ذمہ داروں میں سے خود مدیر تنظیم ''شیخ ابو بدر جمال عبدالرحمن نامی نے جامعہ کے فہیم ومدبر مدیر صفیدی وناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ جناب مولانا حذیفہ غلام محمد وستانوی صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

اس کویتی وفد کی ہندوستان آمد دو اہم کاموں کے سبب ہوئی تھی۔

۱- پریشان حال یمنیوں کے حالات کی تحقیق اور ان کی دادرسی کرنا۔

۲- جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا کی زیارت اور اس کے ذمہ داروں سے ملاقات کر کے جامعہ کے نظام تعلیم وتربیت کو دیکھنا۔رفاہی کاموں میں جامعہ کے طریقہ کار کو سمجھنا۔

یہ وفد سب سے پہلے ہندوستان کی راجدھانی دہلی پہنچی، یاد رہے کہ یہ وفد دو اشخاص پر مشتمل تھا:

(۱) شیخ ابو بدر جمال عبدالرحمن نامی (۲) شیخ محمد قاسم ندوی

یمنی خستہ و پریشان حال افراد کے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے سے سرشار چند کویتی خواتین بھی دہلی پہنچ چکی تھیں، جو یمنی حضرات کی مساعدت اور مدد کرنا چاہتی تھیں۔

ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ حضرت مولانا حذیفہ غلام محمد صاحب وستانوی نے ''جمعیۃ الشیخ عبد اللہ النوری الخیریہ'' کے وفد سے ملاقات کی، ان کے ساتھ اس اہم موضوع پر میٹنگ کی، تبادلہ خیال کیا، بلکہ موصوف ناظم تعلیمات نے ۱۸/اپریل ۲۰۱۵ء کو اس وفد کے ساتھ میٹنگ کر کے اپنے خیالات کا اظہار کیا، اپنی آراء پیش کیں، جس کو یتی وفد نے دل کے کانوں سے سنا اور اپنی دلچسپی اور خوشی کا اظہار کیا۔جامعہ اور رئیس جامعہ حفظہ اللہ کی خدمات کو نظر تحسین سے دیکھا اور خوب سراہا۔

دوسرے روز کویتی سفارت نے یمنی حضرات سے متعلق ایک میٹنگ کا انعقاد کیا، جس میں ناظم تعلیمات صاحب خصوصی مدعو تھے، یہاں بھی حضرت مولانا حذیفہ صاحب نے یمنیوں سے متعلق اپنی آراء پیش

کیں جس کو اہل سفارت نے خوب پسند کیا اور حتی المقدور عملی جامعہ پہنانے کی یقین دہانی کرائی۔ اس مجلس کے بعد حضرت ناظم تعلیمات اور مدیر المشاریع نے ''اپولو ہسپتال'' میں جا کر مریضوں کی عیادت کی، ان کی فوری ضروری امداد فرمائی، ساتھ ہی کویتی عورتوں کے وفد نے بھی جامعہ کی ماتحتی میں ان یمنی مریضوں کی امداد کی۔

اس فوری وضروری امداد کے بعد یہ قافلہ انسانیت اور مخیرین قوم وملت نے حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی کی ہمراہی میں جامعہ کا رخ کیا، یہاں تک کہ ایک طویل مسافت کے بعد یہ وفد حضرت ناظم تعلیمات کی رفاقت میں احاطہ جامعہ میں داخل ہوا، جہاں اس وفد کے استقبال کے لیے خود حضرت رئیس جامعہ اور اساتذہ جامعہ مع طلبہ سراپا انتظار تھے، بوقت ظہر یہ وفد مہمان خانہ کی زینت بنا، پھولوں اور نعروں سے وفد کا استقبال کیا گیا، شیخ ابو بدر جمال عبد الرحمن نامی مدیر الجمعیۃ نے اپنا تاثر دیا کہ میں نے ابھی تک ایسا جامعہ نہیں دیکھا، جہاں حقیقتاً تعلیم بھی، اور تربیت بھی اور طلبہ کی کثرت بھی ہو۔

حضرت رئیس جامعہ نے مہمانوں کو آرام گاہ میں خود لیکر آئے، اطمینان کا سانس لینے کے بعد کچھ دیر حضرت رئیس جامعہ وفد کے ساتھ ہم کلام ہوئے اور اپنے البیلے و پر اثر انداز میں تاریخ جامعہ تاسیس جامعہ کی پوری کہانی خود اپنی زبانی سنائی، اسلوب کچھ ایسا تھا کہ مہمانوں کی آنکھیں پر نم ہوگئیں اور حضرت وستانوی کے پیشانی کا بوسہ دیا اور اپنی سفری تھکاوٹ بھول گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ یہ ادارہ جو آج آپ عظیم جامعہ کی شکل میں دیکھ رہے ہیں، وہ کبھی صرف ایک چھوٹا سا پودا تھا، جس کی شاخیں بھی نہیں تھیں، پتے بھی زیادہ نہ تھے، زمین بھی زیادہ سازگار نہ تھی، بس ایک مدرس تھا، اور چھ طلبہ، میرے بڑے بھائی جناب حافظ اسحاق صاحب وستانوی اور میرے دوست جناب مولانا یعقوب صاحب خانپوریؒ اور مکرانی پھلی کے مخیر وعلم دوست جناب حاجی محمد یعقوب صاحب بلوچی، بس یہی حضرات ادارہ کے سب کچھ تھے، لیکن جب کام نیک ہوتا ہے، اور نیت مخلصانہ ہوتی ہے، تو اللہ تعالیٰ خود ہی راہیں ہموار کر دیتے ہیں، بس اللہ تعالیٰ نے راہیں ہموار کیں، یہ قافلہ علم آگے بڑھتا چلا گیا، کارواں بنتا گیا، اور اب تو بحمد للہ مکمل لشکر بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ ہی فرمایا ہے:

{وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ}

حضرت مولانا وستانوی صاحب نے فرمایا کہ بندے کے ملکی غیر ملکی اسفار ہوتے رہے، اور اللہ تعالیٰ

دستگیری فرماتا رہا۔{ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ}

وفد نے حضرت رئیس جامعہ کے اس تاثراتی کلام سے اتنا اثر لیا کہ باقاعدہ تاسیسی جگہ دیکھنے کی خواہش ظاہر کی ،ظہرانہ کے بعد حضرت ناظم تعلیمات کے ساتھ اس مرکزی وتاسیسی جگہ کا معاینہ کیا گیا، تو مہمانوں کا عجیب تاثر تھا، جو دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

دوسرے روز حضرت رئیس جامعہ نے اس کویتی وفد کی آمد پر احاطہ جامعہ میں ایک مختصر سا استقبالیہ رکھ دیا جس کی صدارت خود حضرت نے فرمائی ،شعبہ عالمیت اور شعبہ تخصص اور شعبہ فارسی کے چند طلبہ نے تلاوت، ترانہ ،انشودہ سے مہمانوں کا استقبال کیا۔

حضرت ناظم تعلیمات کے خطبہ استقبالیہ سے قبل اسکرین پر بزبان عربی حضرت رئیس جامعہ کا انٹرویو سنایا گیا جس کو مہمانوں نے خوب پسند کیا۔

خطبہ استقبالیہ کے بعد شیخ ابو بدر جمال عبدالرحمن نامی مدیر الجمعیۃ نے اپنے قلبی وروحانی تاثرات پیش کئے ،اور بہت خوشی کا اظہار کیا، اور علما وطلبا کو قیمتی نصیحتیں بھی کیں ،ان قلبی تاثرات کے بعد حضرت رئیس جامعہ نے مہمانوں کی خدمت میں یادگاری ہدیہ پیش کیا، جس کو وفد نے بخوشی قبول کیا، اس اجلاس کی ادارت ونظامت کاتب سطور عبدالرحمن صاحب ملی ندوی (مدیر مجلۃ ''النور'' جامعہ اکل کوا) نے انجام دی۔

اس ترحیبی واستقبالی اجلاس کے بعد مہمانان مکرم حضرت ناظم تعلیمات کی معیت میں ایک مسجد کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے جس کو ''الہیئۃ الخیریۃ الاسلامیہ بالکویت'' نے بنوایا ہے۔شیخ نامی نے مسجد دیکھنے کے بعد بہت ہی خوشی کا اظہار کیا، اس کے مختلف فوٹو لیے ،ہر طرح سے چیک کیا، کہ واقعی وہ خود ایک انجینئر ہیں۔بڑی باریک بینی سے مسجد کا تعمیری جائزہ لیا۔اور مسرت کا اظہار کیا۔

مسجد کو دیکھنے اور حضرت حاجی محمد یعقوب بلوچی سے ملاقات کے بعد شیخ نامی نے جامعہ کالجوں کا رخ کیا، اور ہر کالج کو بغور دیکھا، طلبہ سے بعض سوالات بھی کئے اور انہیں قیمتی نصائح سے نوازا بھی۔جامعہ کا شعبہ محاسبی بھی دیکھا، جامعہ کے اکاونٹر جناب صوفی حنیف صاحب سے ملاقات کی، جامعہ کا نظام حساب دیکھا، ادارۃ المشاریع میں مدیر مشاریع حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی سے بہت دیر محو گفتگو رہے، مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال کیا، ادارۃ المساجد سے اپنی خوشی کا اظہار کیا، کام کی نوعیت سے مطمئن ہوئے ،اس طرح جامعہ کو ایک

مثالی ومنفرد جامعہ قرار دیا۔

جامعہ کی وزٹ کے بعد یہ معزز وفد ناظم تعلیمات صاحب کی مصاحبت میں اورنگ آباد کے لیے عازم سفر ہوا، جامعہ کی مرکزی بڑی شاخ جامعہ ابوہریرہ بدناپور پہنچے، جہاں ناظم مرکز جناب مولانا محمد علی صاحب اور ڈاکٹر محمد الیاس صاحب استقبال کے لیے پر جوش تھے۔ رات کا قیام اورنگ آباد میں رہا، دوسرے روز بھی بدناپور حاضر ہوئی، شیخ نامی نے پورا ادارہ دیکھا، تعلیم دیکھی تربیت محسوس کی، میڈیکل کی عمارتیں دیکھیں تعمیری جانچ کی، ڈاکٹروں سے ملاقات کی، ان کے ساتھ مریضوں سے متعلق تبادلہ خیال کیا گیا، یہاں تک کہ اس مرکزی ادارہ اور میڈیکل کالج کو مسلم بچوں کی دینی، عصری، لازمی ضرورت قرار دیا، کہ مسلمانوں کو اس جانب بھی خصوصی توجہ دینی چاہیے، اور حضرت رئیس جامعہ کو دعاؤں کی سوغات سے خوب نوازا۔

مستشفیٰ ''النور'' کا خوب معاینہ کیا، ڈاکٹر قادری صاحب نے بتایا کہ یہ دواخانہ ۳۵۰/ بیڈوں پر مشتمل ہے، سال گذشتہ ایک لاکھ پچاس ہزار مریضوں نے مفت میں فائدہ اٹھایا، ڈاکٹر الیاس صاحب نے بتادیا کہ کم سے کم بیس ہزار مریضوں کا کامیاب اپریشن کیا گیا بغیر کسی مذہبی تفریق کے، اس چیز نے شیخ نامی کے دل پر بہت گہرا اثر چھوڑا، اور بہت تاثر لیا، شیخ نامی نے انسانیت کی خدمت پر مبارک بادی دی، اور خدمت خلق کی ضرورت وفضیلت بتائی، مدیر مرکز جناب مولانا محمد علی صاحب نے اپنے آفس میں شیخ کو استقبالیہ دیا، اور خوب مہمان نوازی کی۔

جامعہ بدناپور کی وزٹ کے بعد یہ وفد حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی کی رہبری میں ممبئی کے لیے عازم سفر ہوا۔ ممبئی میں ایک جگہ قیام کیا گیا، جمعہ کا دن تھا، مصروف اور عبادتی دن ہوتا ہے۔ شیخ نامی نے اپنی رہائش پر کچھ فرصت پاکر شیخ حذیفہ صاحب وستانوی سے جمعیۃ کے طریقہ کار سے متعلق تقریباً ۱۲/ سوالات کیے جس کے موصوف نے بہت ہی اطمینانی کیفیت میں جوابات دئے، جس کے شیخ نامی نے علامتی نمبرات میں سے تقریباً ۹۷ فیصد نمبرات متعین کئے، یعنی کہ شیخ حذیفہ جید جدا سے کامیاب ہوئے، جو امتیازی نمبرات سے بھی اوپری مقام ہوتا ہے۔

یہ کوئی وفد اپنے ضروری کاموں کی انجام دہی کے بعد شیخ حذیفہ کی ہمراہی میں جناب حاجی عبد القادر سپاری والا فضلانی کے مکان گئے، جہاں حاجی صاحب نے ان مہمانوں کا بہت استقبال کیا، قلبی مسرت کا اظہار

کیا، اور اپنے قائم کردہ مختلف تعلیمی، تربیتی ادارے دکھائے، اپنی پھولوں کی کمپنی لے گئے ،حضرت حاجی صاحب بڑے ذی اثر متمول اور خوش اخلاق آدمی ہیں، ان کے ساتھ وفد کا وقت بہت اچھا گزرا۔

اس مختصری وزٹ کے بعد یمنی بھائیوں کی ملاقات کی، ان کے دکھ درد کو سمجھا، حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی نے حضرت حاجی صاحب کی سرپرستی میں ان یمنی پریشان حالوگوں کے لیے بہت زیادہ راحتی خدمات انجام دیں، جسکا یمنی احباب نے بہت شکریہ ادا کیا، کہ کبھی ہم دینے والے تھے، حالات نے ایسا رخ بدلہ کہ لینے والے ہوگئے۔ ''تلک الایام نداو لھابین الناس''

شیخ نامی نے حضرت حاجی صاحب کے قائم کردہ ''بنین وبنات'' کے اداروں میں طلبہ وطالبات کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا، اور خوشی کا اظہار کیا۔شیخ کے کلمات کی ترجمانی شیخ حذیفہ صاحب نے کی۔

اس مبارک وفد میں حضرت مولانا حذیفہ صاحب وستانوی کی ہمراہی میں چلنے والے افراد میں شیخ نامی کے علاوہ شیخ محمد قاسم ندوی ''رئیس القافلہ الانسانیہ'' بالجمعیۃ اور بھائی عمران بن مولانا یوسف یہ قافلہ اپنے کاموں کی آخری منزل طے کرتے ہوئے آگے بڑھتا گیا، یہاں تک کہ شیخ ابوبدر جمال عبدالرحمن نامی اور شیخ محمد قاسم ندوی نے بڑی محبتوں اپنائیوں اور چاہتوں اور دعاؤں کے ساتھ الوداع کہا۔اور بعافیت وسلامت اپنے مستقر کویت کے لیے روانہ ہوئے، اور ادھر شیخ حذیفہ بسلامت وحفاظت اپنے مستقر جامعہ میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی جملہ خدمات ورفاہی سرگرمیوں کو شرف قبولیت سے نوازے۔آمین

۞...۞...۞

جامعہ کے مختلف مسابقات کے نتائج

گذشتہ ماہ کے شمارے میں جامعہ میں ہونے والے مسابقات کا تعارف اور ضرورت پیش کیا گیا تھا، اور نتائج کی معلومات کے لیے اس شمارے کا وعدہ کیا گیا تھا، چنانچہ وعدہ کے مطابق نتائج پیش خدمت ہیں:

مسابقات صرف فارسی

نمبر	درجات	درخواست دہندگان	انتخاب	ممتاز

۱	فارسی	۱۲۴	۸۶	۴۴

۱۲۴/طلبہ نے درخواست دیا اور ۸۶ کا انتخاب ہوا اور انعامی انتخاب میں ۴۴/خوش نصیب طلبہ منتخب ہوئے۔

مسابقات صرف عربی اول

عربی اول کے طلبہ ابجد ہوز کی ترتیب پر ۱۰/درسگاہوں میں منقسم ہیں، اس فرع میں درخواست دہندگان ۲۴۷/منتخب ہوئے، ۱۰۸/ اور ۶۶/طلبہ ممتاز رہے۔

نمبر	درجات	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۱	عربی اول	۲۴۷	۱۰۸	۶۶

مسابقات صرف دوم

جامعہ میں صرف کی آخری جماعت عربی دوم کی جماعت ہے جنھیں علم الصیغہ پڑھایا جاتا ہے، ماقبل کی ترتیب پر درخواست دہندگان ۱۱۳/ ۴۳ طلبہ منتخب ہوئے۔۱۶/طلبہ ممتاز رہے۔

نمبر	درجات	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۱	عربی دوم	۱۱۳	۴۳	۱۶

مسابقات نحو اول

جامعہ میں عربی اول سے چہارم تک نحو کی معیاری کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جیسے اول میں القواعد النحویہ، دوم میں ہدایۃ النحو، سوم میں کافیہ، چہارم میں شرح ابن عقیل۔ ہر درجات سے متعلقہ کتاب کو سامنے رکھ کر تذکرہ تیار کیا جاتا ہے، اور طلبہ کے درمیان بعد الحفظ مسابقات ہوتے ہیں۔

نمبر	درجات	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۱	عربی اول	۱۸۰	۱۰۸	۶۱

عربی اول میں درخواست دہندگان ۱۸۰/ ۱۰۸ طلبہ منتخب ہوئے، ۶۱ ممتاز رہے۔

مسابقات نحو دوم

عربی دوم میں درخواست دہندگان ۷۵/ ۴۹ طلبہ منتخب ہوئے، ۲۳ ممتاز رہے۔

۱	درجہ	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۲	عربی دوم	۷۵	۴۹	۲۳

مسابقات نحو عربی سوم

عربی سوم میں درخواست دہندگان ۵۷/ ۳۱ طلبہ منتخب ہوئے، ۲۱ ممتاز رہے۔

نمبر	درجہ	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۱	عربی سوم	۵۷	۳۱	۲۱

مسابقات نحو عربی چہارم

عربی چہارم میں درخواست دہندگان ۸۳/ ۵۲ طلبہ منتخب ہوئے، ۲۸ ممتاز رہے۔

نمبر	درجہ	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز

۱	عربی چہارم	۸۴	۵۴	۲۸

انجمن اصلاح الکلا

نمبر	درجات	انتخاب اول	انتخاب ثانی	ممتاز
۱	فارسی، عربی اول	۹۱	۱۴	۳
۲	عربی دوم، سوم	۷۴	۱۱	۳
۳	عربی چہارم، پنجم	۴۱	۱۲	۳
۴	عربی ششم، ہفتم	۱۷	۱۰	۳

النادي العربي

امسال انتخاب اول میں ۲۰۶ رطلبہ اور ثانی میں ۸۶ ر اور فائزین ۲۸ ر طلبہ رہے۔ فریضہ حکم کی انجام وہی کے لیے مولانا نشاط صاحب اشاعتی (مرکز انوا)، مولانا یوسف صاحب ندوی (مرکز بدنا پور)، مولانا فاروق صاحب اشاعتی (مرکز کنج کھیڑا) اور ابتدائی درجہ کے فروعات میں جامعہ کے موقر اساتذہ کرام کو مدعو و منتخب کیا گیا۔

نمبر	درجات	انتخاب اول	انتخاب ثانی	ممتاز
۱	عربی اول	۱۰۱	۴۰	۱۴
۲	عربی دوم	۳۰	۱۲	۳
۳	عربی سوم	۳۵	۱۳	۴
۴	عربی چہارم	۲۰	۱۱	۳
	پنجم	۲۰	۱۰	۴

مساجلۃ الشعریہ

اس میں درجۂ عربی پنجم کے طلبہ حصہ لیتے ہیں؛ جو دو جماعتوں پر مشتمل ہوتے ہیں، جیسا کہ نیچے دیے گئے ناموں سے ظاہر ہے، اس میں دوسری جماعت نے ۶ ر نمبر سے کامیابی حاصل کی، دونوں جماعتوں کے درمیان تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مقابلہ چلا اور مقابلہ ابھی شباب ہی پر تھا کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے اسے روک دیا گیا، جس سے معلوم ہوتا ہے، دونوں طرف کے ہر ساہم نے پوری تیاری کی تھی۔

نمبر	درجات	تعداد طلبہ	نمبرات
۱	ابناء حسان بن ثابت	۴۸	۱۵۱۸
۲	ابناء کعب بن مالک (فائز)	۴۴	۱۵۲۴
	فائز	ابناء کعب بن مالک	

مسابقات حفظ حدیث

اس فرع میں بھی ایک بڑی تعداد نے حصہ لیا، انتخاب اول میں ۵۷ ر طلبہ اور ثانی میں ۱۱۸ ر اور ثالث میں ۳۷ ر طلبہ منتخب وممتاز ہوئے۔

نمبر	درجات	درخواست دہندگان	منتخب	ممتاز
۱	عربی ہفتم	۴۴	۱۸	۵
۲	عربی ششم	۳۱	۲۶	۱۰

۳	عربی پنجم	۴۷	۳۵	۱۱
۴	عربی چہارم	۴۳	۳۹	۱۱

انگریزی

نمبر	درجات	منتخب	ممتاز
۱	فرع انگریزی	۱۵	۱۲

مسابقۃ القرآن الکریم مابین حفاظ جامعہ

امسال اس مسابقہ میں ۹۶ ۴ر طلبہ نے شرکت کی جن کو ۸ ۳ر فروعات میں تقسیم کیا گیا اور ان کے درمیان گذشتہ شمارے کی تفصیل کے مطابق چھ مسابقات کرائے گئے۔

اس مسابقہ کے بعد جیدٌ جداً کا مسابقہ ہوا جس میں وہ بچے شریک ہوئے جن کے نمبرات ۹۰ رفیصد سے زائد رہے۔ الحمد للہ امسال ۱۷۸ رطلبہ جید جد میں شریک رہے۔

مراکز جامعہ کے مابین مسابقات

ان تمام مسابقات کے خاطر خواہ فائدے کو دیکھتے ہوئے، مراکز جامعہ کے مابین بھی ان مسابقات کا انعقاد گذشتہ تین سال سے عمل میں آیا ہے؛ جس کی صورت یہ ہے کہ اولاً ہر مرکز میں ان کے طلبہ کے مابین مسابقات ہوتے ہیں اور ان میں ممتاز طلبا اپنے علاقے سے قریب کسی ایک مرکز میں جمع ہوتے ہیں، جہاں ان کے مابین مسابقہ ہوتا ہے ،اور اس مسابقہ میں جو طلبہ ممتاز ہوتے ہیں ان تمام طلبہ کو مراکز جامعہ کی کسی ایک مرکزی مرکز میں جمع کیا جاتا ہے، جہاں ان تمام مراکز کے طلبہ کے درمیان اساتذہ جامعہ کی حکمیت میں مسابقہ ہوتا ہے، امسال یہ مسابقہ جامعہ کی قدیم ترین ومشہور ترین شاخ ''جامعہ عمر بن خطاب ؓ کنج کھیڑا'' میں ہوا۔

امسال ان مراکز کے مابین جید جدا کے مسابقہ کے نتائج اس طرح رہے:

کل شریک مدارس ۱۷ رکل شریک حفاظ کرام ۱۲۷ رکل فروعات ۱۲ ر۔

نحو صرف کے نتائج : کل شریک مدارس ۱۰ رشریک طلبہ ۳۸۔

حدیث کے نتائج : کل شریک مدارس ۲ رشریک طلبہ ۱۷۔

۞.../...۞

رئیس جامعہ کا پیغام

الحمد للہ! مجھے بے حد خوشی ومسرت محسوس ہورہی ہے کہ، میں جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا نندربار مہاراشٹر جیسی عظیم الشان دینی درس گاہ کی ۳۵ رواں سالانہ رپورٹ پیش کررہا ہوں۔ اس دینی وتربیتی دانش گاہ کی

بنیاد ۱۹۸۰ء میں ایک ننھے منے پودے کی شکل میں ڈالی گئی، جو آج تناور درخت کی شکل میں برگ و بار لا رہا ہے۔

اس درس گاہ نے تعلیم کے مختلف النوع میدانوں میں حیرت انگیز رول ادا کیا ہے۔طبی امداد،طبی تعلیم ،صحتِ عامہ کی حفاظت اور سماجی ریلیف سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے،اس طرح ہم صرف ۳۵؍سال کی مختصر مدت میں اپنے مقصد کو پالے نے میں کامیاب دکھائی دے رہے ہیں۔کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ وہی ادارہ ہے جس کی گود میں ابتدائے قیام میں صرف ۶؍طلبہ داخلِ تربیت تھے اور آج 156044 طلبہ پورے اطمینان وسکون سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ 13335 طلبہ تو صرف جامعہ کے احاطہ میں موجود ہیں، اور117225 طلبہ جامعہ کے 2673 مکاتب میں زیرِ تعلیم ہیں۔جامعہ کے ماتحت چلنے والی 192 اقامتی درس گاہیں ہیں، جن میں 28539 طلبہ زیرِ تعلیم ہیں۔اس میں شک نہیں کہ آپ نے بھی جامعہ کا نام اور جامعہ کی شہرت ضرور سنی ہوگی۔ظاہری بات ہے کہ کسی بھی ادارے کی ترقیات میں سب سے زیادہ دخل معاشی پختگی اور اقتصادی استحکام کا ہوتا ہے،اس میں ہمارے معاونین ومخلصین ہی کا زیادہ ہاتھ ہے،جنہوں نے دامے درمے، قدمے سخنے اس ادارہ کو اتنی عظیم الشان ترقی سے ہم کنار کیا۔ہم مالیاتی فنڈ کی فراہمی کے بعد ان کے استعمال کے صحیح مصارف کی ایک خاص فکر رکھتے ہیں،جس کی مال فراہم کرنے والوں کو خاص فکر رہتی ہے۔ہماری مثبت ترقیاتی سرگرمیوں کی رپورٹ انشاء اللہ یہاں درج کی جائے گی۔اسی سال ہم نے عصری تعلیم کے میدان میں ایم بی بی ایس کالج کا بھی افتتاح کیا ہے۔ہماری کوشش رہتی ہے کہ قوم کے بچے پوری امانت ودیانت کے ساتھ اپنے متعینہ مقاصد میں مثبت ترقی کی شاہ راہِ عمل پر گام زن رہیں۔

جامعہ پوری دیانت داری کے ساتھ ان کی متعلقہ ضروریات کی سنجیدگی کے ساتھ کفالت کرنے میں، سرکاری وغیر سرکاری شہرت بھی حاصل کر چکا ہے، جو بالخصوص تعلیم وطبی میدان میں اور سماجی خدمات کے پہلو سے مسلسل جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے عزم مصمم کا اسپ تازی ہمیشہ تازہ دم رہے،اور قوم وملت کی خدمت کا جذبہ وافر دمِ واپسیں تک موجود رہے۔

(مولانا) غلام محمد وستانوی

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا تاسیس، خدمات اور منصوبے

''جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا،نندربار،مہاراشٹر'' کا قیام اس وقت عمل میں آیا جب حضرت مولانا غلام محمد وستانوی زید مجدہٗ ۱۹۸۰ء میں ایک مقدس تبلیغی سفر کے ارادے سے،ست پڑا کے علاقے میں آباد مسلم بستی کا علمی وعملی جائزہ لینے کے لیے آئے ،تو یہاں کی بدعات ورسومات اور جہالت وکم علمی کی تہہ بہ تہہ تاریکیوں کو چھانٹنے کے لیے ایک مدرسے کے قیام کا قطعی فیصلہ کر ہی لیا۔

کہاں ست پڑا علاقے کی سنگلاخ اور پتھریلی زمین اور کہاں دلوں کو موم بنانے کے لیے مجنونانہ اور

مجاہدانہ عزم،!؟ لیکن مولانا نے سوچ لیا کہ اب تو بارِ غم اٹھالیا، جو ہو سو ہو، اور ایک نئے طرز و اسلوب سے خدا کے بندوں کو خدا کے دین کی رسی مضبوطی سے تھامنے کی پیہم دعوت دینا ہے۔ بقول شاعر:

نہ پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے　　　ہم طرزِ جنوں اور ہی ایجاد کریں گے

الغرض ۱۹۸۰ء میں اکل کوا کی سرزمین پر جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم کا قیام عمل میں آگیا۔ عزم تھا کہ دیہی اور پس ماندہ علاقوں کے مسلمان بچوں کی ابتدائی بنیادی تعلیم دے کر ان کا اسلامی عقیدہ پختہ کر دیا جائے، تا کہ وہ خود اپنے ہی علاقے میں واپس جا کر اپنے ہی پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے نونہالوں کو دین کی کلیدی تعلیم سے آراستہ کریں۔ نورانی قاعدہ، قرآن کی صحت و تجوید کے ساتھ تلاوت، ایمانی کلمے، مختصر مگر جامع احادیث، بنیادی نماز روزے سے متعلق مسائل اور زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے آگاہ کر کے، انہیں اپنے وطن واپس لوٹانے میں جامعہ کامیاب رہا۔ ابھی جامعہ کی کل عمر ۳۰ رسال سے قدرے متجاوز ہوگی، اس دوران جامعہ کی حیرت انگیز کامیابی صرف خداوند قدوس کی غیبی مدد اور معاونین و مخلصین کی غیبی توجہ کا نتیجہ ہے ۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جامعہ کے عزائم، مقاصد، اہداف ہر گرمیاں

عزائم (Vision): اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا دنیا اور آخرت میں حاصل کرنے کے لیے، ایسا اسلامی تعلیمی نظام قائم کرنا کہ جس کے امتیازی نتائج اسلامی طرزِ زندگی میں اس منہج پر حاصل کرنا جس کی تکمیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عملی زندگی میں کر کے دیکھائی ہے۔

مقاصد (Mission): جامعہ ایک ایسا مثالی، عالمی ادارہ ہو، جو خالص اسلامی طرز پر اسلامی علوم قرآن، حدیث، فقہ اسلامی، اور اصول فقہ اسلامی وغیرہ کی ترقی، اسلامی اور سماجی ترقی، اسلامی نظریاتی بنیادوں اور صحیح عقائد کے ساتھ قیادت کرے، جس سے انسانی خدمت اور سماجی ترقی اسلامی بنیادوں پر بالکل ابتداء سے اس طور پر کرے کہ جس سے مسلم امت، عالم گیر امت بن سکے۔

اغراض واہداف (Aims and Objectives): (۱) مسلم نوجوانوں کی اس طرح رہنمائی کرنا کہ، وہ روحانی اور جسمانی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بالکل عمل پیرا ہوں اور ان نوجوانوں کو ایک ایسا (Platform) میدان عمل مہیا کرنا کہ، جس میں صحیح طور پر اپنا تشخص باقی رکھ سکیں۔ (۲) مسلمان نوجوانوں کو اس طور پر تعلیمی اعتبار سے مسلح کرنا کہ، وہ مکمل طور پر ترقی کر سکیں اور عصر حاضر کی مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔ (۳) ان نوجوانوں کو ایسا ماحول فراہم کرنا کہ، جس میں وہ سماج اور ملک کی تعمیر و ترقی میں مثبت کردار ادا کر سکیں۔ (۴) ایسے بامعانی تبادلہ خیال اور تعلقات دوسرے مسلم اداروں اور تنظیموں کے ساتھ

قائم کرنا،جس کی مدد سے ان کے ساتھ مل کر کام کرنے میں سہولت بہم پہنچے۔(۵)قرآن وحدیث کو عام کرنے کے لیے ضروری اور اہم اقدامات کرنا کہ،جس سے سماج میں نیکی کو عام اور منکرات کو روکا جاسکے۔(۶) انسانی تعمیر وترقی کے اسلامی پیرائے میں بامعانی کوشش کرنا کہ،جس سے نوجوانوں کا دماغ عالم گیر اور وسیع اوران کی سوچ ضرورت اور حالات کے مطابق ہو کہ،جس سے دنیا کی تعمیر نو ہوسکے۔(۷)صحت اور حفظانِ صحت کے لیے مختلف قسم کے کیمپ کا انعقاد اوراس کے لیے رقوم مہیا کرنا اور انگریزی دواؤں کے ساتھ ساتھ دوسری متبادل دواؤں کا انتظام کرنا؛ تاکہ نئی پیش آنے والی بیماروں کا علاج کیا جاسکے۔(۸)دوسری رجسٹرڈ تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرنا،تاکہ اپنے ان اہم مقاصد کو حاصل کیا جاسکے۔

تعلیمی سرگرمیاں (Educational Activities)

شعبۂ دینیات

طلبہ	4288
اساتذہ	80
فارغین (ہرسال)	2500

شعبۂ تحفیظ القرآن

طلبہ	3022
اساتذہ	121
فارغین	7101

نوٹ: داخلہ ۷رشوال سے شروع ہوتا ہے۔

شعبۂ عالمیت

طلبہ	2294
اساتذہ	76
فارغین	3797

شعبۂ تجوید وقرأت

طلبہ	جمیع طلبہ جامعہ
اساتذہ	23
فارغین	2562

شعبۂ افتاء

طلبہ	11
اساتذہ	04
فارغین	80

رہائشی مراکز (برائے طلبہ)

مراکز	70

رہائشی مراکز (برائے طالبات)

مراکز	22

اسکول	60	طالبات	8625
طلبہ	18816	اساتذہ	331
اساتذہ	1075	فارغین (مومنہ کورس)	6953
فارغین (حفاظ)	10274		

مکاتب — تخصص فی اللغۃ العربیۃ

مکاتب کی مجموعی تعداد	2561	ابتدا	2014/1435h
طلبہ	115245	طلبہ	14
اساتذہ	2561	اساتذہ	02
فارغین	176595	فارغین	14

لائبریری

کتب خانہ کی حیثیت خواہ مدارس ہوں یا کالجز ہر ایک کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہے، تعلیمی لیاقت اور صلاحیت کو نکھارنے اور بنانے کے لیے، کتب خانہ غذا کی حیثیت رکھتا ہے، جہاں کتب خانہ جتنا معیاری ہوگا وہاں طلبہ اور اساتذہ کے معیار میں اتنی ہی عمدگی اور نکھار آئے گا، انہیں تمام وجوہات کی بنا پر جامعہ نے کتب خانہ کا بڑا ہی وسیع نظام قائم کر رکھا ہے، جسمیں اکثر فنون کی ضروری کتابوں کے ساتھ نادر اور اہم کتابوں کو جمع کیا گیا ہے، تا کہ کسی بھی موضوع پر کثیر عمدہ اور صحیح مواد مل سکے، فی الحال جامعہ کے کتب خانہ میں ۱۴۰۰۰۰ سے زائد کتابیں موجود ہیں۔

عصری شعبہ جات

انڈسٹریل ٹریننگ سینٹر جامعہ و برانچ (آئی ٹی آئی):

کورسیز	7
طلبہ	353+361=714
اساتذہ	27+25=52
فارغین	3475

داخلہ صوبہ مہاراشٹر کے SSC امتحان کے بعد شروع ہوتا ہے۔

جامعہ نے اس کے علاوہ ۴ رمقامات پر ITI قائم کیے ہیں:

(۱)......مولانا ابوالکلام آزاد، آئی ٹی آئی، احمد نگر مہاراشٹر۔

(۲)......وسئی والا آئی ٹی آئی، بھاؤنگر گجرات۔

(۳)......حضرت مولانا قاری صدیق صاحب باندوی آئی ٹی آئی، منجلے گاؤں، بیڑ۔

(۴)......ڈاکٹر ذاکر حسین آئی ٹی آئی، انوا، مہاراشٹر۔

جامعہ پولی ٹیکنک کالج اکل کوا

طلبہ	637
اساتذہ	83
فارغین	1246

جامعہ انجینئرنگ انسٹیوٹ

طلبہ	349
اساتذہ	89
فارغین	40

(اے-جی) احمد غریب والفضلانی یونانی میڈیکل کالج:

طلبہ	160+33=193
اساتذہ	44
فارغین	531

نوٹ: (۱)......داخلہ صوبہ مہاراشٹر کے HSC نتائج کے بعد شروع ہوتا ہے۔

(۲)......علاوہ ازیں جامعہ نے الفضلانی یونانی میڈیکل کالج، کنج کھیڑا، اورنگ آباد میں شروع کیا ہے۔

ڈپلوما فارمیسی کالج

طلبہ	180
اساتذہ	16
فارغین	536

ڈگری اینڈ ماسٹر فارمیسی کالج

طلبہ	215+8=223
اساتذہ	32+4=36
فارغین	169+34=203

نوٹ: داخلے صوبہ مہاراشٹر کے HSC نتائج کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

اسکول (پرائمری تا جونیئر کالج) اردو، انگلش میڈیم   ڈی ایڈ اینڈ بی ایڈ کالج (اردو،

مراٹھی)

طلبہ	1247	طلبہ	144
اساتذہ	51	اساتذہ	20
فارغین	2499	فارغین	1681

نوٹ: جونیر کالج کے داخلے صوبہ مہاراشٹر کے SSC نتائج کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

☆شعبوں میں داخلے اور ضروری کاغذات کے متعلق، متعلقہ شعبوں کے ذمہ داران سے رابطہ قائم کریں۔

ہماری ویب سائٹس:

www.jamiaakkalkuwa.com   www.jimsrjaina.com

www.jiemsakk.com

سماجی سرگرمیاں

السلام ہاسپٹل:

جامعہ اکل کوا کے طلبہ و اکل کوا تعلقہ کے عوام کے لیے "السلام ہاسپٹل" ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایکسرے، ای سی جی، لیباریٹری، نیو بولائزر (Nabuliser) اور لمبر ٹریکش (LUMBER TRACTION) جیسی بے شمار سہولیات سے بھرپور السلام ہاسپٹل قوم وملت کے پریشان حال افراد کی پریشانیوں کا محسوس مداوا ہے۔

جامعہ کا یہ ہاسپٹل تقریباً ۱۲ر سال سے قوم وملت کے مریضوں کو امداد پہنچا رہا ہے، جس میں موجودہ تاریخ میں یومیہ OPD ۲۸۵ر اور IPD ۷۸ر مریض ہوتے ہیں۔ ایمرجنسی صورت حال میں ہاسپٹل کی ایمبولینس تیار رہتی ہے جو ریفرڈ ڈاکٹر یا ہاسپٹل تک مریضوں کو پہنچانے میں بہترین مدد دیتی ہے۔

میڈیکل کیمپ:

عوامی طبی فوائد کے پیش نظر جامعہ سال میں ۲-۳ر بار ضرور میڈیکل کیمپ کے انعقاد کا مفید اہتمام کرتا ہے۔ جس کے لیے ماہر تجربہ کار ماہرین ڈاکٹروں کی ٹیم مختلف امراض کے لیے مدعو کی جاتی ہے، اسی لیے اکل کوا اور اطراف واکناف کے علاوہ دور افتادہ علاقے کے مریض بھی کیمپ سے استفادہ کرتے ہیں۔ کیوں کہ کیمپ میں طبی سہولیات، دوائیں، متعدد قسم کے ٹیسٹ اور ڈاکٹر فیس ساری چیزیں مفت فراہم کی جاتی ہیں، جسے جامعہ

اکل کوا برداشت کرتا ہے۔

کچھ دیگر طبی منصوبے اور پروگرام:

جامعہ نے السلام ہاسپیٹل، موبائل کلنک اور طبی کیمپ کے علاوہ ملک کے مختلف حساس علاقوں میں طبی امداد بہم پہونچانے کی غرض سے عوام کی سہولیات اور فلاح و بہبود کی خاطر دیگر طبی پروگرام بھی شروع کیا ہے، چناں چہ جامعہ کے نگرانی میں آج کی تاریخ تک ۲۷/ ہاسپیٹل پوری آب و تاب کے ساتھ مفت علاج کی راہ پر چل رہے ہیں۔ اور علاج و دوائیں مفت دینے کے ساتھ دوسرے اسپتالوں میں ان کو ایڈمٹ کرا کے پوری امداد بہم پہونچائی جائے، اسکا بھی مکمل و منظم نظام ہے۔

بورویل:

جامعہ اکل کوا نے ملک اور صوبہ مہاراشٹر کے مختلف حصوں میں بورویل کا انتظام و اہتمام کیا ہے۔ اب تک ۳۱۳۳/ بورویل سے مخلوقِ خدا فیض یاب ہورہی ہے۔ جہاں پانی کی زیادہ قلت ہے، وہاں جامعہ نے بورویل کے اہتمام و انصرام میں توجہ زیادہ مبذول کی ہے۔

خدمتِ بیوگان:

جامعہ اکل کوا کے ''خدمت بیوگان فنڈ'' میں اس وقت ۵۳۸/ سے زائد بیوہ خواتین کے نام درج ہیں۔ جامعہ ان تمام بیوہ خواتین کی ماہانہ رقوم سے مدد کرتا ہے، کسی معتبر و معتمد شخص کی معرفت یا منی آرڈر یا کسی سرپرست کے ذریعہ تعاون کی رقم ہر ماہ بیوہ خاتون کو بھیج دی جاتی ہے، البتہ رمضان میں سحر و افطار کے اہتمام کے لیے بیوہ خواتین اور غریبوں کی اس فنڈ سے مزید مدد کی جاتی ہے۔

عبادت خانے:

جامعہ اکل کوا ایسے مکانات کی تعمیر میں بھی دلچسپی لیتا ہے جو بیک وقت دو کام انجام دینے کے لیے استعمال ہوسکیں، وقتِ عبادت اسے عبادت خانے کے طور پر استعمال کیا جائے، اور پھر اس میں رہائشی ضروریات کی تکمیل بھی ہوسکے۔ اب تک جامعہ اس طرح کے ۵۱۰۳/ مکانات/ عبادت خانے تعمیر کر چکا ہے۔

امسال جامعہ کی اس منصوبہ کے تحت یہ کامیابی رہی ہے کہ ۲۵۰/ عبادت خانے رہائشی طرز کے تعمیر کرائے جاچکے ہیں۔

افطار و سحر کا اہتمام:

''جامعہ'' رمضان المبارک کے مہینے میں اس بات کا خصوصی اہتمام کرتا ہے کہ مختلف پس ماندہ علاقوں اور شہروں کے دبے کچلے، غریب نادار، ضرورت مند، کمزور و ناتواں، بیکس، بدحال اور رختہ افراد و اشخاص کو رمضان میں افطار و سحر کے لیے مالی تعاون فراہم کرے، تاکہ یہ لوگ رمضان کی برکتوں سے اور بہاروں سے پوری طرح فیض یاب ہوسکیں، کبھی کبھی مل کر اکثر غلہ جات، کپڑے، میوے، کھجوریں، اور دوسری ضروری اشیاء افطار و سحور

کے لیے مہیا کرائی جاتی ہیں۔

عیدالاضحیٰ میں قربانی:

جامعہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اس بات کا شدت سے اہتمام کرتا ہے کہ، ایسی خوشی کی گھڑی جس میں ۳ ریوم تک خالقِ ارض وسما کی طرف سے ضیافت کا عام اعلان ہے، مسلمانانِ شہر و دیہات اپنی خوشی کا بھرپور اظہار کر سکیں۔ جگہ جگہ ضرورت مندوں کی ضیافتِ رب سے مستفیض ہونے کی غرض سے قربانیوں کا اہتمام جامعہ کی دلچسپیوں میں شامل رہا ہے، تاکہ ہر غریب اور اس کے بچے قربانی کے گوشت سے اپنی خوشی دوبالا کر سکیں اور اسلامی تہوار سے کما حقہ محظوظ ہو سکیں۔

اسکالرشپ:

جامعہ اکل کوا طلبہ کے پیشہ ورانہ کورسز کی تکمیل کے لیے اسکالرشپ اور وظیفے بھی مہیا کرتا ہے، تاکہ وہ اپنی ضروری فیس لازمی کتابیں اور وسائلِ تعلیم خرید کر تعلیم میں یکسوئی سے ترقی کر سکیں۔ ضروری کاغذات کی فراہمی اسکالرشپ کے اجرا کے لیے ضروری سمجھی جاتی ہے اور اسکالرشپ کے لیے طالب علم کی پیشہ ورانہ تعلیم کا فی الوقت جاری رہنا بھی ایک امرِ لازم ہے۔

تعلیمی شعبہ جات کی کارکردگی بہ یک نظر

شعبہ جات	سن تاسیس	موجودہ تعداد	امسال فارغ ہونے والوں کی تعداد	فارغ شدہ ۲۰۱۵ تک
شعبۂ دینیات	1979	4288	939	11911
شعبۂ حفظ	1983	3022	413	7101
شعبۂ عالمیت	1982	2227	234	3737
شعبۂ افتاء	2008	011	011	80
دعوہ انگلش کورس	2012	19	005	011
شعبۂ مکاتب	1981	115245	25595	175595
جامعہ کی شاخیں (ناظرہ، حفظ، عالمیت)	1992	27441	1932+1077+30=3039	50413
آئی ٹی آئی مع برانچ	1993	595	344	3475
احمد غریب یونانی میڈیکل کالج	1995	150	102	531
جامعہ پالی ٹیکنیک کالج	2001	537	122	1245
علی الانہ ڈی فارمیسی کالج	2003	120	24	535
علی الانہ ڈگری فارمیسی کالج	2005	215	54	159
علی الانہ فارمیسی کالج (پی ایچ۔ ڈی)	2011	007	07	7
ایم فارمیسی	2011	008	09	34

پرائمری اسکول (اردو میڈیم)	1998	223	57	520
ہائی اسکول اور جونیئر کالج	1997	572	191	1845
بی ایڈ کالج	2004	100	95	751
ڈی ایڈ کالج (مراٹھی، اردو میڈیم)	2003	44	42	350
انجینئرنگ کالج	2010	349	40	40
پرائمری اسکول (انگلش میڈیم)	2004	352	34	34
ایم بی بی ایس	2013	199	2017 میں پہلی جماعت فارغ ہوگی	000
تعداد	☆	155030	31355	259551

دیگر تعلیمی کورسیز

آفس آٹومشین کورس:

جامعہ کے طلبہ کے لیے کمپیوٹر کورس بھی شروع کیا گیا ہے، جس میں 1100 / طلبہ شامل ہیں۔ یہ طلبا اپنی لیاقت سے کمپیوٹر بہت جلد سیکھ لیتے ہیں اور کمپیوٹر آپریٹر بن کر کمپوزنگ وغیرہ کی خدمت انجام دیتے ہیں اور بعض کو پروگرام سازی میں بھی مہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

ٹیلرنگ کورس:

جامعہ نے ٹیلرنگ کورس بھی جاری کر رکھا ہے، جس میں طلبہ سلائی، کٹنگ اور فنیشنگ وغیرہ کا کام اچھی طرح سیکھ لیتے ہیں۔اس کورس سے طلبہ کو ذاتی معیشت پختہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔یہ کورس جامعہ کے طلبہ کے لیے ہے جو فارغ ہو کر اپنے گھر پر بھی معمولی پیسہ خرچ کر کے دوکان کھول سکتے ہیں، جو کسب معاش کے لیے آسان ذریعہ ہے۔

جلد سازی کورس:

جامعہ کے جلد سازی کورس میں تمام ضروری آلات اور مشین مہیا کرا دی گئی ہیں، جن سے کورس میں داخل طلبہ بآسانی جامعہ کے کتب خانے کی کتابیں، آفس کی کتابیں، طلبہ کی لائبریری اور دارالافتاء کے شعبے کی کتابیں جلد سازی کے کورس کے ذریعہ قابل مطالعہ اور مضبوط بنا کر ٹرینڈ ہو جاتے ہیں۔

آپٹیکل کورس:

چشمہ سازی کا کورس بنام ''جامعہ آپٹیکل کورس'' بھی جامعہ کی زیر نگرانی ترقی کی راہ پر کئی سال سے چل رہا ہے۔اس کورس کی تکمیل کے بعد طالب علم خود کفیل ہونے میں کسی کا محتاج نہیں رہتا۔طلبہ کو آنکھ کا نمبر چیک

کرنے کا طریقہ، گلاس کے اقسام، کاٹنے کا طریقہ، اور انہیں فریموں میں بحسن وخوبی فٹ کرنا اچھی طرح سکھا دیا جاتا ہے۔ جامعہ نے ضروری آلات، مشینیں اور خام مال کا خود انتظام کر رکھا ہے، جس سے طلبہ کو کورس سے مستفید ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اینڈ اسٹڈی سینٹر:

جامعہ کے طلبہ کو بیچلر ڈگری فراہم کرنے کے اہم ترین مقصد کے پیش نظر جامعہ نے "ڈسٹینس لرننگ ایجوکیشن" کا نظام بنایا۔ جامعہ کے طلبہ عالمیت وفضیلت اور حفظ قرآن کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اس کورس سے بھی دلچسپی لے سکتے ہیں۔ ایک معتد بہ تعداد جامعہ کے طلبہ کی ایسی ہے جس نے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدرآباد سے "بی۔اے" کی ڈگری حاصل کی ہے۔ بی اے کی ڈگری کی تحصیل کے بعد طالب علم بی ایڈ ماسٹر ڈگری کورس بھی کر سکتا ہے۔

رسالے (Magazines)

ماہنامہ "بیان مصطفی" (گجراتی)

جامعہ اکل کوا اپنے دینی ومذہبی اور سیاسی وسماجی مفید ترین مقاصد کو پوری دنیا کے افراد تک پہنچانے کے لیے، جہاں افراد سازی کی مہم مدارس، روانی کے ساتھ آگے بڑھاتا جا رہا ہے، ٹھیک اسی طرح نقوش تحریر کی شکل میں اپنا پیغام انمٹ بنانے اور لوگوں کو دنیا وآخرت میں مفید تر شخصیت میں اجاگر کرنے کے لیے کتابوں، رسالوں، میگزینوں اور مختلف النوع لٹریچر کی شکل میں اپنی مہم کو تیز تر کئے ہوئے ہے۔ سب سے پہلے جامعہ نے گجراتی زبان میں ایک ماہنامہ "بیان مصطفی" کے نام سے نہایت محدود شکل میں نکالا تھا، جس کا دائرہ کار اور دائرہ اثر اب بڑھ کر اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ ہر ماہ بیان مصطفی 12000 کی تعداد میں چھپ کر قوم وملت کے پیاسے افراد کی علمی وعملی تشنگی دور کر رہا ہے۔ اس رسالہ کی ابتدا ۱۹۹۳ء میں ۱۸/ دسمبر سے ہوئی اور آج اس کی تعداد بڑھ کر 12000 ہو چکی ہے۔

سہ ماہی مجلہ "النور" (عربی):

جامعہ اکل کوا نے قرآن کریم کی عربی زبان کی اہمیت وافادیت اور اشد ضرورت کے تحت ۱۹۹۵ء میں سہ ماہی مجلہ "النور" عربی کا آغاز کیا، جو تادم تحریر پوری رونق وجلوہ سامانی کے ساتھ اپنی کرنیں عجم وعرب تک بکھیر رہا ہے۔

ماہانہ مجلہ ''شاہراہِ علم'' (اردو):

جامعہ اکل کوا نے دینی ومذہبی اور سیاسی وسماجی مفید ترین مقاصد کو پوری دنیا کے افراد تک پہونچانے کے لیے، ۱۱ر سال قبل ''شاہراہ علم'' کے نام سے سہ ماہی مجلہ شروع کیا تھا اور بحمد اللہ وہ گذشتہ تین سالوں سے ماہانہ ہو چکا ہے، اور عوام وعلما میں مقبولیت کے ہاتھوں لیا جا رہا ہے جس کی موجودہ تعداد 6000 کاپی ہے۔

سہ ماہی ''THE LIGHT'' (انگلش)

جامعہ نے تبلیغ دین کا فریضہ انگلش داں طبقے میں انجام دینے کے لیے امسال سے سہ ماہی ''THE LIGHT'' (انگلش) کا بھی آغاز کیا ہے۔

ایم۔بی۔بی۔ایس کالج اور النور چیریٹبل ہسپتال

الحمد للہ سال ۲۰۱۳ء میں جامعہ کی دیرینہ خواہش اور انتھک کوشش کا ثمرۂ شیریں میڈیکل کالج کی صورت میں برآور ہوا، جہاں جامعہ نے امت کے نوجوانوں کو دین کی سلامتی کے ساتھ دنیا میں سرخروئی اور امت کی ضرورت کے لیے دیگر کالجز کا آغاز کیا، وہیں اسکی تمنا تھی کہ وہ امت کو انسانی درد رکھنے والا خدا کو پہچاننے والا، اسکی پکڑ کا خوف رکھنے والا ڈاکٹر عطا کرے، باری تعالی نے اپنے فضل سے اسے بھی پورا فرمایا اور سال گذشتہ گورنمنٹ میڈیکل کونسل آف انڈیا نئی دہلی کی طرف سے سو طلبہ کے ایم۔بی۔بی۔ایس کالج کی پرمیشن ملی، اور بحمد اللہ صد فیصد داخلہ بھی ہوا اور انکا پہلا تعلیمی سال بحسن خوبی تمام ہوا اور سالِ آئندہ کا داخلہ جاری ہے۔ اور کالج کے ساتھ ساتھ ۳۰۰ر بیڈ کا نور ہاسپٹل بھی قائم کیا، جو جدید آلاتِ معالجہ اور الگ الگ شعبے کے ماہرین کوالی فائیڈ، تجربہ کار ڈاکٹرز کی ٹیم سے لیس ہے۔ یہ کالج بدنا پور ضلع اورنگ آباد میں ہے، قرب وجوار سے بڑی تعداد میں مریضوں کا تانتا لگا رہتا ہے، اور اہم علاج کے لیے دور دراز سے بھی لوگ رخ کرتے ہیں۔ فی الحال یومیہ OPD میں ۶۰۰ اور IPD میں ۲۳۰ مریض فائدہ اٹھا رہے ہیں، اسی طریقے سے روزانہ ۳۰ سے ۴۰ آپریشن بھی ہوتا ہے۔

مطبخ

جامعہ کا مطبخ نہایت فعال پوزیشن کے ساتھ 12800 طلبہ کو صبح کا چائے ناشتہ دوپہر اور شام کا کھانا، موسم کے لحاظ سے پیش کرتا ہے، جامعہ کے دینی وعصری دونوں طرح کے طلبہ اسی مطبخ سے مستفید ہوتے ہیں۔ ایک جگہ بیٹھ کر مختلف نشستوں میں کھانا کھلانے کا، جامعہ کا نظام قابل دید وقابل رشک ہونے کے ساتھ ضرب المثل بھی ہے۔

مطبخ میں استعمال ہونے والی اشیاء کی تفصیل حسب ذیل ہے

شمار	اسمائے اشیاء	یومیہ اشیاء کی تعداد	قیمت فی کلو یومیہ	کل قیمت یومیہ

۱	چاول	۲۰/کوئنٹل	۳۴/روپے	۶۸/ہزار روپے
۲	گیہوں	۱۵/کوئنٹل	۱۸/روپے	۲۷/ہزار روپے
۳	کھانے کا تیل	۲۵/ڈبے	۱۲۰۰/روپے	۳۰۰۰۰/روپے
۴	شکر	۲/کوئنٹل	۳۴/روپے	۶۸۰۰۰/روپے
۵	دودھ	۳۶۰/لیٹر	۴۰/روپے	۱۴۴۰۰/روپے
۶	چائے پتی	۱۵/کلو	۲۵۰/روپے	۳۷۵۰/روپے
۷	بسکٹ	۶۰۰/پیکٹ	۱۲/روپے	۷۲۰۰/روپے
۸	دھنیا	۲۵/کلو	۱۱۵/روپے	۲۸۷۵/روپے
۹	مرچ پاؤڈر	۲۵/کلو	۱۰۰/روپے	۲۵۰۰/روپے
۱۰	زیرہ	۱۵/کلو	۱۴۵/روپے	۲۱۷۵/روپے
۱۱	ہلدی	۱۵/کلو	۱۱۰/روپے	۱۶۵۰/روپے
۱۲	گرم مسالہ	۲/کلو	۵۵۰۰/روپے	۱۱۰۰۰/روپے
۱۳	آلو	۲۰۰/کلو	۱۵/روپے	۳۰۰۰/روپے
۱۴	پیاز	۲۰۰/کلو	۱۰/روپے	۲۰۰۰/روپے
۱۵	ہرا مسالہ	۲۵/کلو	۱۲۰/روپے	۳۰۰۰/روپے
۱۶	لکڑی	۲۰۰۰/کلو	۲_۵۰/روپے	۴۸۰۰/روپے
۱۷	گوشت	۹/کوئنٹل	۷۰/روپے	۶۳۰۰۰/روپے
۱۸	سبزی	۱۰/کوئنٹل	۲۵/روپے	۲۵۰۰۰/روپے
۱۹	گیس (کمرشیل)	۲۰/بوتل	۱۰۳۰/روپے	۲۰۶۰۰/روپے
۲۰	تور دال	۴۵۰/کلو	۶۰/روپے	۲۷۰۰۰/روپے
۲۱	مکس دال	۱۰۰/کیلو	۳۱۰	۳۱۰۰۰/روپے
۲۲	نمک	۱۰۰/کلو	۱۵/روپے	۱۵۰۰/روپے
۲۳	ٹماٹر	۱۰۰/کلو	۵/روپے	۵۰۰/روپے
۲۴	ڈیزل	۲۵۰/لیٹر	۶۳/روپے	۱۵۷۵۰/روپے
۲۵	مزدور	۱۰۰/افراد	۱۰۰/روپے	۱۰۰۰۰/روپے
۲۶	تنخواہ دار خدام	۱۴۰/افراد	تنخواہ رجسٹر کے مطابق	۷۰۰۰۰/روپے
		کل رقم	روپے میں	۴۰۱۵۰۰

یومیہ مطبخ کے خرچ کی رقم 401500 روپے بنتی ہے۔ ماہانہ رقم ہندوستانی کرنسی میں 12045000/ روپے بنے گی۔ سالانہ خرچ ہندوستانی کرنسی میں 144520000 ہے۔

حسب ذیل سطروں میں اس بات کی تفصیل دی جارہی ہے کہ ایک طالب علم کو اپنا منتخب کورس مکمل کرنے میں سالانہ کتنا خرچ آتا ہے اور کورس کی تکمیل پر کتنا خرچ آتا ہے، جس کی ہندوستانی کرنسی کے ساتھ GBP اور US$ کتنی بنے گی۔ اس تفصیل کی معلومات سے ایک طالب علم کی سالانہ یا مکمل کفالت آسان ہوجائے گی۔

تسہیل کفالت منصوبہ بندی

نمبر شمار	کورس	مدت	سالانہ INR	پورا کورس
۱	**دینیات**	۳/سال	8500	25500
۲	**حفظ**	۳/سال	10,000	30,000
۳	**عالمیت**	۸/سال	11,500	92,000

آئندہ سال کا متوقع مالی بجٹ

شمار		بجٹ (ملین)
1	جامعہ کے مطبخ، مشاہرے، برقیات، میڈیکل وصحت سے متعلق، اسکالرشپ، او رفرنیچر وغیرہ کا مجموعی خرچ یومیہ۔	330
2	تعمیرات کا خرچ، اس میں انجینئرنگ کالج کا بقیہ کام، اسکول بلڈنگ، آئی۔ٹی۔آئی بلڈنگ اور ہوسٹل بلڈنگ کا خرچ شامل ہے۔	210
3	۹۲/ ملحقہ شاخوں کا خرچ ۹۵۳۹ ۲/ طلبہ کے قیام وطعام اور دیگر ضروریات کا خرچ شامل ہے۔	200
4	۲۶۷۳/ مکاتب	046
	ٹوٹل	786

مستقبل کے عزائم اور منصوبے

ہمارے اور آپ کے اس جامعہ کی تمام تعلیمی وتربیتی سرگرمیوں کی ترقی اور تسلسل کا مدار، ان خیر خواہانِ قوم وملت کی عملی ومخلصانہ جانفشانی پر ہے، جو اپنی کسب حلال کا ایک وافر حصہ اپنی آخرت سازی کے لیے وقف کیے ہوئے ہیں، اس لیے ہم اللہ پر توکل کرتے ہوئے اوران بندگان خدا کے لیے دعائیں کرتے ہوئے، آئندہ کے لیے جو عزائم ومنصوبے تشکیل دیے ہیں، ان کی قدرے تفصیل کچھ یوں ہے:

☆ مختلف النوع وسائل وسہولیات کا حامل ہاسپٹل اور میڈیکل کالج۔

☆ پرائمری اسکول اور آئی۔ٹی۔آئی اسکول کا قیام جس میں ہوسٹل کی سہولیات بھی ہوں۔

☆ مزید ۵۰۰/ مکاتب اسلامیہ کا قیام۔

☆ جامعہ اکل کوا کے احاطہ کی مزید توسیع جس میں 15000/ طالبان علوم نبوت تمام سہولیات کے ساتھ اپنی تعلیمی ودینی سرگرمیوں کو روبہ عمل لاسکیں۔

☆ مزید ۱۷۰/ طلبہ کو پیشہ ورانہ کورسز کی تکمیل کے لیے اسکالرشپ مہیا کرنا۔

☆ ۳۵۰/ بیوہ خواتین کو مزید مالی تعاون دینا۔

☆ مطبخ کی عمارت کی تعمیر نو کا منصوبہ۔

☆ آئی۔ٹی۔آئی اسکول کے طلبہ کے لیے ہاسٹل کی تعمیر کا پلان۔

☆ مزید ۷۵۰/ بور ویل کا ضرورت مند مقامات پر انتظام۔ ☆ ۵۰۰/ رہائشی عبادت خانوں کی تعمیر۔

جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا، ایک نظر میں

نام : جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم

اب تک ڈگری فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلباء:	169
اب تک ڈی ایڈ اُردو سے سند حاصل کرنے والے طلباء:	570
اب تک ڈی ایڈ مراٹھی سے سند حاصل کرنے والے طلباء:	340
اب تک بی ایڈ مراٹھی سے سند حاصل کرنے والے طلباء:	767
اب تک BUMS ڈگری حاصل کرنے طلباء کی تعداد:	531
اب تک جامعہ کی شاخوں سے حفظ کی سند حاصل کرنے والے طلباء:	10274
اب تک جامعہ اور جامعہ کی شاخوں سے ناظرہ مکمل کرنے والے طلباء:	39807
اب تک جامعہ کے مکاتب سے ناظرہ مکمل کرنے والے طلباء:	176595
اب تک لڑکیوں کے اداروں سے مومنہ کورس مکمل کرنے والی طالبات:	6953
اب تک جامعہ سے مختلف ڈگریاں حاصل کرنے طلباء:	259561
۲۲ رسالوں سے ماہنامہ ''بیانِ مصطفیٰ'' (گجراتی زبان) میں جاری رسالہ کی تعداد:	12000
۲۵ رسالوں سے سہ ماہی ''النور'' (عربی زبان) میں جاری رسالہ کی تعداد:	1000
۱۱ رسال سے جاری ماہنامہ ''شاہراہِ علم'' (اُردو زبان) میں جاری رسالہ کی تعداد:	6000
بی، ای، انجیرنگ کالج کے طلباء	349
پرائمری اسکول (اردو میڈیم) سے فارغ ہونے والے طلبا	620
ہائی اسکول اور جونیر کالج سے فارغ ہونے والے طلبا	1845
پرائمری اسکول (انگلش میڈیم) سے فارغ ہونے طلباء	34
پی، ایچ ڈی فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا	07
ایم فارمیسی سے سند حاصل کرنے والے طلبا	34